باچنین جاه وجلال ازپیشگاهِ سلطنت ... کاربر...
بافریب این خُمِ زنگارگون نیلفام
آنکه ده باهفت ونیم آورد لبس سودے نکرد ... فرصت...

دوستی که در علم موسیقی چهار ستے دارند مصراع کسی خوانند وفرمودند که چند مصراع دیگر ترتیب کرده
مصراع نوشته دادم مرقوم دوازدهم شهر ذیحجه ۱۲۷۱ سنه ہجری

تہیہ

بیدردی مین تیرے بہروسے جیا جو بنا گنوائی — بستی چھوڑی کنبا چھوڑی چھوڑی بہائی مائی
بیدردی مین تیرے بہروسے جیا جو بنا گنوائی — ڈہنگا بگاڑی رنگا بہی چہانڈ سے انگا بہبوت لگائی
بیدردی مین تیرے بہروسے جیا جو بنا گنوائی — اپنے برائے سب ہو بیری ہوری ہوئے جگ ہنسائی
بیدردی مین تیرے بہروسے جیا جو بنا گنوائی — جا مکھڑے کو چندر اندیکہو سارو جگت کو دکہائی
بیدردی مین تیرے بہروسے جیا جو بنا گنوائی — بیت تو گئی تہی ست بہی کہوئی باوری جیری کہائی

بیدردی مین تیرے بہروسے جیا جو بنا گنوائی

چون مکرمی معظمی صاحب علم وہنر ناظم ونا ثر سید منوّر صاحب المتخلص به منور این مجموعۂ اعظمی امید از بای
بسم الله تا تالیے تمت مطالعه کرده این قطعه تاریخ ارقام فرمودند

بمعرفت خورسند شد امید — دران مجلس که حافظ بود ساقی
مجموعه دریافت — کلام اعظم از امید باقی
۱۲۷۸

تمت

... محمد عبد الرحمن بمطبع رحمانی
... ...

ظهوری

...س آب وتاب به بینید این ماه این آفتاب

ترجمه

...ہے نہین آب وتاب اجی دیکھو یہہ ماہ یہہ آفتاب

ظہوری صاحب والامناقب کپتین گارستن صاحب بہادر سرگردہ سواران سالہ سرکار کمپنی بہادر در کتاب آتشکدہ این شعر دیدہ فرمودند کہ این مضمون در ہندی خواہید نوشت ہمانوقت این بیت خواندم بسیار پسند کردند و فرمودند کہ آن فرد ست و این مطلع از دست من دران کتاب نویسانید ند کہ یادگار شمات

فرد

در طوف حرم دیدم دی مغبچہ میگفت این خانہ بدین خوبی آتشکدہ بایستی

ترجمہ

کل طوف حرم مین یون یک مغبچہ کہتا تھا اس خوبی سے یہہ گہر تو آتشکدہ ہونا تھا

معنی قطعہ خواجہ حافظ علیہ الرحمہ کہ در ذیل مرقوم میشود در جواب سوال آغا زین العابدین خوئی نوشتہ شدہ بود در شہادہ برای فایدہ عام قلمی میگردد معنی قطعہ حافظ علیہ الرحمہ انچہ کہ در خاطر آمدہ بقلم می آید از راہ کرم از کاغذ موصولہ ولایت مسرور خواہند فرمود آشاہ لشکر توفیق کہ ہمراہ تو است خیز اگر عزم تسخیر جہان داری و باچنین جاہ و جلال از پیشگاہ سلطنت آگہی و خدمت آگاہ دلان میکنی و باوصف فریب فلک کار بروفق مراد دین داری میکنی اگہ دہ یا ہفت و نیم آور د بس سود نکرد اعنی حواس عشرہ کہ پنج باطنی و پنج ظاہری اند یا ہفت و نیم یعنی ہفت و نیم سال کہ عمل زحل بقول منجمین برای انسان بد است موافق ارادہ شاہ سودمند نشد دہ و نیم بادہ میکنی یعنی بعد انقضای مدت مذکورہ کہ زحل مطابق حواس عشرہ تو خو

جہانگیری فرمودن مناسب است فقط مرقوم ہفتم ماہ		

حافظ

بادشاہا لشکر توفیق ہمراہ تو ا		

فرد

آنچیکه داد رازق با بہر ما بس است	رحمت بران کسی که قناعت نمیکند

مطلع در جواب سوال که دوستی بدیهه خواندم

ہو کہتے ہی ہو جاتا کوشش سے بہی نا ہونا	اقبال کے وہ معنی ادبار کے یہہ معنی

قطعہ

لکھہ گئے خوب موضح قرآن	ماہر سرور رمز جزو و کل
ادعیہ ہین پناہ کے جتنے	انہین افضل ہین آخری دو قل

کہانے سے کہلانے ہین بہت لطف و مزا ہی	مطلع	جو آپ ہی کہاتا ہی مقرر وہ گدا ہی

دوبیتی

بت جیسے ہین عزیز جنہین جاہ و مال ہی	قدرت پہ انکے آیت قرآن دال ہی
آنکھین ہین اور کان ہین اور ہاتہہ پاؤن بہی	ناسوجہنا نہ سننا نہ ناچال ہی

ای میرے خالق ای میرے رازق ای میرے شافی ای میرے کافی	مطلع	میرے گناہین حد سے ہین زاید دونو جہان مین تو ہی ہی عافی

قطعہ

جن رئیسون کا تہا مدار نظام	ظاہرا عقل و زور اور تدبیر
چہنگیا ملک اور تاج و تخت	بوریا بہی نہین ہی جای سریر
دولت آصفی تو ہی امید	صرف خیرات سے قیام پذیر
احکم الحاکمین بحق نبی	یہان کے حاکم کبہی نہون دلگیر
داوم دائمی دے لاریب	فرد کیون نہون آپ نزہری پرشاد
جراحات السنان لها التیام	فرد ولا یلتام ماجرح اللسان
پاتے ہین التیام جراحت سنان کے	ترجمہ تیغ زبان کا زخم ہی ہمراہ جان کے

گائی کا گوشت کہانے کے کہتے ہین | فرد | ہم مسلمان ہین ہنین ہندو
صبح کی تہنڈی باؤ نے آئے آہ | فرد | مجھکو بیمار کر دیا آخر

روزیکہ حضور پر نور ناصر الدولہ بہادر مدظلہ العالی طرۂ از دستار خاص بر آوردہ در دستار راجہ چندولعل مہاراجہ بہادر از دست مبارک نہادند من از طرف ڈیش صاحب بہادر بخدمت مہاراجہ بہادر التماس کردہ بودم کہ این سرفرازی منتہائے عنایت ہاست مبارکباد چون این فرد ہمان وقت در خاطرم آمد روبروی راجہ جہگن لعل بہادر میرمنشی دار الانشای مہاراجہ بہادر کہ نزد من بودند خواندم راجۂ موصوف آنرا نوشتہ بملاحظۂ مہاراجہ بہادر در آوردند بسیار پسند کردہ بطرف من متوجہ شدہ فرمودند کہ برلطیفۂ صاحب بہادر ہم طرہ است مرقوم ۱۷ ذیحجہ ۱۲۵۰ھ سنہ ہجری

فرد

طرۂ خاص سے حضرت جو سرفراز کئے | | سب عنایات خداوندی پہ یہہ طرہ ہے

روزے موافق معمول بدربار راجہ چندولعل مہاراجہ بہادر حاضر شدم مہاراجہ بہادر خلاف عادت تا دیر در محل سرا تشریف داشتند از راجہ جہگن لعل بہادر سبب تاخیر پرسیدم فرمودند کہ رسم سالگرہ مہاراجہ بہادر است بدیہہ این فرد خواندم

باحشمت و شوکت بخوشی دیکہین مہاراج | | اولاد کی اولاد کی اولاد کی اولاد

بہادر موصوف آنرا نوشتہ فرمودند کہ بملاحظۂ مہاراجہ بہادر می آرم من ہر چند منع کردم سر دربار گذرانیدند مہاراجہ بہادر مرا مخاطب کردہ بآواز بلند باین طور خواندند باحشمت و شوکت بخوشی آپ ہی دیکہو اولاد کی اولاد کی اولاد کی اولاد

کام دنیا کے معطل نہین رہتے امید | فرد | یاد رکہیو کہ بہلی بات ہی رہجاتی ہے
عقل سے دور جہل سے نزدیک | فرد | ہووے جسکے سمجھ تو کیا کہئے
بہتے کریلے کے ہی چال یہ اس شوخ کے | فرد | پہلے سے کڑوا ہی تہا تسپہ چڑہا نیم پر

مطلع

منہہ کی ور چوتی کی کل سے فکرِ تشبیہات ہی | کیا نہین معلوم تمکو دن کے پیچھے رات ہی

مطلع

کسی سے کہہ نہین سکتا ہون مدعا کے لئے | مجھے معاف کرو صاحبو خدا کے لئے

مطلع

اب اچھے ہو گئے بیمار نکی جائی | طویلہ کی بلا بندر پہ آئی

مطلع

تمھارے شہر جاتے ہین ہم باذن اللہ | رہو ہمیشہ سلامت بفر و مکنت و جاہ

دلا زاہد سے پر نہ مغرور رہنا	مطلع	حکایت شکایت سے بہی دور رہنا
جو اپنے مین لڑنے کی طاقت نہ پاوے	مطلع	تواضع تملق کے ہی در سے آوے
ادب کی راہ سے کہتا ہون اے سمی علے	مطلع	یزید بھی نکیا جو دغا کہ تونے کی
جب دم غم نے دل کو پٹکا	مطلع	پہیکا جامہ بگڑی پٹکا
ڈرو خدا سے کرو رنج خستگون سے حذر	مطلع	دعای نیک سے زاہد ہی بد دعا مین اثر
کیا تمھاری جز رسی بخل ہی کو ننگ ہی	مطلع	تنگ چشمی سے بھی دیکھو چشم سوزن تنگ ہی
تورہ کو نو خوان کے دیکھو ذرا مہربان	مطلع	آگیا دو خوان مین بے ضرر وے زبان
بعد نماز صبح کے دیکھا مین آفتاب کو	مطلع	صل علی محمد بولا اٹھا نقاب کو

فردیات

فرد

خوابیدہ بخت مت کہو دلہن کو ہوشیار | دولہا ہو جسکا ایسا سووے نہ تو کیا کرے

یہہ جو کہتے ہو کہ عالم مین برا مین ہی ہون — کب کہا آپ سے مین سب سے بہلا مین ہی ہون

مطلع

جسطرح ہوا آج وہ ہزال کا دم بند — اظہار میانجی کا بہی ہو جاے قلم بند

شعر کسی زبانی میرزا فتح علی بیگ صاحب عرف آغا بابا مازندرانی سوداگر اسپان شنیدہ حسب ایمای آغا موصوف ہمانوقت ترجمہ آن نمودم ٢٦ رجب ١٢٥٩ ہجری

مطلع

اگر از فخر بگوید پدرش گلخان بود — پدر فضلہ ناچیز ہم آخر نان بود

ترجمہ

فخر سے کہتا ہے جو اپنا پدر گل خان تہا — باپ بہی فضلہ ناچیز کا آخر نان تہا

مطلع

تجہہ سے مفسد و ابلیس و بیحیا کی پناہ — مجہے تو حصن شریعت مین ہے خدا کی پناہ

مطلع

علوم دین سے ہو قاضی کا صدر آمادہ — وگرنہ قاز ہی بالذاتہی قاز کی مادہ

مطلع

بیخوف تم جو ہمپر کرتے ہو ظلم یکسر — آیا نہین ہے احکم سب حاکمون کے اوپر

مطلع

پوچہتے ہو مملکت کے نظم کو کیا چاہیے — کارپردازون پہ ضابطہ کارفرما چاہیے

مطلع

کسی کو دولت کی چار بالش کسی کو علم و ہنر کا تکیہ — مجہے تو تکیہ ہے فضل حق کا کہان مسند کہان کا تکیہ

قطعہ

ہوا جب کہ بہنی کو لڑکا تو لد — کئے جشن چہٹی کے ادنی و اعلیٰ
جو پوچہا کسی نے یہہ کسکی ہی شادی — تو ہر ایک بولا ہوا مجہکو بیٹا
سنے جبکہ یہہ بات ذی عزتون نے — لگے کرنے آپسمیں بیجے یہہ جہگڑا
گرادے نے کہا میری صورت ہی دیکہو — پہر اعلیٰ بہی بولا ہی ہمشکل میرا
سنا جب دلیلون کو دو نو کے ہنو — گیا پاس بیٹے کے اور اسے پوچہا
کہ اے جانِ ہر مرد سچ کہدے مجہسے — حقیقت مین یہہ طفل نطفہ ہی کسکا
قسم کہا کے فی الفور ہر دو کے سر سے — کہی ہی یہہ بالاشراکت کا لڑکا

۱۲ ۶۲

مطلعات

مطلع

تو ہی کہہ اپنا سا عیار کہین دیکہا ہی — اور مجہہ سا ہی گرفتار کہین دیکہا ہی
گرچہ مجکو تابع امر غلامان کردیا — مطلع — تاج ایمان سر پہ رکھا فخر شاہان کردیا

عالی نسبی و الا حسبی خواستند کہ مرا شریک کار پردازان سرکار عالی فرمایند بعد ادای شکریہ آنچیکہ عذر نمودم خلاصۂ ان نظم کردم کہ یادگار احسان محسن احسن باشد

مطلع

خدمت نظم و نسق ملک اور کسی کو دیجئے — خانہ نشین ہوا ہون مین مجکو معاف کیجئے

مطلع

پاؤن مین مہندی ہاتہہ مین چہلے — جسکو چاہی تو بات مین چہلے

مطلع

کرده بود انجام کار بخیر نشد بلکه نقصان عظیم کرد نظم کردم تا دیگران عبرت گیرند

قطعه

ہی مقرر درد و غم کا مستحق — جو نہین رکہتا خیال انجام کا
دیکہیے کیا حال ہو گا اب امید — نیش عقرب سے نکالا خار پا

حسب حال من و شخصی عمده

قطعه

یہہ تیرے گلشن خوبی کے آب و تاب کا باعث — ازل ہی سے بجان و دل تو میرے چشم گریان ہی
چبوتا ہی میرے آنکہون مین خار غم ای خنده رو — خدا سے ڈر کہ قرآن مین جزا احسان کی احسان ہی

بیان واقعیت

قطعه

موئی کنیز جو قاضی کی بے بلائے سب آئے — ہوا وفات خود اسکا تو ایک بہی نگیا
ہمارے وقت کے اسلامیون سے کوئی شخص — اگرچہ قاضی نے دعوت بہی انکو دیے گیا
چنانچہ باپ کی میت مین آپ قاضی جی — بلائے تو کہے کیون قاضی جی کا جی نگیا
تہے اگلے لوگ ہی بہتر کہ مرگ قاضی تک — جو انکا رسم مدارات تہا کبہی نگیا

بیان واقعیت

قطعه

مین داروغۂ عیش و عشرت سے پوچہا — کہ تم کس لیے ہو خفا اندنومین
کہا ہو کے آشفتہ با آه و زاری — للی دین نے کی ہی جفا اندنومین
کہ شاگرد کو کر گیے گمراه اب یون — کیا باب تاریخ وا اندنومین

بجای مرتفع قبلہ نما رکھہ | تقرر کرتے ہی مرسم نگر سی
کہا اللہ اکبر روبقبلہ | برب کعبہ کی اقدم نگر سی
بناے مسجد اور مہمان خانہ | سعادت کے لئے الزم نگر سی
کیا تیار پھر برج اور مکانین | تعلق رکھتے جو طارم نگر سے
خدا چاہے تو ہو اسقدر آباد | نظارہ وہانکا مارے دم نگر سی
رہین سب شاد و خرم اسکے ساکن | الہی دور کیجو غم نگر سے
زراعت مین عطا کر ایسے برکات | کہ پاوے فیض یک عالم نگر سے
جو چاہو نام مین تاریخ ہی ہو | کرو تیرہ عدد کو کم نگر سے
کہو اس سال فضل حق سے پایا | جیاپلی نے جی اعظم نگر سے
١٢٦٩

حسب حال امیری با مروتی نظم کردہ بودم اتفاقاً ملاحظہ کردہ فرمودند کہ مطابق حال خود است کہ سبب
قلت مداخل و کثرت مخارج

قطعہ

یہہ نکتہ کو جا گوشۂ دل مین دیجے | کہ کہنا میرا جان بے جا نہین ہے
جواب سوالات مین عاشقون کے | زبان پر مروت سے جب نا نہین ہے
تغافل تجاہل تکاسل تساہل | مزاج مبارک مین کیا کیا نہین ہے

قطعہ

صدمے جو کچھہ کہ ہوتے ہین ہمپر | صرف افعال کے نتیجے ہین
وقت پر تو نہین ٹھہرتا دل | کہتے ہین بھائی ہین بھتیجے ہین

حسب حال شخصی کوتاہ اندیش کہ از سادہ دلی دشمن باطنی خود را برای سوال جواب مقدمۂ خود مامور

یاد کے اور عمل کے لایق ہی — کہنہ بلبو سمس اور ایاز کا وقت
ہاتھہ سے کہو یو نہ توامیسد — توبہ کا اور عرض راز کا وقت

اشرف و اسعد دارین وحید زمان حاجی سلطان حسین خان بہادر خلف مستغنی الالقاب عالیجناب مولانا محمد مودود معزالی تلمسانی قدس سرہ کہ باراد ہ عزم بالجزم حصول شرف زیارات مکہ معظمہ و مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہا فر اتفاق شد روز عید بجرد استماع آواز اذان آن برگزیدہ رحمان با وصف ضعف و ناتوانی از شارہ نماز فرض فجر ادا کردہ باز جست داعی اجل را لبیک اجابت گفتہ

قطعہ تاریخ محررہ ۱۹ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۱ ہجری

بعزم کعبہ کہ سلطان حسین خان بخدا — صباح عید ضحی فرض پڑہ تمام ہوا
جو دیکھا سال کو مرحوم کے بچشم بصر — بسان ابر وہ رو کو کہا غریب ہوا ۱۲۶۱

نام و تاریخ موضع مذکور مجوزہ و محررہ قلم اتحاد رقم مکرمی معظمی وحید زمان محمد زور آور خانصاحب مندوزی سلمہ اللہ تعالی و حسب ایمای خانصاحب موصوف آنرا منظوم کردم و نام خود ہم مندرج نمودم و باقی کیفیت از مطالعہ اسناد و قبالجات و غیرہ مہری و دستخطی قطب شاہان سلاطین دکن ظاہر شدہ است

قطعہ

وہ میران پور موضع عرف جسکا — جیاپلی کہ تھا تو ام نگر سی
ہے وہان جاتے سلاطین قطب شاہی — شکار شیر کو ہر دم نگر سی
ہوا ویران وہ ایسا سو برس سے — گیا ایجا نہ کوئی آکر نگر سی
او سے اعظم علیخان مول لیکر — گیا اب اسم اعظم ضم نگر سی
گئے جب دیکھنے کو اوس نگر کے — یہہ راقم بھی گیا باسم نگر سی
سمجھا یا انکو آبادی کا نقشہ — جو ہمراہ آئے تھے آدم نگر سی

حق کا ارشاد اُنکے حق مین ہی	جو سمجھتے ہین ہی نکوئی ظلم
منکر و ظلم تم کسی پہ کبھی	تاکہ تم پر کرے نکوئی ظلم

قطعہ ترجمہ آیۂ جزو ۲۵ برابر نصف

ذکر رحمان سے جسنے کہ چرائین آنکھین	اُس پہ اللہ نے شیطان کو مامور کیا
راہین مردود کے مقہور نے کی جو ہین پسند	اس سے نزدیک ہوا حق سے بہت دور ہوا

قطعہ

چرب کو شیرین کو بوی خوش کو اور حمام کو	اپنے پر لازم سمجھے طبع سے مانوس ہی
گرد و بدبو او دہوین سے کیجیو پرہیز تم	تجربہ سے مقترن یہہ قول جالینوس ہی
جو کیا اس پر عمل امید فضل حق سے وہ	نا طبیبون سے ملانے رنج کا محسوس ہی

بتاریخ بیست و یکم ذیحجہ سنہ ۱۲۷۷ ہجری مطابق یازدہم جون سنہ ۱۸۶۱ در جواب رقعہ دعوت شادی کتخدائی دختر ڈاکٹر سامیوئل ہاتہہ سن صاحب برای یادگار این قطعہ نظم کردم وقت ملاقات خواندم پسند کردند و عذرم مقبول نمودند

قطعہ

لوگ کہتے ہین عہد طفلی کو	ہی فقط بول اور براز کا وقت
جبکہ سبزے سے منہہ ہوا سرسبز	آگیا ناز اور نیاز کا وقت
ہو گئے جب سیاہ ریش و بروت	عقل کامل کے اہتزاز کا وقت
ہوا دو مویہ تو بلا شبہہ	تجربہ کا ہی اور ساز کا وقت
داڑہی موچہین سفید ہوتی ہی	آیا افسوس اور گداز کا وقت
محفلون مین مجھے نہ بلواؤ	یہہ تو ہی سب سے احتراز کا وقت
شب گئی اور صبح کاذب ہی	صبح صادق ہی اب نماز کا وقت

چالیس برس کے بعد معلوم ہوا — یہ رسم جدید شاہزادہ آئین

رباعی

جو کوئی نوید سنکے مغموم ہوا — اپنی طینت کے سم سے مسموم ہوا

بدخواہ جہانیان بلا شبہ و شک — منحوس ترین خلق جون بوم ہوا

رباعی

کہتے ہین کہ تعزیت مین جانا ہی خوب — اولاد کی تہنیت مین آنا معیوب

ہم کہتے ہین بالعکس بہی اسکا ہی بہ — آئین محبت مین ہین دونون محبوب

فرمایش کانسنگ نامی برہمن بیجانے جمعدار سکہان ملازم سرکار عالی متعین سرکار کہم مت در قصبہ کہم مت منظوم گردید

رباعی

ملگانی کے ایوار بید و جاری — آچار و بچار سے بہرے ہین ساری

عورات ہین انکے پردے مین کہانیکے وقت — در پردہ وہ آپ ہی ہین آسن ماری

ازایمای میرزا فتح علیصاحب عرف آغا بابا مازندرانی ترجمہ این قطعہ نمودہ شد

قطعہ

بنت کرم یتموا من امها — ثم هانوها بسحق من قدم

ثم دار واحكموا بين هم — ويلهم من جور مظلوم حكم

ترجمہ

بیٹی کو عنب کے مان کے گودسے نکال — کر ڈالی تیسم و با اہانت پامال

دو ر اسکا سکئے بناسے حاکم پنا — مظلوم حکم ہی اب ہوا و نکا کیا حال

قطعہ ترجمہ آیہ بسز و ۳ بعد ربع

صاحب اخلاق وکرم کپتن ہال کن صاحب بہادر دوم رسیڈنت فرخنده بنیاد حیدرآباد که از راه قدردانی
اکثر بغریب خانه رونق افزا میشدند روزی به تذکره شرارت شخصی عمده که خود معیوب بود وعیب چینی
دیگران میکرد مثلی انگریزی خوانده فرمودند که اگر خلاصه مضمون این در ہندی منظوم کرده بدست من دہند
ہمانوقت این رباعی نوشته دادم بسیار پسند فرموده باخود بردند

رباعی

گو ہوی کسو کا گہر سراسر بہتر
شیشه کے مکان مین آپ بیٹھی بیٹھی
مار یگا تو او سکے بہی سنگے سر بہتر
بہولے سے بہی مت پہیکو کسی پر پہتر

رباعی

اندہیری اب دن کو لگاتے ہین دئے
حرمین شریفین کے حاجی صاحب
شاید سمجھے ہین سب کے بے نور ہوئے
صد حیف تبرکات رشوت مین دئے

روزی محبت و مودت اساس رای شنکرداس صاحب سررشته دار جمعیت سواران وغیره سرکار عالی
برای تہنیت تولد برخوردار محمد اکرم علی تشریف آورده بودند گفتم که از قدوم گرامی خیلی ممنون ومشکور شدم
مگر خلاف راه و رسم عمدگان این شہر است را ایصاحب موصوف فرمودند که واقعیت که اکثر صاحبان
بنابر ادای تعزیت خود رونق افزا میشوند یا نایب خود را میفرستند وتہنیت را معیوب میدانند ومنفرنامہ
کہ بلی دعوت برای تہنیت رفتن کار ڈوم و ڈہاڑی است این دستور پسندیده نیست جائیکه دوستی است
در ہردو صورت رفتن ضرور است من گفتم رسم تعزیت را که پسند میدارند دلیل خوشنودی است ونمی فہمند
که شیوه مرده شویان است الحاصل من خلاصه تقریر آن روز را در رشته رباعی آوردم رای صاحب بسیار پسند فرمودند

رباعی

کہتے ہین که سوگ مین ہی جانا آئین
لڑکون کی بدہائی کو نه آنا آئین

گو صبا کرتی ہی شکوہ میرا با زلف رسا	باد حادث سے تعشق کی بنا جاتی ہی
جب بہر ذاتی ہو ارض سے نہووے تغیر	گو غنی خاک ہو گیا دل سے غنا جاتی ہی
اور تو کچھ نہین امید ہمین اسے مگر	رو تجہہ بیٹھے تو کبھی آ کے منا جاتی ہی

رباعیات

رباعی

قرآن مجید مین ہی فرمایا حسنہ ا	جسنے کہ میرے یاد سے منہہ کو پہیرا
گذران اسے تنگی کی ملتی ہی اور	لاوینگے قیامت کے دن اسکو اندہا

رباعی

غیبت جو کرے کسی کی ابتر ہوگا	اس فعل شنیع سے مکدر ہوگا
آیات واحادیث مین آیا ایسا	شاید کہ کہین وہ اوس سے بہتر ہوگا

رباعی

اس رمز خفی کو دلمین جادو اے شاب	ہر کام کی ہی جہانمین بے شبہہ نصاب
جب موی سفید کے معاصی ضد ہین	برسون سے بلا فرق مین کرتا ہون خضاب

رباعی

دہوکا لوگون کو دینے اعیان ارکان	لڑتے آپس مین جیسے باجی نسوان
لیتے رشوت کے جب نوالے بیہات	جون انگلیان ہوجاتے ہین باہم یکسان

رباعی

عاقل کو یہان کہین ہین سب دیوانہ	دیوانہ کہے سے ہووے کب فرزانہ
فرزانہ اگر نہین ہی دیکھو کسطرح	فرزانہ تو تہا بڑہا پایا اب شکرانہ

ناصح سبنے ہین جہل مرکب سے وہ ببہی
اب تک نہین تمیز حلال و حرام کی

دل چاک کرکے مرہم زنگار بہردیا
تدبیر سے امید نہین التیام کی

غزل

گر اپنے کشتو کو دیکہہ حذر کرے تو کرے
براہ رحم و کرم در گذر کرے تو کرے

نہ نامہ بر ہی کوئی نے پیام پہنچی ہی
صبا ہمارے فغان کی خبر کرے تو کرے

ہمارے نالہ شبگیر مین نہین تاثیر
دعای پیر مغان کچہہ اثر کرے تو کرے

تماشاگاہ بتان ہو اگر مزار قیس
بطور سیر کے لیلی گذر کرے تو کرے

شفیع روز جزا سے امید قوی ہی
ہمارے عفو جرائم نظر کرے تو کرے

غزل

زمانہ یار ہمارا ہی نا تمہارا ہی
خیال خام ہی کہتے ہین جو ہمارا ہی

جہان مین آکے عدم سے جو سیر کی ہمنے
مثال خواب کے یک آن کا نظارا ہی

نہ تیغ ابرو کی حاجت نہ تیر مژگان کی
ہمارے قتل کو چتون کا بس اشارا ہی

نجومی کہتے ہین آوے تو مشتری بہل ہو
خدا جو چاہے کرے چاند ہی نہ تارا ہی

تجہے ہی زہد سے امید مغفرت شیخا
ہمین تو آل نبی کا بڑا سہارا ہی

غزل

ای صبا گل کی خبر تو جو سنا جاتی ہی
جان مرغان قفس راہ فنا جاتی ہی

بلبل زار سا نالان ہو نہین اے غنچہ دہان
سیر گلشن کو جو تو میرے بنا جاتی ہی

ہاتہہ ملتے ہین گل لالہ بہ داغ حسرت
جب گلستان مین لگا رنگ حنا جاتی ہی

ماہ رویون کا عجب حال ہی جب محفل مین
جبین پہ پیشانی کج ابرو وہ بنا جاتی ہی

کیون ہم پہ جان کرتے ہو بتان نئے نئے
دریا تو اپنے دیکھو ہین خوبان نئے نئے

آنکھون سے لعل بہے ہی گوہر کبھی کبھی
اے عشق ہم پہ تیرے ہین احسان نئے نئے

داغ فراق وگریہ شبہای ہجر سے
ہر دن نئے نئے ہین گلستان نئے نئے

دامن کو تیرے نازکے نت اور روبہ ہی
لاؤن کہان سے دست وگریبان نئے نئے

محفل مین میرے شمعہ کا فور کے بدلے
روشن ہین داغ دل کے چراغان نئے نئے

رورو کے سو گئے ہین بہ ہر شاہ طفل اشک
مت چھیڑ یو اٹھاوینگے طوفان نئے نئے

گہ حکم قتل ہوتا ہی کا ہے امان جان
ہین میرے شاہ حسن کے فرمان نئے نئے

جب سے تمہارے چشم غزالت ہم پہ ہی
رکھتے ہین ہمسے انس غزالان نئے نئے

شاہان نامدار مکان چھوڑ ہی گئے
تم کس لئے بناتے ہو ایوان نئے نئے

بن جائین کیا عجب نئے قرآن یہہ دور تن
واعظ نئے نئے ہین مسلمان نئے نئے

پہلے امید ایک تہا محفل مین آ گئے
اب تو ہزارون ہو گئے مہمان نئے نئے

غزل

جسدم زبان ایک ہوی خاص و عام کی
صبح امید کیون نہو پہر گل شام کی

سر کو جھکا جو دیکھا رکھا ہاتھ تیغ پر
مدت کی آرزو تہی سو نکلی سلام کی

جس نے کہ نام تیرا سنا جان ہی دیا
پہنچا وے بات کون یہہ میرے پیام کی

کبک دری تو کب کے ہی بے چال ہو گیا
طرز خرام دیکھ کے اوس خوش خرام کی

نظرون کے پردے اوٹ تہا بیٹھا وہ شاہ حسن
خلقت نے اوسکے دید کو جو ازدحام کی

اللہ کیا جمال و جلال اوسکا ہوگا
کہاتے ہین مہر و ماہ قسم جسکے نام کی

اسلام و کفر کا تو تہا کچھ بہی وہان خیال
نکلی تہی ہر زبان سے صدا رام رام کی

ہم جیسکے تعشق مین ہوے شہرۂ آفاق	کیا بات ہی وصف اسکا نہ اظہار کرینگے
ذکر اسکے محبت کا رقیبون کے علی الرغم	کب ترک کرینگے نہین سو بار کرینگے
جو جانچنے کے حق تھے سو سب جانچ لئے آہ	امید ہی اب ہمکو بہت پیار کرینگے

غزل

دلارام شب سے جو آیا نہین ہی	دل آرام یک دم ہی پایا نہین ہی
بجز اسکے دیدار کے دو جہان مین	کسی شے کی مجھکو تمنا نہین ہی
لے آوے اُسے یا میرا رو نما ہو	رفیقون مین کوئی تو ایسا نہین ہی
کسو نے کہا چشم باطن سے دیکھو	کہ یہہ آنکھ ظاہر کے بینا نہین ہی
تصور بصارت ہی ہی فی الحقیقت	و گرنہ وہ سب جا ہی کس جا نہین ہی
قطعہ	
مین دیکھا سوا تیرے مکھڑا کسی کا	میری جان یہہ بات حاشا نہین ہی
ازل سے رخ دل میرا تیرے جانب	خدا کے لئے تو ہی فرما نہین ہی
بغور و تامل جو امید دیکھا	جہان وہ نہین ہی تماشا نہین ہی

غزل

عاشق شب فراق نہ روئے تو کیا کرے	اشکون سے اپنے منہہ کو نہ دہوئے تو کیا کرے
یوسف صفت کہڑا ہی وہ بازار حسن مین	دل نقد جان کو اپنے نہ کہووے تو کیا کرے
خوابیدہ بخت مت کہو اوسکو اے ہوشیار	غیر مکلفہ ہی نسووے تو کیا کرے
جس مرز و بوم مین نہین ترویج کشت عدل	مظلوم تخم غم کے نبووے تو کیا کرے
امید جب کہ صبر کے معنی کو پا چکا	مشکور خاص و عام نہووے تو کیا کرے

غزل

بھولون کسطرح بھلا راہ کو میخانے کے — میرے رہبر نے مجھے راہ یہہ دکھلائی ہی
جسمین مست ہون وہ بادہ مجھے ساقی — اب جو دیتا ہی تو انگور کی یہہ جائی ہی
بھولے بھی دل نہ دے انسان کی جگر گوشہ کو — پیر و مرشد نے میرے بات یہہ فرمائی ہی
بات تو اکطرف دید کی امید نہین — مجھکو جلوا نے کسی شوخ نے گرمائی ہی

غزل

نہ ہی عسرت نہ ہی یُسرت کبھی یون ہی کبھی وون ہی — نہ مجبوری ہی نے قدرت کبھی یون ہی کبھی وون ہی
کبھی تدبیر پر نازان کبھی تقدیر کے قایل — ہی انسان کی عجب فطرت کبھی یون ہی کبھی وون ہی
نہو کر آینہ خانے مین شاہد مست مکدر ہو — نہین ہی اسمین کچھہ حیرت کبھی یون ہی کبھی وون ہی
یہہ ہی گردش زمانے کی جو نیچے تھے سو اوپر ہین — نہ کیجو انسے تم نفرت کبھی یون ہی کبھی وون ہی
خبر رکھیو ذرا اپنی سخاوت اور سفاہت کی — جہانمین آپکی شہرت کبھی یون ہی کبھی وون ہی
صحیح ہی فی الحقیقت ہی برابر ہی بہت سچ ہی — ہو جسکو جھوٹھ کی کثرت کبھی یون ہی کبھی وون ہی
دکھاکے دل کسے کا تم بھلے کی مت رکھو امید — یہہ دنیا ہی میر حضرت کبھی یون ہی کبھی وون ہی

غزل

قطعہ مطلع

گر آپ علاج دل بیمار کرینگے — تو خاک کے سوتون کو بھی بیدار کرینگے
دل لیکے میرا آپ جو انکار کرینگے — ہم جیب زمینگے تمھین بیزار کرینگے
یہہ آپ یقین جانئے داغون کو جگر کے — دکھلا تمھین رسوا سر بازار کرینگے
چھوڑینگے نہین آپ کو محشر مین بھی ہرگز — ہم وہ ہین فرشتون سے بھی تکرار کرینگے
ابلیس لعین تمکو جو گمراہ کیا ہی — کر عرض خدا سے ادے فی النار کرینگے
گو عشق کے میدانمین بہت خار بچھے ہین — ہم حسن تدابیر سے گلزار کرینگے

چہرہ انور سے نسبت کچھہ ہی شعلہ رو کو ہی ۔ مہر رخشان اور ہی شمع شبستان اور ہی
رونق سنبل ہی کاسہ زلف زیب گلرخان ۔ سنبلستان اور ہی یہہ موی پیچان اور ہی
تازہ برگ گل ہی لب تشبیہ پہر سے ندو ۔ لعل خوبان اور ہی سنگ بدخشان اور ہی
چشم زار عاشقون سے ابر سر پر کیو کرو ۔ اشک سوزان اور ہی سر آب باران اور ہی
روشنی بجلی کی یک آن شمس تابان دایما ۔ نالۂ بلبلان اور ہی شان کریمان اور ہی
وائے انکے حال پر کہتے جو نافہمی سے ہین ۔ شیخ جیلان اور ہی شاہ خراسان اور ہی
تجھکو ہرگز اے ندو گنا دور کر دل سے امید ۔ جنس انسان اور ہی اس دل کا خواہان اور ہی

غزل

کل رات جو دیکھا گئے ہم راہ کسو کی ۔ ویسی ہہو شب اور سحرگاہ کسو کی
مت ابر سیہ جانیو بجلی کی چمک دیکھہ ۔ یہہ برق جگر تفتہ ہی اور آہ کسو کی
دم آنکھون مین جان لب پہ جگر پارہ ہوا ہی ۔ پہنچا دے اس حالت کو ہمین چاہ کسو کی
اوس مرقد انور کا تصور جو بندھا ہی ۔ نظرون مین نہین پہرتی ہی درگاہ کسو کی
ناچیز ہی ہر چیز یہہ دنیای دنی کی ۔ لغت ہی بندے سے میرے اللہ کسو کی
وحدت ہی دلا کر لے جو کچھہ کرنا ہی تجھکو ۔ سنے ملک رہا اور نہ رہی جاہ کسو کی
جز ذات خدا اور رسول عربی کے ۔ امید کسی سے ہی نہ کچھہ چاہ کسو کی

غزل

مرحبا باد صبا یار سے مل آئی ہی ۔ پیچ مین زلف کے دل کو بہی میرا پائی ہی
دل کی ہر چند ہی تقصیر کہون کیا اوسکو ۔ پہلے تو آنکھہ ہی مجھپر یہہ بلا لائی ہی
خال چہرے پہ نہین مردمک لیلی ہی ۔ جادو آنکھون مین ہی ہو تو نہین مسیحائی ہی

نقد رضا ہے تیرے سینہ جاکر دل و جان
گنجینہ ہو خزینہ مخزن ہو اور دفینہ

امید و بیم ہی مین دن رات گہٹ رہے ہین
کب تک پڑا رہون مین دکہن مین بنے سکینہ

غزل

جو تیرے حسن کا شہرہ سنا ہی
وہ بعد مرگ بہی جیتا رہا ہی

مطلع

جو تو نے نے تامل دل لیا ہی
یہہ خط کش ہی نہ پہلا ہی یارا ہی

قطعہ مطلع

تیرے چتون ہی سے افشا ہوا ہی
کہ تیرا دل کسی پر مبتلا ہی

یہی آئین دلداری ہی پیارے
جو ناحق مجہہ پہ تو ایسا خفا ہی

میرا کیا جرم ہی کہدے وگر نہ
کہینگے لوگ تجہکو بے وفا ہی

کہا تقصیر تیری کچہہ نہین ہی
مجہے اب ماجرا یاد آگیا ہی

مین شب کو آئینہ مین جسکو دیکہا
اسی ظالم نے میرا دل لیا ہی

اندہیری رات اور یہہ ناگ کالا
تیرے زلفون کے آگے کیا بلا ہی

خدا سے ڈر یہہ خون کشتگان ہی
تیرے ہاتہو مین کیا رنگ حنا ہی

دو بوسے لب کے یا رخسار کے دو
ہون راضی اس پہ جو تیری رضا ہی

تیرے مقتول کی جو کچہہ دیت ہی
وہ پوشیدہ نہین ہی برملا ہی

کبہی مقتل کی بہی کر سیر جانا
چمن ہی نہ ہی باغ وفا ہی

ادب سے نذر دینے چشم پر رہ
تیرا امید آ در پر کہڑا ہی

غزل

روی رخشان اور ہی انوار تابان اور ہی
ماہ کنعان اور ہی خورشید دوران اور ہی

جسکو ہی چشم حقیقت بین وہی جانے یہہ رمز
طرز حرمان اور ہی انداز شادان اور ہی

غزل تیری تو اے امید کبیر تہنیت ہی
اثرے ممدوح کو ہردم مبارک ہو مبارک ہو

غزل

مردم آزاری سے بتر نہین جب کوئی گنہ
ہر گہڑی کرتا ہی کیون نامۂ اعمال سیہ

بدمعاشون کی صلاحون پہ چلا جو کوئی
ہوکے گمراہ بہٹکتا رہا برباد تبہ

جو مخالف ہو خدا اور رسول اللہ کا
کون کہتا ہی کہ کونین مین اسکو ہی جگہہ

آخرش حملہ لی آتی ہی اسی خود سر پر
ظلم و بیداد و ستم جور و جفاؤن کی سپہ

پڑکے لاحول مین کہتا ہون بلاشبہہ و شک
ہوگیا خاک بسر جسنے لی شیطان کی پنہ

شاہ یک آن مین ہوتا ہی گدا سے بتّر
میری اس بات کے اثبات پہ قاہر ہی گوہ

نے تکلف و جمیل الامرا ہین جنکی
سوزنی زیر سرین سر پہ ہو زرّین کلہ

لایق نظم نہین پڑہتے ہی ابجد کے دو حرف
جسنے سمجہا کہ ہون سب علم و ہنر سے آگہ

حسب حال اوسکے ہی دہلی کی یہہ مشہور مثل
چوہا پنساری بنا ملتے ہی ہلدی کی گرہ

آپ کے فیض نظر سے ہوے جاہل عالم
علم کے شہر ذرا کیجیے مجہپر بہی نگہ

درمیان خوف و رجا کے جو ہی اسکو دیے قیام
بیم و امید ہی مین گذرے ہین ہر شام و پگہہ

غزل

فانوس دل سے بہتر کیون کر ہو آبگینہ
اشراف کے برابر ہرگز نہو کمینہ

رویت ہلال کی ہی اسلام سے تعلق
کو نام ہو کسو کا مشہور شیخ دینہ

دہوکے سے ماہ نو کو جب بہر نظر مین دیکہا
روتے ہی روتے سالم گہٹتا ہی وہ مہینہ

اے خالق دو عالم فضل و کرم سے تیرے
ہووے بلا توقف مسکن میرا مدینہ

تیرے ہی یاد مین رکہہ روز و شب و مہ و سال
اس دار بے بقا مین جب تک میرا ہو جینہ

قطعه

باعث جہل و کدورت دیکہو
فتنۂ بیدار یہان ہی دیکہو

ایک نصیحت مین تمکو کرتا ہون
فایدے اُسکے تا ابد دیکہو

جو جو تمکو صلاح دیتے ہین
اُنکے اعمال نیک و بد دیکہو

جتنے تنظیم ملک ہوا ہے
اسقدر بغض اور حسد دیکہو

کچہہ بہی خوف خدا نہین تمکو
مروت کو دیکہو اور حسد دیکہو

کیجیو کام وہ خوشی کے سات
جسمین خوشنودی صمد دیکہو

ازبرای خدا بچشم دل
کیسے کرتے ہو نیک و بد دیکہو

ابہی رسوای دہر ہوتے ہو
اُس ارادہ کے خرپہ لد دیکہو

وہ زمانہ گیا میرے حضرت
وقت دیکہو اور اپنی حد دیکہو

ہوکے بدنام ملک کہوتے ہو
نہین باور تو شرط بد دیکہو

دیکہو اول لیاقت ظاہر
بعد اوصاف آب و جد دیکہو

یہہ مدار المہام ہوتے ہین
ریش دیکہو اور اُنکا قد دیکہو

غزل

بحکم مختاری عالم مبارک ہو مبارک ہو
اور عالم کو ترا مقدم مبارک ہو مبارک ہو

ظہور کار کا باعث بفضل حق تری تدبیر
ہوی تقدیر سے توام مبارک ہو مبارک ہو

ہی گرد فرسے جولانی یہ اب میدان نصرت مین
ترے اقبال کا ادہم مبارک ہو مبارک ہو

جہان کے رنج و راحت سے عطا کی دست قدرت نے
تجہے شادی عدو کو غم مبارک ہو مبارک ہو

سبب یہہ راستی کا ہی ترے آداگہ پر اب
ہوئی ہی پشت دشمن خم مبارک ہو مبارک ہو

دسلے دل سے دعائین ہم تو بولے عرش اعظم پر
ملایک ہو کے سب باہم مبارک ہو مبارک ہو

تو ہی خلاق اور رزاق بیشک
تیرے مخلوق سے مین کب جدا ہون

ثنا تیری ہو میرے اس زبان سے
میرا منہہ کیا ہی مین خود کیا بلا ہون

اگر دیوین نعیم دو جہان سب
تو اب بہی تیرے در کا گدا ہون

نظر کرتے میرے اعمال بد کے
دو عالم مین سزاوار سزا ہون

مگر لا تقنطوا کو جسان و دل سے
وظیفہ ہر زمان اپنا کیا ہون

نہین حاجت بیان کی تیرے آگے
کہ جس صدمے مین یا رب مبتلا ہون

وہ ہوتا کوہ پر تو چل نکلتا
تیرے افضال سے ابتک بچا ہون

یہ ہاتون سے کمینون کے سر آ
نپٹ دہوکے ہی مین یا یا دغا ہون

ستاتی ہی مجہے رنجوری دل
مقام صبر و تسلیم و رضا ہون

شفا دے اب مجہے شافی مطلق
بامید شفا کب سے کہڑا ہون

غزل

باد صبا مت ہلا زلفون کی زنجیر کو
یاد کریگا یہہ دل نالۂ شبگیر کو

خاک قدم کی تیرے دولت کونین ہی
پاؤن اگر اوسکو مین پہینکدون اکسیر کو

سرکو زمین پر رکہا اشکون کو جاری کیا
آیۂ قرآن پڑہا اوسکی مین تسخیر کو

نقش نگین سا میرے دل ہی مین دلدار ہی
عاشق صورت نگر کہتے ہین تصویر کو

حشر کے دن بر ملا پوچہیگا مجہسے خدا
عرض کرونگا دلا میرے ہی تقصیر کو

دل سے تعلق ہی سب کہنا یہہ ہی رغلط
عشق سے نسبت نہین عزت و توقیر کو

عفو کی امید ہی دیکہے گنہ گر میری
نامۂ اعمال مین جا نہین تحریر کو

غزل

قطعہ

وہ بدر آسمان حسن کے گھر ہلال آسا لیے کاسہ کھڑا ہون
یہی کہتا ہون کر دے مہر سے مہر تہی باطن گدا ہون بے نوا ہون
دکھاؤ دلبرون مین وہ جہان کے جو اس دلبر مین مین دیکھا ادا ہون
صفت تیری کف پا کی صفا کی بگوش دل خدا سے جو سنا ہون
سبب ہے نارسائی کے سراپا برنگِ زنگ رنگین خنا ہون
اجازت دے حضوری کی خدارا بہت مدت سے مین بے جا پڑا ہون
تمنا ہے دلی اب تو یہی ہے ترے مضجع پہ آؤن اور فدا ہون
کہ تا امید دیرین کے مؤافق شریک زمرۂ اہل صفا ہون

غزل

اگرچہ حسب ظاہر اب یہان ہون تمہارا ہی دعا گو ہون جہان ہون
خیال نوجوانی سے تمہارے بحمد اللہ کہ پیری مین جوان ہون
الم ترکیف بس ہی کہہ دو اسکو جو کہتا ہی کہ مین فیلِ دمان ہون
میرے چپ رہنے پر مت بھول جاؤ یقین جانو بلائے ناگہان ہون
نہ سمجھو دور ہون پر برق آسا یہان تو ہون پہ دم بھر مین وہان ہون
اگر میرا ہو ہر مو تیرا وصاف تو کہہ سکتا ہون سرتا پا زبان ہون
نہین یک خس جلانے کی بھی طاقت اگرچہ سوز دل سے شعلہ سان ہون
ادب سے روبقبلہ دست بستہ کھڑا در پر باُمید امان ہون

غزل

بگا ہون برا ہون یا بھلا ہون بہر صورت تیرے ہاتون بنا ہون

شادی درووزہ سے ہمکو ہوا ہہ حصول
گلشن سینہ مین ہی بادخزان کا نزول

صورت غم کیون نہون اہل چمن اندنون
خار الم در جگر غنچۂ دل ہی ملول

ہر در و دیوار سے باغ و مکانون کے بہی
آتی ہی ہر دم صدا واہ صغیرہ بتول

رونق گلزار و بام تجہ ہی سے تہی صبح و شام
سیر تماشے کی جا اُڑ رہی ہی خاک دہول

گہر کو جو آتے نہین خواب مین بہی خوب ہے
آپ گئے سو گئے اور گئے ہمکو بہول

بانی فردوس و خلد بہر نبی فاطمہ
میرے نبی کو نبا روضۂ رضوان کا پہول

خالق ارض و سما فضل و کرم سے ترے
عرضۂ آمید کو دیجیو حسن قبول

فرمایش صاحبی صلاحیت ماب ولیاقت عرفی و شرعی مدظلہ نقشبندی

غزل

ہلال ابرو نگاہ جادو فرشتہ صورت مسّس گنگہم
ہی ماہ رویون مین مہر تابان خدا کی قدرت مسّس گنگہم

حجاب آنکہون مین شرم باتو نمین دی مروت عجیب خلقت
ہی در یکتای بحر عصمت جلای عزت مسّس گنگہم

سوای حسن و جمال ظاہر کمال باطن سے کوہ تمکین
بہار دانش کے بوستان کی ہی جان فطرت مسّس گنگہم

جہان مین جتنے ہین خوبصورت وہ دست قدرت کے ساختہ ہین
مگر ہی صانع کے ہاتہہ کی یہہ نیک سیرت مسّس گنگہم

اگرچہ ہر رقص مین ہی پہرتی پہ والس کے ناچنے مین دیکہو
ہزار چستی و چالاکی سے کرے ہی ندرت مسّس گنگہم

اگر نظر آوے آئینے مین شبیہ اسکی تو بیخودی سے
خود اپنی ہیئت سے آپ پوچہے یہہ کسکی صورت مسّس گنگہم

تجہے اے آمید کیا ہوا ہی جو شکل تصویر بے زبان ہی
فقط نہین دی ہی دلکو تیرے بدست حیرت مسّس گنگہم

غزل لکہہ ایسی ہی فارسی مین تو کر کے تبدیل قافیہ کو
کہ جسکے سننے کو بے تحاشا کرے اشارت مسّس گنگہم

غزل فارسی بہی ہی اسی بحر و ردیف در غزلیات فارسی شعرات

غزل

کسی پہ ہین ہسین مفتون نہ ہون
نثار طلعت بدر الدجا ہون [illegible]

مین کہا سچ جو ہی می مین سو دہی کہوا ئی
کہ مجھے یاد نہین ہی تیری خمار کی بات

بنگی امید کہ جو مست سنیگا یہہ غزل
ہوش مین آکے کہیگا کہ ہی ہشیار کی بات

غزل

جو تم کو ہوتی ہی مشک میرے گمان کی خبر
تو کیا عجب ہی پہنچتی ہو لامکان کی خبر

مطلع
صبا سے پوچہے جو ہین مین نے دلستان کی خبر
کہی خدا ہی یہ ظاہر ہی اس نہان کی خبر

مین انجام ہی سے ہو گیا ہون وہ مدہوش
نہ کچہ مکان کی خبر ہی نہ کچہ زمان کی خبر

یہہ حال دیدۂ خونبار ہی رکہون تسپر
جگر کی سینے کی دل کی کہان کہان کی خبر

گلہ ہی مجہکو تو بس پیر عقل ہی سے ہی
کہ لی نہ اس نے میرے دل سے نوجوان کی خبر

قطعہ
نہ بیٹھے چین نہ لیتے قرار ہی کل سے
نہ آیا دل جو گیا لانے جان جان کی خبر

نہ نامہ بر ہی نہ قاصد نہ ہی کہین صبا
خدا کے واسطے لاؤ کوئی وہان کی خبر

قطعہ
ہو خاک انکی دہن مین خرد کی راہ سے جو
زمین پہ بیٹھکے کہتے ہین آسمان کی خبر

اگرچہ ہون بنی آدم بصورت اسلام
نہ مجہکو میری خبر ہی نہ دودمان کی خبر

جو دیکہے غور سے اپنے تئین بچشم دل
وہ پوچہے مجہسے میرے یار بےنشان کی خبر

قطعہ
مین پوچہا شام کو نو واردان منزل سے
ہی تمکو میرے رفیقون کے کاروان کی خبر

کہے جو ہستی موہوم سے گئے سو گئے
نہ بازبان کی خبر ہی نہ بےزبان کی خبر

نہ کہلتے غنچۂ گل اور نہ بولتے بلبل
اگر نہ پہنچتی گلشن مین اس دہان کی خبر

نسیم کہیو بصد تہنیت شہ گل کو
بہار آنے کی اور جانے کی خزان کی خبر

ضرور کہیو خبر اوسکی جسے ہی امید
یہہ کیا غرض ہی جو رکہتے ہو تم جہان کی خبر

غزل در مرثیۂ نور چشم

قطعہ

تیرے ہوتو مین شفا انکھوین امرت ہی بہرا
باہر آنہہ جدا بیٹھے ہین بیمار بہت

بارہا عہد کئے اور نہ کئے وعدہ وفا
ایسے اقرار پہ ہی ہمکو بہی انکار بہت

آب جو ابروی خمدار کی تیری دیکھے
کٹ گئی صاف میان مغربی تلوار بہت

شب کو محفل مین ترے نرگس مخمور کو دیکھہ
مست ہوشیار تہے اور مست تہے ہوشیار بہت

سنکے اس ساغر کیف کی کیفیت کو
ہاتہہ سے جام ٹپک غش کیا خمار بہت

دیکھکے چہرۂ پرنور کو زلفون کے بیچ
شمس کی تا شب کو پرستش کئے کفار بہت

جب کہ بیداری مین آنے کی توقع نہ رہی
رہتا ہون خواب مین امید سے بیدار بہت

غزل

مطلع

کل کی کل ہی گئی خاطر سے تو سرکار کی بات
مجھکو معلوم نہین آج کے دربار کی بات

پوچھتے مجھسے ہو کیا اس بت خونخوار کی بات
بزم مین جسکے نہین جز سر و تلوار کی بات

کیون ستاتا ہی مجھے ہر گھڑی اے ناصح شہر
سن نہین سکتا مین غیرون سے کبہی یار کی بات

رشتہ الفت کا تجھے توڑنا گر ہی منظور
مسجد و دیر مین کہہ سبحہ و زنار کی بات

رنج دنیا ہی طبیبون کو دوا کون کرے
غش مین آیا جو سنا اس دل بیمار کی بات

پیچھے پچتانے سے کیا فایدہ دل دیکے شتاب
پہلے تو خوش نہین آئی تہی گنہگار کی بات

جنکو ہی عقل رسا فہم و ذکا بخت بلند
کرتے ہین اپنی مگر سنتے ہین وہ چار کی بات

قطعہ

پوچھا حاکم سے مین تو نے جو کی قاتل کی کمک
کیا ترے دل مین نہین قاہر جبار کی بات

بولا مین جانتا ہون مسئلہ فقہہ مگر
سنتے اکثر ہین یہان مجرم زردار کی بات

قطعہ

شب کو غیبت مین جفا پیشہ نے لے نام میرا
تہی نکالی سر محفل نئی تکرار کی بات

مین برا مانا تو کہنے لگا وہ بادہ پرست
سنکے خوش نہین ہوتا کوئی سرشار کی بات

ظاہر پہ حکم تجھکو ہی باطن سے کام کیا	رو جا تو اپنی جہ پہ پتا پائیگا
تفصیل یہان مجاز و حقیقت کی پوچھیے مت	یہہ رمز و نکتہ تجھکو سجھا پائیگا
دنیا مین تیرے سر پہ ہی جب ظل احمدی	محشر مین بھی امید ہی سایا پائیگا

در قصبہ ٹکمت یازدہم شہر ذیقعدہ ۱۲۷ ہجری منظوم شد

غزل

پوچھی مین نے جو اوس سے شب کی بات	بولا صاحب کہان کی کب کی بات
جب پتا مین دیا وہ غنچہ دہان	مسکرا کے کہا طرب کی بات
گو نہین تھا شریک محفل مین	جانتا ہون مین خوب سب کی بات
قطعہ
مجھکو دیکھا وہ غیر سے ہنستے	یہہ ہوی ہے بڑی غضب کی بات
بدگمانی تو اسکی ہے مشہور	بے سبب ہو گئی سبب کی بات
دیکھ گھر مین مجھے وہ غصہ سے	باشارت کہا وہ تب کی بات
مین نے ہرچند عذر خواہی کی	نہ ذرا کرکے وا وہ لب کی بات
پاؤن پڑنے سے کیا وہ منتا تھا	ہوا آزردہ مین تو جب کی بات
میر کے شعر پر غزل لکھنا	نہین امید یہہ ادب کی بات

غزل

مطلع
یار اچھا ہی مگر ساتھ ہین اغیار بہت	گل تو خوش رنگ ہے پر گرد خس و خار بہت
مطلع
سچ کہو ہمسے ہو تم کس لئے بیزار بہت	کچھ خطا ہی تو کرے عذر گنہگار بہت
ہر گھڑی کرتے ہو تم مجھسے جو تکرار بہت	خانہ آباد میرا دل ہی تو دلدار بہت
گوشۂ دل مین جو جاویگا اسے دو نکا دل	یون تو بہتے ہین کئے دن سے خریدار بہت

غزل

کون ہی کونین مین خلاق جز ذات خدا
جسکے باعث سے صفت کرتا رہون ہر دم جدا

جتنے تعریفات مصنوعات ہین سب اوسکے ہین
حمد کس سے ہو سکے واللہ ہی سنلے منتہا

ہی وہی صانع کہ جسنے اپنی قدرت سے کیا
مصطفی کو رہنما رہبر ہمارا پیشوا

طرۂ دستار وحدت دُرِ تاجِ انبیا
ہم دل و جان سے کئے کرتے ہین اوسکی اقتدا

ہی درود خاص اوسپر اور اوسکے آل پر
فخر آدم خیرِ عالم نورِ حق صل علی

آل اور اصحاب ہین دُرہای دُرج معرفت
فی الحقیقت اونسے ہی بنیاد دین کی ابتدا

سایۂ فضل و کرم جیسا کہ ابتک ہم پہ ہی
ہی امید اونسے رکہینگے تا بروز انتہا

غزل

گر سیل اشک ہم سے تہما یا نجایگا
افسانہ درد و غم کا سنا یا نجایگا

کس شکل جان رہویگی مجہ ناتوان کی
اوس دلربا کے پاس جو آیا نجایگا

گوشے سے مت نکال وگرنہ عزیز دل
تیر نگہہ سے اوسکے بچایا نجایگا

مت جہانکنے دے غرفہ سے چشمون کے طفل اشک
وہ شوخ چشم ہو کا چہپایا نجایگا

مقتول عشق کو تو اوتہاویگا اے مسیح
یہہ کشتہ حشر مین بہی ہلایا نجایگا

شیشے سے دل کو کسطرح تشبیہ دیجیے
ٹوٹے پہ اسکا کہوج بہی پایا نجایگا

اوس شعلہ رو کے آنکہہ سے مت آنکہہ تو ملا
کہہ طور سا جلیگا بجہایا نجایگا

دل مین جگر مین آنکہون مین تصویر جسکی ہو
ہر چند بہولئے وہ بہلایا نجایگا

ارض و سما سنبہالی ہی سب کچہہ پہ بار عشق
جز عرش دل ہمارے اوتہایا نجایگا

قطعہ

مت جانیو تو شیشے مین مے ہے اے محتسب
یہہ خون حیض رز ہی دکہایا نجایگا

وعدہ شام کی تو رخصت دی | گھر گیا پر بنالے گنگا جی
دل لگا پر بنے کا جانان سے | تھا ہر روز آنا جانان سے
پر بنے کو تو دن کو رات ہوی | دونو کی شب برات ہوی
پیسے سے پر بنے کو کام رہا | دو دن رات کا مدام رہا
ہر زبان پر ہی کید زن کا سخن | تھا یہہ مکر و فریب مرد و زن
ایک مشفق ہین نیک طمع باخیر | نہین ہیگا کسی سے اونکو بیر
اونکے نزدیک ایک ہی زر و ریگ | کون وہ میرزا بہادر بیگ
چہرے سے رستمی ہویدا ہی | واقعی اسم با مسمی ہی
خاندانی خلیق و دانشمند | ہی سپہ گیری اونکی سب کے پسند
وہ ہین جوہر شناس توسنکے | اچھے گہوڑے سواری مین اونکے
جب وہ گہوڑے پہ بیٹھے شاہ سوار | جسنے دیکھا کہا کہ واہ سوار
شمع محفل ہین آبروے بزم | شیر میدان دلاور اشجع رزم
دیکھنے مین تو بانکے ہیکے ہین | راستی اونسے راست سیکھے ہین
جانتے اپنے تئین کم از گل ہین | اسلئے وہ عزیز ہر دل ہین
یہہ لطیفہ انہونے مجھہ سے کہا | بخوشی مین نے اسکو نظم کیا
نہ یہہ منظوم ہی نہ موزون ہی | شعر و اشعار سے دگرگون ہی
نہ ہی قابل کسو کے پڑھنے کے | نہ یہہ لایق کسی کے سننے کے
مجھکو امید ہی کہ دیکھینگے | بن پڑی وہ کبھی نہ ہنسینگے

غزلیات

جب وہ مسند سے اوٹھہ گئے ہمدم
ہول دل میرا ہوگیا کچھہ کم

اسمین تب ہی جل گئی ساری
پائی تسکین فکر کی ماری

شکر کی حق کی کارسازی کا
نظر آیا جو منہہ نمازی کا

دل میرا شب کے کشف راز مین تھا
صاحب خانہ تو نماز مین تھا

پر بیٹے نے کہا اے میری جان
کیا بلا مین پھنسی تھی تو انجان

جو مصیبت کہ تجہ پہ گذری ہے
جانیو سچ وہ مجھہ پہ گذری ہے

وہ جوان فیلسوف مکر اساس
پر بیٹے سے کہا روپے دے پچاس

چکلے مین آج آپ جائیگا
اچھی سی اچھی رنڈی لائیگا

پر بیا عقلمند لیکے روپے
بولا جورو سے ہنسکے دیکے روپے

ہم پہ بھگوان کی بڑی ہے دیا
ہو کے تیار سات میرے آ

بولی ہووے جو کچھہ کے ہونا ہے
ہمکو کیا جان اپنی کھونا ہے

وہان اکر اکیلے مین جو جاؤنگی
تم کو پر لوگ ہی مین پاؤنگی

پر بیا بحر فکر مین ڈوبا
کہ دون اسکا جواب کس ڈھب کا

اتنے مین وہ ہی بول اوٹھی چھب سے
ناز و انداز اور ہی چھب سے

چلتی ہون ایک شرط سے اوسجا
دیوے گھر والا اوس دلی کو بجھا

وہ ہنسا خوش ہوا گیا دوڑا
اپنے صاحب سے یہہ پیام کہا

وہ بھی تکرار کر قبول کیا
جورو کو وقت پر دیا پہنچا

التقاے دل اور جان ہوا
ماہ و خورشید کا قران ہوا

کٹ گئی رات عیش و عشرت کی
منہہ جو دکھلا ئے صبح ہجرت کی

رنڈی مہمان کیسا کہی ہو گی　　شب تو بلوے ہی مین کٹی ہو گی
مجکو جس روز بہنگ پیا ہی　　دنگ ہوا نے گہر مین رہنا ہی
بولا مجکو نشے سے شوق نہین　　ایسے چیزون کا دل مین ذوق نہین
ایسے الزام و حرف تھے آنے　　کیا ہوا تھا مجھے خدا جانے
صبح تو عنقریب پہنچی تھی　　دل ربا کو مکان کی رخصت دی
پر بیا گہر مین جو روسے پوچہا　　کہو شب کا سما یا کیسا تھا
بولی جیسا کہ تم کہے تہے کل　　دیکہی ویسا یہ دل ربا بیکل
پوچہا کس بات کی شکایت تھی　　کون سی وہان نئی حکایت تہی
کہی پورب کے طرف تہا جو دیا　　وہ طلسمات سے بنایا تھا
اوسکی تاثیر کچہہ عجایب ہی　　جو نظر آیا سو غرایب ہی
تہی اوسمین جو ہین ہوی روشن　　صاحب حسن آدمی مرد و زن
بیٹھے مسند پہ بردباری سے　　خوش مزاجی ہزار یاری سے
باتین اونکے سمجہ سے باہر تھے　　آدمی زاد گو کہ ظاہر تھے
تہین انوتھے انوکھے حرکاتین　　نئے مسند رہانی سکناتین
باہر آواز شور و غوغا تھا　　یہان ہر یک طرح کا تماشا تھا
رات تنہائی جو ستاتی تھی　　جان میری نکل ہی جاتی تھی
یہہ بلا تہی طلسم کی تاثیر　　یا کہ دونون کے جسم کی تاثیر
دیکھتی دیکھتی ہوی حیران　　نہین آیا نظر ز ہمچشمان
چہاتی دہڑکی تو دل تسلی کیا　　دل جو بہر کا جگر تشفی کیا

کہتے ہین حسب حکم حضرت اعلی   ہی ابہی آپ کو لے آنے کا
ہوویگا وقفہ کوئی دم کا گر   توڑ دروازہ آوینگے اندر
کیون ناخبر کیا یہہ غفلت ہی   ابہی چلنا صلاح دولت ہی
ہی سواری بہی آپکی تیار   خاص بردار پیادے اور اسوار
کہہ رہا تہا کہ وہ ہوے غایب   پہر یہہ شیطان کا بنا نایب
تہو کا دروازہ خوب دہوم کیا   جو جو اسے ہوا وہ بوم کیا
کہا آئی ہی فوج حضرت کی   بات اب کیا رہیگی حرمت کی
ابہی کچہہ آپ کا نہین بگڑا   بہائیون آؤ مین جہان ہون کہڑا
ورنہ جاویگی آپ کی عزت   نہین رہویگی شان اور حشمت
بندگان حضور لکہنو سے   کرتے ہو کیون بگاڑ بدخو سے
دل مین جو اوسکے آیا سب وہ کہا   یون ہی بکتا پکارتا ہی رہا
جا پلنگ پر وہ دونو خواب کئے   جتنی چاہے شراب ناب پئے
خواہش دل کا اونکے کام ہوا   باب تفعیل کا تمام ہوا
شام سے صبح تک مزے لوتے   ہجر کے چہالے وصل سے پہوٹے
وہ جوان غسل کر نماز پڑہا   اوس پری کو ذرا پرے دے سلا
پر بئے کی نگہ جو اوسپہ پڑی   کہا بہگوان کون ہی یہہ گہڑی
پر بئے سے کہا اے نامعقول   کیون پکارا کیا تہا جون سگ وغول
مرد ہا اور چوبدار اور افواج   ہین کہان لا نہین مین دیکہون آج
کیا تو کہا یا تہا بہنگ کا گولا   باتین دیوان بن کے جو بولا

لب جو تشنہ تھے آب حیوان کے — چاہ سے گرد تھے زنخدان کے
لب سے لب ملکے ہم زبان ہوے — تھے تو دو تن اب ایکجان ہوے
پر بیا دیکھہ اونکے بوس و کنار — کرنے لاگا یہہ دلمین سوچ بچار
مین نے جو دیکھا کیا یہہ سچ ہوگا — آج تک ایسا کبھی نہ دیکھا تھا
جورو میری بڑی ہی پٹ وڑ تا — اور بپے ریت کی نہین کرتا
وہ بہی کن کیانی ہی نرا سادہو — اس زمانے کا ہی وہی مادہو
مین جو جورو کے بوسے لیتا تھا — شاید اوسکا مجھے خیال رہا
سچہ کہے بات یہہ کہین وہین — بدگمانی کسی سے خوب نہین
خیر یہہ تو ہی سپنے کا سا حال — دیکھونگا مین بغور سب احوال
پر بیا پھر جو جھانک کر دیکھا — ہی وہانکا تو اور ہی لیکھا
اوسکی گردن مین ہاتھہ اسکا ہی — اسکے زانو پہ زانو اوسکا ہی
دیکھہ اِسس ہاتہہ سے ہوا ناشاد — اونکی فرقت کی یون رکہی بنیاد
دیکے دستک پکار کے بولا — آیا حضرت کا خاص ہی مردہا
حکم پایا ہی عرض بیگی سے — یاد کی ہی جناب عالی نے
جلد تشریف لائے باہر — حکم کو سنکے جاؤ اندر پہر
پرسلے کو جواب بہی نہ یا — صرف اپنے تو وہ مزے مین رہا
دل تو بیتاب پرسلے کا تھا — بے قراری سے پہر جو وہ تاکا
بولتے ہنستے کہل کہلاتے ہین — جانب خوابگاہ جاتے ہین
بولا نے خوف وہ پکار پکار — آئے ہین چوبدار اور بہی چار

بولا کچھہ فکر کی نہین ہی بات ‏ رات کو چلیو تو خوشی کے سات
تیرے چلنے مین ہی بھلا میرا ‏ فایدہ ہوگا میرا اور تیرا
عشق کی دل مین تو لگی تھی آگ ‏ جانی اوسنے کہ اب بجھیگی آگ
بولی کرتی ہون جی کہو کے جو ‏ مین تو چیری ہون آپ راجہ ہو
پر بیا ہو جواب سے مسرور ‏ عرض کی جا کے دوستون کے حضور
محل مین میرزا کے جانی کی ‏ ہوتی شادی ہی کتخدائی کی
ہی لگائی کو میرے بلوائی ‏ چاہیے گہنا کپڑے مغلائی
اور وہ لطف دست بجئے منگوا ‏ یہہ امانت کو کل ہی لادونگا
لاکے مغلائی پارچہ گہنا ‏ خوب ہی جورو کو سنوار بنا
بخوشی لاکے اوس جوان کے گہر ‏ بولا حاضر ہی لو یہہ زینت قمر
جون ہین دونوکے آنکھین چار ہوین ‏ حضرت عشق پر نثار ہوین
گوہر اشک چشم غمخواران ‏ برسے جیسے کہ فصل مین باران
جوش آشفتگی سراسر تھا ‏ عشق ہر دو طرف برابر تھا
ہجر جان سوز روسیاہ ہوا ‏ وصل کا چہرہ نور ماہ ہوا
لئے اوس نازنین کا ہاتہہ مین ہاتہہ ‏ بیٹھا مسند پہ دلربا کے ساتھہ
آنکھہ سے آنکھہ کو تو نور ہوا ‏ ہاتھہ سے ہاتھہ کو سرور ہوا
سرگذشت اپنی وہ بیان کیا ‏ اوسنے بہی حال رنج جان کہا
پہر لطیفے نکات ہونے لگے ‏ داغ دل گفتگو سے دہونے لگے
دل سے اٹہکہیلے ہمکلامی کی ‏ آرزو نکلی ہمکلامی کی

بیٹھہ مین کنچنی کے اُٹھی سو ل — تہا نمازی نماز مین مشغول

دل مین جب وصل کی سماتی ہی — نیند آوے کہان سے آتی ہی

صبح کے وقت ٹہنڈی بہر کر آہ — کی جوان کے طرف جو اُسنے نگاہ

دیکہی دیتا اذان فجر کی ہی — ہوگئی بہور راہ گہر کی ہی

جب کہ فارغ نماز سے وہ ہوا — السلام السلام اُسنے کہا

دم غنیمت کیا جو اوسنے کلام — دے جواب سلام علیک سلام

عذرخواہی کی اپنے دوری کی — عفو بہی چاہا بے حضوری کی

جانے کو پربتے کے ساتہہ کہا — دے کے تحفہ اسے وداع کیا

مفت تحفہ جو اسنے اُسکو دیا — رنج بے حصر پربتے کو ہوا

کیونکہ وہ خیرخواہ صاحب ہی — مین شب دیکہا خوب تایب ہی

پربتے سے کہا جوان عقیل — لو یہہ پچیس اور لاؤ شکیل

پربیا سوچ مین بڑا ایکسر — کیا روپے جاتے ہین پربے گہر

اسکی تدبیر ایسی کچہہ کیجے — جو دے صاحب وہ آپ ہی لیجے

جو روا اپنی بہی خوب صورت ہی — وہ بڑا گیانی برہما مورت ہی

لاوین اوسکو تو کچہہ نہین جیتا — کسکو معلوم کون ہی سنتا

ذات مین بہی خلل نہووےگا — پاس اوسکے تو وہ نہ سووےگا

رات کی کنچنی تہی جو رلقا — اسکا تو ہاتہہ بہی اوسے نہ لگا

کہہ یہہ حال صواب جورو سے — چاہا اوسنے جواب جورو سے

سنکے یہہ بات آنکہہ نیچی کی — ظاہرا دلفگار سے وہ بنی

رنڈی کے بیٹھتے ہی وہ شیدا	اٹھہ وضو کر نماز پڑہنے لگا
کاٹی شب رنڈی انتظاری مین	وہ جوان تھا نماز یاری مین
پربٹے نے بہی غور و فکر کے سات	جہانکتے تاکتے گذاری رات
یاد دلدار مین وہ صادق تھا	صبح کاذب کا وقت آ پہنچا
نہ چھوا ہات سے نہ بات کیا	رنڈی کو پربٹے کے ساتہہ کیا
دوسرے دن بہی دس روپے دلوا	رنڈی لانے کو پربٹے سے کہا
پربٹے نے کہین سے رنڈی لا	بولا حکم آپکا بجا لایا
وہ جوان رات بہر نماز پڑہا	رنڈی بستر پہ سو رہی دم کہا
سحری مرغ جب اذان دیا	رنڈی کو رخصت مکان دیا
پربیا کر معاینہ یہہ حال	سمجھا جاتا ہی مفت اُسکا مال
تیسرے روز بہی جوان متین	پربٹے سے کہا اے کنگا دین
لیکے پندرہ روپے ابہی سے جا	ابہی رنڈی تو شام ہی کو لا
پربیا ایک کنچنی خوش رو	نوجوان خوش لباس خوش گیسو
بخوشی لایا اوس جوان کے پاس	جانا مالوف ہوگا بے وسواس
پوچھا اوس کنچنی سے نام و نشان	کی تواضع گل اور عطر و پان
کر وضو اپنی جانماز پہ آ	پڑہنے لاگا نماز وہ رعنا
کنچنی دیکہتی تہی اوسکی رہ	وہ کرے تہا رکوع اور سجدہ
ہوگئی رات جب کہ تین پہر	پڑہ کے لاحول سو گئی آخر
گر گہڑی پل کبہی جو آنکہہ لگی	بیقراری سے پہر تو آنکہہ لگی

مثنوی کید مرد و زن

خامۂ دو زبان خوش تقریر — کرتی ہے باب مکر یون تحریر
لکہنو کے ضلع مین ایک جوان — تہا خرد مند خوب رو ذیشان
ماہ رویون سے اوسکو الفت تہی — نازنینون سے مہر و انست تہی
دیکھ یک روز ایک مہ پارہ — کہو دیا عقل و ہوش یکبارہ
دل بندہا اوسکے زلف سے اسکا — اسکے کاکل مین من پہا اسکا
عشق کی دیکہیو یہہ ہی تاثیر — صید و صیاد ہو گئے ہین اسیر
ہجر سے کہنتکو تہی دونو کو — وصل کی آرزو تہی دونو کو
پر نہین اتفاق ہوتا تہا — یہہ تڑپتی تہی اور وہ روتا تہا
بعد مدت کے یہہ ہوا ظاہر — کہ وہ مہوش ہی پر بٹے گی گہر
پر بیا وہ جوان کا نوکر تہا — اوس پری رو کا خاص شوہر تہا
سمجہا جب یہہ جوان دانشمند — باندہنو باندہنے لگا دلبند
یعنی ٹہرا کے دل مین کچہہ یک بات — پڑہنے لاگا نماز وہ دن رات
دیکہنے والون کو ہوا یہہ یقین — کہ ہی صالح جوان صلاح الدین
ایک دن پر بیے کو بلوا کے — رکہہ روپے پانچ اوسکے وہ آگے
بولا اوسے کہ اے نمک بحلال — دے روپے اچہی زنڈی لا فی الحال
پر بیا دل مین سوچنے لاگا — ہی نمازی بڑا ہوا ہی کیا
زنڈی مانگی ہی ہمسے نے معمول — کرنی ہی پر یہہ بات ہمکو قبول
الغرض چکلے سے کوئی کسبی — اونکے خدمت مین لاکے حاضر کی

کہ ابن ذہب بنت فضہ مدام	سمجھتے ہین مجھکو ہون عالیمقام
تونگر ہون مشکور معبود ہون	نظر مین حسودون کے محسود ہون

دعا و خاتمہ

خدایا مین رکھتا ہون تجھسے امید	نگر یو کسی کا نہ مجھے زر خرید
ازل سے ابد تک نہ کچھ آج ہون	ہمیشہ مین تیرا ہی محتاج ہون
گناہون پہ میرے نہ کیجو نگاہ	سراسر ہون عاصی بلا اشتباہ
فقط عجز کرنا میرا کام ہے	پہ عفو جرایم ترا کام ہے
مجھے دیجیو خدمت شاکرین	کہ شاکر رہون تا دم آخرین

صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم

بحق محمد مجسم جلیل	اب آمین کہین حضرت جبرئیل

قطعہ

مجھے نظم سے جب فراغت ہوئی	تو تھی فکر تاریخ اور نام کی
سر تد خلہ سے دلانا کہان	کہی عقل نے مثنوی حرز جان

مثنوی

[illegible] | [illegible]

گر مزاج شریف تنگ نہو	یہان کے آنے سے عار و ننگ نہو
کل فجر آپ لائیے تشریف	ما حضر کھائیے جو ہو توظیف
اپنے داعی کو کیجیے مسرور	تا رہے دل سے آپکا مشکور
میر و مرزا جو آپکے ہین رفیق	از رہ لطف میرے بھی ہین شفیق
ہے بھروسا کہ کل وہ آوینگے	آپکے ساتھ نان کھاوینگے

ہی قرآن مین جب خوب انکا بیان ‏ یہان اسقدر بس ہی ایمان کی جان
دہان واسطہ سے نہین واسطہ ‏ نہین ہی خوشامد کا کچھہ ضابطہ
نظر کرتے اسکے عطیات کے ‏ اور اپنی بھی بر آنے حاجات کے
نہ نے دست کوتاہ کو طول کر ‏ نہ جنت کبھی مانگیو بھول کر
کہ ایمان کی درخواست ہی کام کی ‏ کہ جامع ہی آغاز و انجام کی
اسی سے ہی دنیا اسی سے ہی دین ‏ اسی سے ہی قرب جہان آفرین
عبادت کی نیت سے صحت بھی مانگ ‏ تلاوت کو حق سے بصیرت بھی مانگ
بفکر تنعم نہ رکھہ دل کو ریش ‏ تو جتنا کرے شکر تنہا ہو بیش
ترے ہاتھہ مین ہی ترقی تری ‏ ترے ذات مین ہی تجلی تری
بدل مانگنے سے کراہت کرد ‏ شب و روز حق کی عبادت کرد

بیان حسب حال

جو ہی راز علام پر آشکار ‏ وہ کہتا ہون مین خلق سے بھی پکار
کرین اسپہ نادو ستر ہے بھی عمل ‏ میرا تجربہ ہی بہت بے خلل
ہی جب سے تمیز سیاہ و سفید ‏ نہ بولا کبھی مین نے ہل من مزید
مگر شکر منعم کا ہر دم کیا ‏ بہت سا کیا یا بہت کم کیا
بظاہر جو اسکا نتیجہ ملا ‏ سبھی پر ہویدا ہی اور بر ملا
خوشامد کے غم سے بچایا مجھے ‏ در آمد کے ہم سے چھڑایا مجھے
بہ نسبت مرے حوصلہ کے خدا ‏ گر اوڑون تو کیا بد [illegible] دیا
مکانات باغات ملک اور زر ‏ دیا مجھسے ناچیز کو اسقدر

جو مقصد کی اجراے مین ہووے دیر — تو منہہ وہ کدہر اپنا لیتا ہی پہیر
وہ مرضی حق پہ ہی کرتا ہی صبر — ویا تنگ دل ہو کے کہتا ہی جبر
اگر ہووے مایل سوی جبر و قدر — دکہاتا ہی دو امر مین ایک امر
بدرگاہ یکتاے واحدیت — بہرحال منظور ہی تربیت
جو ملتا ہی کافر کا مطلب شتاب — اسے آخرت مین ہی بالکل عذاب
زر و مال اور راحت دوجہان — عنایت کئے اسکو یکجا یہان
نہ رہ جائے باقی کوئی آرزو — کہ تا وہ کرے حشر مین گفتگو
دم واپسین تک یہہ پرداخت ہی — وہ خلاق ہی اسکی کیا بات ہی

مرشد کا ارشاد

کہ میرے مرشد کا ارشاد ہی — کہ جسسے میرا دل بہت شاد ہی
دلا مانگنے کی ہی عادت بری — تو اپنے تئین رکہیو اسسے بری
نکلتا ہی دم بہی اگر حلق سے — نہ مانگو کوئی شے کبہی خلق سے
جو کچہہ چاہئے چاہو اللہ سے — وہ خالق ہی رازق ہی سب راہ سے
کہ رحمان تو قاضی حاجات ہی — بلاشبہ سنتا مناجات ہی
دو جا اسکے دینے دلانے کے ہین — کہلانے کے ہین اور پلانے کے ہین
یہہ دنیا مین جتنا مقرر کیا — بلاناغہ وتنا پہنچوا دیا
دلاتا ہی یہان ایک سے ایک کو — یہی اسکی عادت یہی اسکی خو
وہ خود آپ دیتا ہی جنت مین گہر — وہ گہر جو ہی موقوف اعمال پر
مین کیونکر کرون وصف حور و قصور — زبان بیان نہین ہی میری قصور

کہ مطلب کو اسکے رکھو ملتوی　　کہ تا وہ کرے اور توجہ کری

کہ رو دے پکارے بہر صبح و شام　　پہنچتا رہے اسکا مجھہ کو پیام

خوش آتی بہت اسکی آواز ہے　　کہ با سوز ہی اور بے ساز ہی

سبب فاجر کے بر آمد کار کے تعجیل کا

جو کرتا ہی بدکار کار فسر دعا　　بدرگاہ لاثانی کبریا

تو ہوتا ہی ارشاد سے جبرئیل　　روا کردو حاجت کو بے قال و قیل

کہ فریاد کو وہ فزاشش کرے　　نہ آواز ناخوش سے ناخوش کرے

بد آواز اسکی خوش آتی نہین　　کہ کوئی ادا بد کی بہاتی نہین

سبب ایسے تاخیر تعجیل کا　　فقط ترجمہ سے ہویدا ہوا

بیان احکام کے تاخیر و تعجیل کی علت غائی کا

کہ علت غائی احکام کی　　میرے عقل ناقص مین ہی کام کی

یہہ دنیا تو مومن کو ہی جای زشت　　یہہ کافر کے حق مین ہی برتر بہشت

ہی عقبی مین بالعکس دونکا حال　　نہین اسمین کچہہ شک یہہ سن نونہال

وہان کی یک ادنا سے نعمت کے ساتہہ　　برابر نہین یہان کی کل کائنات

وہ چاہے تو دیوے اب سب جہان　　ہی مرکوز تاخیر سے امتحان

ہی نزدیک تر پر بہت دور ہی　　اسے جانچنا خوب منظور ہی

کہ مقبول موعود جنات کا　　محق ہوکے مو فور نعمات کا

طلبگار دنیا کی نعمت کا ہی　　وہ خواہان ہی اسباب راحت کا ہی

توقف کی صورت مین مطلوب کے　　نظر آتے اخلاق محجوب کے

خدا کے سامنے بی شبہہ تو ہی اور مین ہون

مثنوی حرز جان

لکھون پہلے شکر جہان آفرین / کہ ہووے قلم کی زبان شکرین

وہ بے شبہہ ہی خالق عالمین / کہ پیدا کیا خاتم مرسلین

وہ خاتم کہ ہی جسکا اخ جبرئیل / زہے جان آدم ہی روح خلیل

اُسے آل و اصحاب ایسے دئیے / کہ موسی کو ہارون جیسے دئیے

صباح و مسا بل مدام و دوام / علیہم صلوات و علیہم سلام

سبب نظم کا

سبب نظم کا یہہ ہی اے باتمیز / تلاوت مین کرتا تہا قطب العزیز

مفسر تھے اسکے فرید زمان / بزرگ بزرگان وحید جہان

بیان حقایق کی تصویر ہی / جزا دے خدا جیسی تفسیر ہی

نظر مین جو آیا دعا کا بیان / کہا دل اسے لکھیو نہی حرز جان

یہہ اسکا خلاصہ کیا مین رقم / کرینگے عمل اسپہ ثابت قدم

بیان حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خدمت کا

بڑے راویون نے روایت کیا / حدیث صحیح ہی سنو با خدا

ہین مشہور جو جبرئیل امین / فرشتون مین برتر ہین وہ بالیقین

ہی خدمات مین انکے یک یہہ بھی فرض / کہ بندونکے حاجات کرتے ہین عرض

سبب محبوب کے دعا کے پذیرائی کے تاخیر کا

کرے کوئی محبوب جب التجی / تو ہوتا ہی یون حکم رب العلا

لگا دیا تھا مزو مین جہان کے لیل و نہار
بلا خلاف ہین سب جانتے صغار و کبار

تو چاہتا تھا شب آدینہ مین کرون بدکار
کہ روز حشر کے ہون اہل نار مین سردار

دکہا کے دشت مناہی کی گلستان کی بہار
مجھے بنا ہی دیا تیر معصیت کا شکار

میرے طریق سے خوشنود تھے سبھی کفار
مگر بہ بحر تحیر غریق خویش و تبار

ہدایت ازلی نے جو لطف کی یکبار
تو آیا نکر کے دریا سے دل کا زورق پار

بپاس خاطر والای احمد مختار
کیا معاف جرایم میرے میر اغفار

اگر جہان مین نباقی رہے کوئی گہردار
نہ آؤنگا مین نہ آؤنگا تیرے در زنہار

دوبارہ پڑہکے مین لاحول اور استغفار
کہا ہون کہتا ہون یہہ بات پہر پکار پکار

ہزارون جور سہے اور بہی جفائین سہون
خدا کے سامنے بےشبہہ تو ہی اور مین ہون

تیرے سلوک کی ممکن نہین یہان پاداش
کہ تیرے ہات کی امداد مین ہین سب اوباش

تیرے رفیق یہہ سب لامحالہ ہین نباش
نہین ہی فکر معاد انکو اور عقل معاش

میرے عیوب کی تجہکو جو ہی نیت تلاش
بہت ملینگے کہ کہا یا ہون مین بہی جو کے آش

جو تو نے مجہسے یہہ بے فایدہ کیا پرخاش
میرا وطن نہین یہہ ملک ہون فقط خوش باش

یہہ ہی زبان زد ہر خاص و عام بے کنکاش
جو کہ ہی تو نے مسافر نواز یان شاباش

جہان تلک مجھے کہنا تہا کہہ چکا ہون فاش
امید کہہ دے اے سامعہ میرا نہ خراش

اگرچہ تیغ ستم سے دل و جگر ہین پاش
باقتضای علو ہمتی ہون بس بشاش

تو چاہتا ہی بہر حال اب بہی اے قلاش
مکان نحس مین تیرے رہون مین حاضر باش

ہزارون جور سہے اور بہی جفائین سہون

نہین کہا مین کبہی تجہسے آشکار و نہان — کہ اس جہان کے کسی چیز کا ہون مین خواہان
میرا تہا شرق مین گہاب ہوا ہی غرب مکان — لے آیا کہینچ کے تو نے مجہے کہان سے کہان
دیا فریب ہر ایک بات مین مجہے ہر آن — مگر بہ تجہے تو اذیت کا تہا میرے ارمان
کنارہ کش جو ہوا مین تو اے شریر زمان — بہت سے تو نے کئے مجہپہ افترے بہتان
یترے فریب کے قایل ہین صرف انس و جان — پکڑتے آگے یترے اپنے کان ہین شیطان
کیا تہا تو نے تو فکر خرابی ایمان — مجہے بچا لیا اقرار و صدق قلب و زبان
سخن تیرا تو ابہی دل پہ یون کری ہی عیان — کہ مانتا رہون جہل بن بہرا تیرا فرمان

ہزارون جور سہی اور بہی جفائین سہون
خدا کے سامنے بی شبہہ تو ہی اور مین ہون

منافقا ترے مذہب مین ہی حرام حلال — کرون مین کیسے ترے قول زشت کو قبال
صفات ذم سے تو سینہ تیرا ہی لا مال — مگر دروغ کا تجہ مین بہت بڑا ہی کمال
جہان تلک کہ نہ معلوم تہا تیرا احوال — یترے امور مین مینے نہین کیا اہمال
ترے تو دل مین ہی گمرہ کری دکہا کے مال — نہ آونگا ترے کہا تو نمین حال و استقبال
دیا ہی گنج قناعت کا اسعد فضال — رب کعبہ کسی سے نہین کیا ہون سوال
تیرا ابہی کو مبارک ہو زرق مال و منال — میرا ابہی کو رہے فخر صبر و خیر مآل
بیان وصف مین ترے زبان ہی میری لال — بصد امید مین کہتا ہون نزد ذی الجلال
تو چاہتا ہی ترے گہر پہر آون اے دجال — خلاف عقل ہی یہہ بات اور امر محال

ہزارون جور سہے اور بہی جفائین سہون
خدا کے سامنے بی شبہہ تو ہی اور مین ہون

اگرچہ مجہ کو سجہائے سبہی ذوی الافہام — خلاف رای تیرے اسے مین کیا نہ کلام
برائی حق مین تیرے مینے کی نہین خود کام — تیرا شریک مجہے جانتے تہے خاص و عام
تعینات سے ہی اس مین کچہہ نہین ابہام — تیرے رفیق کا بیشک ہوا ہی بد انجام
بجا نہو کہ تیرا سنکے صلح کا پیغام — تیرے حضور مین آؤنگا پہر مین صبح و شام
نکال دل سے تیرے یہہ تو ہی خیال خام — وگرنہ عمر اسی آرزو مین ہوگی تمام
تیرے ستم کے حوادث مین اپنے دلکو تہام — بچا ہون ظلم سے تیرے بحق خیر انام

ہزارون جور سہے اور ہی جفائین سہون
خدا کے سامنے بی شبہہ تو ہی اور مین ہون

ہوا ے مال مین مصروف کرکے شام و پگاہ — میرے تو خرمن تقوی کو کردیا تو تباہ
ہوئے جو مجہسے کئے بار بحساب گناہ — کہا تو آفرین شاباش مرحبا وہ واہ
مجہے کشہ مین دلیری ہوی بلا اکراہ — بچا نا تجہکو کسی کام مین میرا بدخواہ
مشاہدہ مین کیا جب کے خوابمین ناگاہ — کہ آئے حملہ کنان مجہپہ فوج فوج سپاہ
سمہل کے غور و تامل سے کی جو مینے نگاہ — تو دیکہا دوڑ جو آئی گناہ کی ہی سپاہ
شکست کہا کے تیری چہوڑ خیمہ و خرگاہ — لیا مین شافع محشر کے آستان کی پناہ
کیا تہا کوی ضلالت مین مجہہ کو تو گمراہ — لے آیا راہ صداقت پہ میرا شاہنشاہ
اذیتین تو اٹہا ہی چکا ہون سال و ماہ — کبہی کرونگا تیرے طرف رخ معاذ اللہ

ہزارون جور سہے اور ہی جفائین سہون
خدا کے سامنے بی شبہہ تو ہی اور مین ہون

تہا مین گردش گردون کے ہاتہ سے نالان — جو پاؤن پڑ کے تیرے جا بجا مین جلوانان

کرام کاتبین گے شاہدی سے / بہشتی دوزخی انکو بنایا
گنہ ہر طرح کے بدہین آے امید / مگر ناخوب ہی بہتر ہی اولا
مگر بدتر سے بدتر زشت سے زشت / ہی اسکے احدیت مین شرک لانا
نہ بخشیگا کبھی مشرک کو غفّار / صریح وصاف ہی قرآن مین آیا

مدّبر ہا مشیر اے اہل شرکات
بتاؤ کون ہی اللہ کے سات

ترجیع بند

ستیز خاص شیاطین ای نفس امّارا / دیا فریب مجھے تونے باغ سبز و کہا
ترے ہر ایک سخن کو جو مین نے سچ جانا / کہا کسی کا کسی حال مین نہین مانا
تجھے رفیق سمجھکے برا تھا یا کہ بھلا / کیا جو حکم سر و چشم سے بجا لایا
جو رفتہ رفتہ ترا بھید صاف مجھپہ کھلا / تو ڈرتے ڈرتے مین مکروزیون کہا یارا
کہان ملک مین پھر و ن سات تیرے آوارا / بہت سے عہد کئے ایک بھی وفا نکیا
یہہ سنتے ہی تو ہوا میر خون کا پیاسا / علاوہ اسپہ ڈراتا ہی اب بہ تیغ جفا
تجھے نہ خلق کا کچھہ ڈر ہی اور نہ خوف خدا / تیری سرشت مین بالکل نہین ہی شرم و حیا
کہین بین تیری ستم کا نہین کیا چرچا / رہا مکان مین تو کہتا ہی پہر مجھے آآ

ہزارون جور سہے اور بہی جفائین سہون
خدلک سامنے بی شبہہ توہی ادر مین ہون

میرے نہ آنے نے دیتا ہی اب جو تو دشنام / ترے کہے سے تو ہرگز نہوگا مین بدنام
مطیع امر جہان تک تہا مین بلا اوہام / جدہر کیا تو اشارہ ادہر رہا مین مدام

چلاتے ہین جہازین ہر طرف کو
جو اہل روم و شام و فارس و چین

دلیل راہ ہین ہر ہر جہت کے
یہہ زہرہ مشتری قطبین و پروین

صنایع اسکے افزون حصر سے ہین
ہی ادنی صنع مین نے کی جو تبیین

مدبر یا مشیر اے اہل شرکات
بتاؤ کون ہی اللہ کے سات

کیا افلاک کے خیمون کو برپا
بچھایا فرش قالین زمین کا

نظر کرتے قیام فرش کے بھی
پہاڑی خوب میز فرش رکھا

اُجالے کے لئے شمس و قمر کے
دو قندیلین دیا برجستہ لٹکا

ہوی سورج مین ایسی روشنائی
کہ نکلا رات کا دن کو دوالا

تو یک میعاد تک خورشید و مہ کا
تقرر پاگیا دن رات دورا

سبھی جاندار کے آرام کو شب
تردد کے لئے تو روز ٹہرا

بقدر حال ہر انسان کے بخشا
برای رفع حاجت سونا روپا

اکیلا ہین اسی کو ہی سزاوار
جو ہر ہر جنس کے جوڑے بنایا

مدبر یا مشیر اے اہل شرکات
بتاؤ کون ہی اللہ کے سات

حیات و موت کو کی اسنے پیدا
جزا اعمال کی تا ہو ہویدا

جو بہو کے اور یتیمون پر کیا رحم
تو اسکے حق مین آیا اعظم اجرا

جو کہایا ظلم سے مال غریبان
مساکین کو بھی دے تکلیف و ایذا

ہوا مشہور ظالم بلکہ اظلم
دو عالم مین کیا منہہ اسکا کالا

جو کہنا ئی مین اُسکے شرک لائے ۔ وہ کرتے ہین پیا زین کا وخر کے
وہ دہوبی کے گدہے ہین بے تکلف ۔ معاذ اللہ نہ باہر کے نہ گہر کے

مدبر یا مشیر اے اہل شرکات
بتاؤ کون ہی اللہ کے سات

بنایا ہاتہہ سے آدم کو جسد م ۔ تو پہونکا اسپنے دم سے اسمین کچہہ دم
فرشتون نے بحسب حکم خالق ۔ کئے سجدہ اسے سب ہو کے باہم
شقاوت کے سبب فرمان حق سے ۔ مگر ابلیس ملعون نے کیا رم
کیا نازل جو اسپر قہر قہار ۔ ہوا وہ تا ابد لعنت کا مرسم
کئے کرتے ہین جو اعمال حسن او ۔ زمین پر پہیل کے اولاد آدم
عمل مین لائے جو احکام حق کے ۔ ہوے دارین مین مقبول واکرم
وگرنہ دو جہان مین بجبیائی ۔ خرابی روسیاہی کے ہین الزم
یہہ دونون بات کی خوبی و زشتی ۔ ہویدا ہی ز آدم تا باین دم

مدّبر یا مشیر اے اہل شرکات
بتاؤ کون ہی اللہ کے سات

ملے دریا جہان شیرین و نمکین ۔ رکہا دونون بین برزخ بہر تسکین
رکھے حد اس لئے تا ایک پر ایک ۔ نہ طغیانی کرے نمکین و شیرین
وہ برزخ کو جو سمجھے ہین مجسم ۔ با مرحق انہین کرتا ہون تلقین
وہ حکم خاص ہی ان دو بین حایل ۔ نہین ہی جسم جو کی جاوے تخمین
قیاس فخر آدم سے بھی باہر ۔ ہی اسکا نظم و نسق و رسم و آئین

نتہا نے ہی نہو کا کوئی ہرگز — سہیم اسکی ذی جلال و عز و شان کا

مدبر یا مشیر ای اہل شرکات
بتاؤ کون ہی اللہ کے سات

دیا حکم ترشح آسمان کو — زمین پائی گئے ہوی اپنی جان کو
ہوی ہر سو ہزارون نہر جاری — ابلی چشمون مین جا آب روان کو
پلایا ہر خس و خاشاک کو بہی — چرندے اور پرندے انس و جان کو
نگہبان ہر پرند و چارپا کے — رکہا بحری و شاہین و ددان کو
حفاظت کے لئے سب بندگون کے — کیا مامور ملکون مین شہان کو
زمین کو سبزہ و گل سے سنوارا — ستارون سے دی زینت آسمان کو
رکہا حکمت سے ہر فانوس تن مین — بجاے شمع عقل نکتہ دان کو
جو اسکا کام ہی ہی نہین تعدیل — نہ دخل اس مین کبہی وہم و گمان کو

مدبر یا مشیر اے اہل شرکات
بتاؤ کون ہی اللہ کے سات

اندہیرے مین مسافر بحر و بر کے — بہر دے سے فقط اس راہ بر کے
کیا کرتے تردد با فراغت — سبہی پابند نقصان و ضرر کے
کہ اوسکے امر سے بے شبہہ و شک — فرشتے ہین محافظ ہر بشر کے
زبان و گوش چشم و عقل دیگر — سمجہائے اب نتیجے خیر و شر کے
بڑی دولت عطا کی یعنی قرآن — وساطت سے اخص پیغامبر کے
ہین اسکے لفظ و معنی بارک اللہ — تجلی بخش دل کے اور بصر کے

مسدس

ہوا ہی خوش چمن شاداب بلبل مست مردم شاد — مے و ساقی و مطرب ہے ہر یک گھر ہی نشاط آباد
مجھے ایسے سہانے وقت پہنچا مژدۂ میلاد — تو دل میرا کہا دیکھو خوشی سے یون مبارکباد
نہین ہی دولت جاوید دنیا بین مگر اولاد — یہہ نعمت آپکو دایم مبارک ہو مبارک ہو

مسدس

یکایک یک بزرگ خوبرو کل میرے گھر آئے — بطرز عاشقانہ تھے میرے دل کو بہت بہائے
چمن کے سیر کے دعوت جو مین نے کی تو فرمائے — مے وحدت کی لذت جیسی جام عشق مین پائے
نہ با صحرا سرے دارم نہ با گلزار سودائے — بہر جا میروم از خویش میجوشد تماشائے
تو قاصد ہو صفا مروا کا لیے راہ لدم زاہد — ہی تیرا مقصد و معبد ریاکاری سے ضم زاہد
بقا اور ہے جا فانی مین ہی راہ یکقدم زاہد — مجھے دہان پہونچنے دل سے ہی کافی ایکدم زاہد
من بیدل حریف سعی بیجا نیستم زاہد — تو و قطع منازلہا من و یک لغزش پائے

ترجیع بند

نشان تم پوچھتے ہو اس نہان کا — ہر ایک شے مین نشان ہی بے نشان کا
وہی ہے خالق ارض و سموات — وہی مالک ہی بیشک دو جہان کا
سبھی مصنوع ہین صانع وہی ہی — دلیل اس پر ہی خاتم مرسلان کا
وہی روزی رسان ہی نے کم و کاست — بلا ناغہ قوی کا ناتوان کا
وہی ہی دادرس ہر وقت و ہر آن — ہر یک مظلوم کے شور و فغان کا
ازل سے تا ابد حکم اسکا نافذ — مقید نے زمان کا نے مکان کا
نہین مولود و والد وہ زاد ہار — کرین اطلاق اس پر دودمان کا

آدم آورد درین دیر خراب آبادم

بانگ مرغان سحر جلوۂ نور و لب حوض — سدرہ و سادۂ پرکار قصور و لب حوض
چشم مستانۂ غلمان و سرو لب حوض — سایہ طوبیٰ و دلجوئی حور و لب حوض

بہوای سر کوی تو برفت از یادم

کرکے علم عرب و فرس کا مین استحضار — اختلافات مذاہب جو کیا استفسار
پیچ در پیچ ہی دیکھا بجناب مختار — نیست بر لوح دلم جز الف قامت یار

چکنم حرف دگر یاد نداد استادم

نہ زمان تھا نہ مکان تھے نہ تمیز دن رات — نہ فلک ہے نہ ستارے تھے مگر نور ذات
کن کے کہتے ہی ہوے رب کے وجود اور حیات — کوکب بخت مرا ہیچ منجم نشناخت

یارب از مادر گیتی بچہ طالع زادم

دیکے الفت سے مرے ہاتھ مین پیمانۂ عشق — کیا ہی مستانہ کیا ساقی فرزانۂ عشق
برین جسم رہے دور ہی خلعت شاہانۂ عشق — تا شدم حلقہ بگوش در میخانۂ عشق

ہر دم آید غمی از نو بمبارکبادم

کی جو یک پردہ نشین پردے مین مجھسے درخواست — بے تامل مین دیا ہاتھ سے دل کم و کاست
دیدہ دانستہ کیا یا خطابات ہی راست — میخورد خون دلم مردمک دیدہ سزاست

کہ چرا دل بجگر گوشۂ مردم دادم

سانپ کے لہر سے اتری اثر زلف زاشک — کیا عجب ڈوبے اگر تا کمر زلف زاشک
نہین امید رہی کی خبر زلف زاشک — پاک کن چہرہ حافظ بسر زلف زاشک

ورنہ این سیل دمادم ببرد بنیادم

قافلے مارا اشارہ ہے جو ہر ایک نفس
چشم نے رحم مین اوسکے توہی انسان جون خس
کوس فریاد کرے یا نہ بجے نقارے دس
راہ زن را نبود باک ز فریاد جرس
ترک یغما نکنہ غمزہ اش از زاری دل

دوستو تم ہی کہو حال ستمکاری دوست
لکھون کس روے مین جب دل ہی گیا یاری دوست
ہوا طالع ہی میرا اب بدکاری دوست
خندہ بر بخت زنم یا بوفاداری دوست
گریہ بر خویش کنم یا بگرفتاری دل

بارہا دیکھا ہی امید خدا ہے یکا علیم
آئے میدان تعشق مین کئی رند و حلیم
ہوش قایم نہ رہی اور نہ بجا عقل سلیم
عشق چون تیغ کشد بر سر بیچارہ کلیم
کیست جز داغ کہ آید بسپرداری دل

تضمین غزل خواجہ حافظ علیہ الرحمہ

مخمس

شاہ ہے سر خفی رب جلیل اعظم
بادۂ لعل کی اور ساغر و مینا کی قسم
ہلی جب تک یہہ زبان اور رہی دم مین دم
فاش میگویم و از گفتۂ خود دلشادم
بندۂ عشقم و از ہر دو جہان آزادم

پوچھتے کیا ہو سبب اینکا اے با اخلاق
اور کرتے ہو جو دریافت وطن از اشفاق
دیکھا مین باعث تقدیر سے یہہ جا نفاق
طایر گلشن قدسم چہ دہم شرح فراق
کہ درین دامگہ حادثہ چون افتادم

یہہ مکان وہ ہی کہ شداد بنایا کچھہ سود
کیا ان چاہی تہا دعواے خدائی نمرود
کیا کہون درد کا احوال مین اے افزود
من ملک بودم و فردوس برین جایم بود

یہہ مکان دل رنگین درگہ رب کے ہین پسند — این خرابات مغانست در و مستانند
ازدم صبح ازل تا بقیامت مدہوش

مذہب عشق ہی یہہ اسمین نہین نیرنگی — دست امید اٹھا شوق سے رکھہ پاسنگی
کرد و رنگی سے کنارہ جو نہو دل تنگی — گر تراہست درین شیوہ سر یکرنگی
دین و دانش تو بیک جرعہ چو عصمت بفروش

تضمین غزل میرزا ابوطالب کلیم علیہ الرحمہ

مخمس

خرد شوخ نہ کی عشق مین دلداری دل — مردم چشم ہی دل سے نہ گئی یاری دل
طوق الفت ہی سے تہی آہ گرانباری دل — خم زلفیست دگر دام گرفتاری دل
کہ در و موی نگنجید ز بسیاری دل

جگر سوختہ لی رہ کہ محبت ہی گرم — صبر کی آنکہہ نے بہی کرنے لگی کچھہ بیشرم
غم تنہائی سے مرتا ہون تو کتنا ہی ادہرم — دید چون بیکسی ما دل آہن شد نرم
ماند پیکان تو در سینہ بغمخواری دل

باطنی دوست تہے جتنے وہ گئے سب باہر — ہان مگر ایک رہا دل سو ہی وہ بہی آخر
اب دم واپسی کیا حال کہون اے کافر — یک نفس فرصت و صد حرف گرہ در خاطر
وای گر گریہ نیاید بمدد کاری دل

کام آتی نہین ظاہر کی یہہ برخاست نشست — راہ لے عشق کی دل سے کہ بلندیکی ہی پست
پہنچا یہہ رمز گران قدر مجھے دست بدست — مذہب بندہ آزاد ہمین یکحرف است
چیست آسایش کونین سبکباری دل

مجکو مجنون کئے اوس شوخ کے ناز و غمزے ... مئی الفت کے نشے سے پڑے پاین [illegible]
کہا اے خام تو ہو پہلے تو پختہ مغزے ... بعد ازان پیش من آ تا بتو گویم رمزے

راہ نیست اگر بسخنم داری گوشش

پہوک دیے صاف میرے زہد کو منع کی آتش ... اتفاقا ہو گیا کب کے ہی سوار ابرشن
جب کے اس حال کو پہنچا دیا نفس سرکش ... زود دیوانہ و سرمست د دیدم بہ پیش

بمقامی برسیدم کہ نہ دین ماند و نہ ہوش

ہین تو پہلے ہی نشے مست می جام الست ... آگیا وجد مین دل چاک گریبان بدست
دوڑا دوڑی سے ہوا حال میرا جو ہین پست ... دیدم از دور گروہی ہمہ دیوانہ و مست

وز تف بادہ عشق آمدہ در جوش و خروش

نے بقا ہینگے یہہ رنگین اماکین و بقاع ... اسمین بے فکر و تردد ہین سبکا اجماع
مسکن اہل نظر دیکھو ہے جای الیساع ... بی دف و ساقی و مطرب ہمہ در رقص و سماع

بی می و جام و صراحی ہمہ در نوشانوش

دیکھہ اوس مجمع خوشحال کا حال بے غم ... دل ہوا عالم اسباب سے درہم برہم
اجنبی تھے سبی اور کوئی تہا وہان ہمدم ... چون سر رشتہ ناموس شد از دستم

خواستم تا سخنی پرسم ازان گفت خموش

مذہب و ملت و دین مین تو پڑا میرے خلاف ... کہا کے آتش کی قسم کہتا ہون نہ بے گزاف
مجھے ترساکے وہ ترسا بچہ یون بولا صاف ... این نہ کعبہ است کہ بی پا و سر آئے بطواف

دین نہ مسجد کہ در و بی ادب آئے بخروش

مسجد و دیر سا اسمین نہین آسیب و گزند ... یہان کے سکان مین ہی عشق کا آئین بند

الیساع ۔
جای نو نزول شدن و تمام
فرا رسیدن و فراخ گردانیدن
نعمت

ہلاتے جن و ملک سر ز گفتۂ حافظ | بآسمان چہ عجب گر ز گفتۂ حافظ

سماع زہرہ برقص آورد مسیحا را

تضمین غزل خواجہ عصمت اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مخمس

نام خالق بزبان دل مین تھا تقوی کا جوش | بار ہا رہتے تھے آواز اذان پر بھی گوش
عشق کی مے نے کیا مجھکو کچہ ایسا مدہوش | سرخوش از کوی خرابات گذر کردم دوش
بطلب گاری ترسا بچۂ بادہ فروش

دیکھ کے مجکو وہان مغبچے چشمک مارے | دین و ایمان و خرد ہو گئے رخصت سارے
جو تمنای دلی تھی سو بر آئی بارے | پیش آمد بسر کوچہ پری رخسارے
کافری عشوہ گرے زلف چو زنار بدوش

غمزہ و ناز و ادا صبر کی کی جو درخواست | ہوش جاتی رہی کیا پھیرے کم و کاست
دل شدہ جا کے جو مین سامنے اسکے یکراست | گفتم این کوچہ چہ کوی است و ترا خانہ کجاست
ای مہ نو خم ابروی ترا حلقہ بگوش

پیش آیا جو نہ مانا تھا مین ناصح کے پند | دانہ سبحہ ہوئے آتش ترسا پہ سپند
زہد برباد گیا آتے ہین کیا دل پہ گزند | گفت تسبیح بہ خاک افکن و زنار ببند
سنگ بر شیشۂ تقوی زن و پیمانہ بنوش

ہاتھ مین مالہ ہی دل خواب مین ہلتے ہوئے لب | ایسے اعمال شنیعہ سے خدا یابی کب
گر صفا قلب کی منظور ہی سنلے یہ اب | بگذر از صومعہ و راہ میخانہ طلب
خرقہ بیرون فکن و کسوت رندانہ بپوش

مدام دور مین واجب ہی حق شیدائی	دعا دے پیتے ہین جام شراب ترسائی
ہی رسم اہل تواضع مگر تو خود رائی	جو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی

بیاد آر حریفان بادہ پیما را

دکھا کے پشمی دوشالہ روپے کی دیکے خبر	بتا کے موضع جاگیر منصب اور گھر
نگاہ جنکی ہی عالی بجاہ اونکو مگر	بلطف و خلق توان کرد صید اہل نظر

بدام و دانہ نگیرند مرغ دانا را

تو شاہ حسن جہان رشک مہ ہی مہر فریب	جو ہوی کافر کفر سو لاوے اسمین ریب
بتان ہند جو تمکو حسد سے کرتے ہین غیب	جز اینقدر نتوان یافت در جمال تو عیب

کہ خال مہر و وفا نیست روی زیبا را

خوشی سے بلبل شیرین زبان کرے ہی نوا	نبات کرکے تبسم مین گل بتا وے ادا
چہار طرف سے گلشن مین آئی ہی یہ صدا	شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا

تفقدی نکند طوطی شکر خا را

ضیا سے ذکر احبا ہی رہ کشائی بخت	دیا ہی مہر تعشق سے روشنائی بخت
خیال روی حریفان ہی رونمائی بخت	بشکر صحبت احباب و آشنائی بخت

بیاد آر غریبان دشت پیما را

دلم بدام خط و خوی وارہائی نیست	چہ مشکل است کہ رسم گرہ کشائی نیست
بحیرت ام کہ چرا بوی باوفائی نیست	ندانم از چہ سبب رنگ آشنائی نیست

سہی قدان سیہ چشم ماہ سیما را

ہوا امید سخن ور گفتۂ حافظ	ہی چشم اہل صفا زگفتۂ حافظ

چھیڑ نہ پایا ہوا پہ بس اے مایۂ فساد — چند روز میں رہیگی حکومت تیری کیا دھری
سیکھے ہیں چار پایوں سے احباب یہ چال ڈھال — جاتے اودھر ہی کو ہیں جدھر دیکھتے ہری
چرخہ خوب لڑ ئیگا تیرے جہان میں ہے — سررشتہ اسکا طول ہوتا دور مشتری
چرخہ تیرے بھلا ئیگا چلتا رہی بزور — جب تک کہ چرخ میں رہے یہہ چرخ خضری
مشکل میں جا پڑی ہی خدا کے طرف سے آب — وہ بات جسکو سمجھے تھے آسان مفتری
ہوتا وہی جو کاتب قدرت نے لکھ دیا — تدبیر خلق سے نہیں ہوتی بھلی بری
غیبت جو کوئی کرتے ہیں لوگوں کی بالیقین — پیشہ کو اپنے چھوڑ کے سیکھیں ہیں گا ذری
بس کر امید قصہ نا مرضیہ کی عمر — دار القضا میں لکھتے ہیں باقی ہی اذری

مثلث شعر مرزا صاحب

تجھ کو گر روشنی نہیں دل کیا ہے صلاح نیک بخت — نور از پیشانی صاحبدلان دریوزه کن
شمع خود را میبری دل مرده زین منزل چرا

تضمین غزل خواجہ حافظ علیہ الرحمہ

مخمس

نہ تھا میں گردش گردون کے جور کا مارا — نہ دشت دیکھا نہ صحرا نہ جنگل و خارا
کبھی نہ صحن و چمن میں پھرا تھا آوارا — صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را
کہ سر بکوه و بیابان تو داده ما را

بہار آئی ہی شاداب نرگس و سنبل — پیالہ ہاتھ میں لالہ کے ہی مہیا مل
قفس میں بلبل نالان کا ہی یہہ شور و غل — غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل
کہ پرسشی نکنی عندلیب شیدا را

روی زمین کے رودین رودین ہین جو رودن | دریاے احدیت کے غواص اور شناور
ہر چند ہو نشانہ باریک بال سے ہی | لگ جاے تیر اسکا بیشک ہدف کے اوپر
اے معترض یقین جان ایسے موحدون کو | نا اس جہان مین ڈر ہی نے خوف روز محشر
یوسف سا نور دیدہ غایب ہو جب نظر سے | یعقوب وار کیونکر رکھین نہ چشم احمر
بے صبری نے ہماری ہمکو بہت رلایا | حق بات تو یہی ہی جو تو کیا سو بہتر
گرچہ ہمارا رونا ظاہر مین بدنما تھا | باطن مین آئنے سا ہی رونماے دلبر
رونے مین جو مزا ہی ہنسنے مین وہ نہین ہی | نقصان اسمین یکسر اسمین فواید اکثر
یک فایدہ یہی ہی ہوتا رقیق دل ہی | جس شے مین ہو کی رقت چمکیگا مہر انور
امید ہی کہ تا باب و مدینۃ العلم | سارے جہان مین ہووین اشعار میرے اشہر

قصیدہ

کیونکر نہو فلک تُ یہہ تیرا دور آخری | بڑ سے درخت ارینڈ کا کرتا ہی ہمسری
بد میے تھتول باز سے کرتی ہی اندوان | گیدہڑ بہی شیر نر سے ہی کرتا برابری
مین سخت راست کو تو بہت نرم جتا | آہنگری کے آگے ہی ناچیز زرگری
بدلے مین نیکیون کے کرے جو کوئی بدی | ہوگی نہ دو جہان مین کبہی اسکی بہتری
آیا ہی تجربہ مین بزرگان دین کے | چاہے برا جو کوی وسیکی ہی ابتری
اغوا مین افترا مین صلاح و فساد مین | قطعه | بد کا شریک حال جو ہوتا ہی اب بری
لاٹھی لگے یہ دونون عمرون سے پکارتا | سب جانتے اسمین یہہ ہی عادت خری
مفسد کیا فساد تو تو دیکھتا رہا | یہہ بات تجھے دور ہی اے زیب سروری
کرتے رہو خوشی سے مروت یہہ لعن وطعن | جب جانتے ہو خوب اسی مین ہی برتری

مرقوم پانزدہم شہر ربیع الاول سن یکہزار و دو صد و ہشتاد و پنج ہجری

قصیدہ

جن و پری شیاطین کیونکر نہون مسخر — ہی مجھکو اسم اعظم روز ازل سے ازبر

سوز درون سے لاؤن یک شعلہ گر زبان پر — جل جاے طور تا حرو بالائی یکسر

داغون کو میرے دلکے گر دیکھے چرخ اخضر — آنکھون سے تارے ٹوٹین گم ہون نظر سے اختر

اوراق روز و شب کے درہم ہون اور ابتر — درد و الم کا میرے کھولون اگر مین دفتر

اس نظم کو کئی عاقل گوش خرد سے سنکر — حیرت زدہ کیا یہ مجھسے سوال منکر

وہ کون ہی کہ جسکا تم نام لیکے ایسا — دھمکاتے ہو مگر جھکاتے ہو سراسر

مین نے کہا کہ سن لو ہون نام لیوا اسکا — قبضہ مین جسکے جان ہی بیشبہہ اور مقرر

خلاق ہر دو عالم رزاق بھی ہی سبکا — قہار مشرکون کا فضال حال مضطر

بیشبہہ دیکھتا ہی اعمال نیک و بد کے — احکم ہی حاکمون کا روز جزا کا داور

علام بھی وہی ہی ستار بھی وہی ہی — غفار بھی وہی ہی جو لائے شک سو کافر

ہر ہر زبان مین اسکے اسما صفات کے ہین — ننانوی خبر مین فرماے ہین پیمبر

مسجود ساجدین کا معبود عابدین کا — ہی اسم ذات اسکا اللہ سب سے اکبر

صانع کے ساتھہ نسبت مصنوع کو جو کچھہ ہی — بر اہل دانش و دین واضح ہی اور اظہر

تسبیر بنایا ہمکو اپنے دو ہاتھہ ہی سے — تاثیر اوسکی ہم مین ہی جون ضمیر مضمر

پر چاہی کہ اوسکے احکام کے موافق — عامل ہون اور ذاکر غافل رہین نہ دم بھر

اکل حلال کا اور صدق مقال کا بھی — رکھین خیال تو ہو زانو نے کم سمندر

قصیدہ در مرثیۂ نور چشم

ای گل تازہ بہار چمن نیکوئی — سیکڑون دل مین تھی اُمید دم مین کہوئی
بستر ناز پہ گل تکیہ سرہانے تھا تیرے — آج تکئے مین تو بے تکیہ زمین مین سوئی
دل تڑپتا ہی جگر پھٹتا ہی دم رکتا ہی — یاد آتی ہی ہر اک دم جو تیری خوشخوئی
شجر تن مین میرے کیون نہ لگین غم کے ثمر — تخم ہجران کے میرے مزرع دل مین بوئی
بارہا وقت وضو کہتی ہوی آہا ہا — نہنے سے ہاتہہ ملا کرتی تھی شست وشوئی
کہولا مسح کے لئے سر تو بہت جہک جہک کر — ہاتہہ سر پر ملی منہہ منہہ پہ بصد دل جوئی
پابی سجادے کے بہتلاتے تھے اور پڑہتے نماز — نہ کبہی ہٹ کری نے جا سے ہتی نارو ئی
وہ جو آتی تہی تیرے بستر تن سے بو — پیرہن مین ابہی باقی ہی وہی خوشبوئی
ہوتی سکتے کی سی حالت میری جب آتی یاد — حسن اخلاق بہت سے تیری اور کم گوئی
تیری فرقت مین میری زندگی دشوار ہوی — خواب مین بہی تو نہین کرتی کبہی دلجوئی
تو ہی کہہ ای گل شاداب ریاض دلہا — جی کے بہلانے کو اب تیرے سوا ہی کوئی
اسقدر سرد کیا برد جدائی نے تن — برف سے ہوتی ہی فی الحال رضائی لوئی
صبح سے شام تلک شام سے تا آدہی رات — دہیان آتا تیرا جب کہتے ہین ہان ہا بہوئی
واہ جبدم کہی داعی اجل کو لبیک — شرط دینداری اداکی نہ ذرا بہی روئی
جلد تو یہان سے گئی دار بقا کو لیکن — میرے اعمال کے دفتر کی سیاہی دہوئی
حیف اُنیس دن اک سال تہی جانی کی بہار — ہم تو سمجھے تہے کہ نت ہولگی جون گل خوئی
مجہکو امید تہی بہنکلے کا آنکہون سے آہ — دل میرا سنگ ہی یا آہنی ہی یا روئی

تیرا ہی نام لیتا ہون ای شافع امم　　آتے ہین یاد جسگہڑی آفات محشری
دارین مین عجب نہین الطاف سے ترے　　ہوجاوے لعل گون بہی میرا رنگ صفری
ہرگز نہو کبہی نہو ہر حال مین نہو　　اللہ کے سوائے میرا لفظ آخری

قطعہ

میرے حبیب جو ہین مولوی حبیب اللہ　　کہ جنکے علم کے قایل ہین سب کہین وہین
سنے یہ نظم کو میرے بسمع دین داری　　کئے مطالعہ ہر بیت بہی بعین یقین
تو سال و ماہ قصیدے کا لکہہ کے مجھسے کہے　　دکہاؤ خوب بچشم سے چراغ دین

قصیدہ در منقبت حضرت امام حسین علیہ السلام

ملک صبر و رضا کے شاہنشا　　کیون نہون آپ سید الشہدا
مرتضی باپ فاطمہ ہی ما　　اور حسن بہائی مصطفی نانا
ذبح امجد کا تو مجازی تہا　　آپ پر جو ہوا حقیقی تہا
نکیا آپ نے بامر خدا　　ایسی حالت مین بہی نماز قضا
جیسے راتون مین لیل قدر اعلی　　ویسے روزون مین یوم عاشورا
سب فضایل کو کرکے حق نے عطا　　خاص یہہ دن بہی آپ ہی کو دیا
آپکے جد شفیع روز جزا　　فضل حق آپ پر بلا احصا
آپ پر مومنین بصدق و صفا　　بھیجین بہتر سلام صبح و مسا
ہی امید آپکا بدارفنا　　بحر عصیان مین غرق سر تا پا
دستگیری کا وقت ہی شاہا　　اپنے نانا سے کرکے استدعا
حشر کے دن اسے طلب فرما　　بخشواؤ خدا سے بہر خدا

آئین سے اسکے نہج کے مسدود ہو گئے
پہلے سے کے راہ و رسم جفا و ستمگری

تا روز رستخیز رہینگے رسوم عدل
داور کے حکم سے جو ہوئے اسکی داوری

ایمان اور شفاعت امت مین اسکی طرز
جیسی خدا کی ہی روش بندہ پروری

بایع ہو تجہسا جنس گنہ کا تو کیون نہو
بازار مغفرت مین خدا اوسکا مشتری

قطعه

اخلاق خاص مین سے اوس عالیجناب کے
لکھتا ہون ایک حرف برسم سرسری

اسلامیونکو کرنے مروت سے آشنا
صادر ہوی ہی دیکھو یہہ عکس تکبری

تعظیم اور تواضع کفار کے لئے
کرتے تھے آپ فرش ردای مطہری

نعمات دنیوی سے نتھی اونکو کچھ غرض
تھی صبر و فقر و شکر نوای تونگری

گر آفتاب عرش نہ دیکھے تو کیا عجب
تھی شپرہ سے جنکی جبلت محمری

زیر نگین جم تھے جو اسلام سے پرے
قرآن سنے قبول کئے دیو اور پری

اوس باعث وجود کا ہر دل مین نقش ہی
جون فعل و اسم صرف مین معنی مصدری

قطعه

اونکی بڑی نصیب جو خیر امم مین ہین
طالع ہی نجم دین کا زہی اوج اختری

ساغر یہان ہی بادہ عزت کا ہاتہہ مین
ملنا وہان بہشت ہی اور جام کوثری

لاکن بہت ضرور حب نبی وآہی فرض ہی
ثانا بجا بصدق امور مقرری

چاہا مین وصف اور لکھون اوس جناب کی
دل نے کہا یہہ کام ہی مشکل نہ سرسری

اوصاف جسکا خالق اکبر ہی ای امید
دریای نعت مین تو کریگا شناوری

مانا مین اسکی بات کو اور سر جھکا کہا
سچ ہی مین کیا ہون اور یہہ میری سخنوری

روز حساب تک بہی نہو دیگا اختتام
تشریح گر کرون میرے اعمال کی ذری

وہ کونسا گنہ ہی جو مجھسے نہین ہوا
غفار پر عیان ہی سب احوال ابتری

قطعه

گیسوی عنبرین جو تھے ہمراز کان کے
کہولون اگر مین انکی صفت کی گرہ ذری

بیشک کرے یہہ روز شب قدر سے ابھی
دعوی ہزار ماہ کا باشان ہمسری

یک شمہ گر لکھون مین تبسم کا اسکے حال
رہ جائیگی یہہ ظلمت شب طاقمین دہری

ہر دم بجز سپاس کے اوسنے جو کی نبات
تو فیر شکر سے تھی لب لعل شکری

دندان کے پیش و پس تھی جو شیرین لب و زبان
گویا کہ شیر ناب مین قند مکرری

فرمان دین پناہ کو انکھون پہ رکھیلئے
فرمان روای ہر جہت خشکی و تری

قطعه

سالار انبیا کے جو امداد حق نے کی
جنکو خبر ہی اوس کی نہ جائیگی شاعری

جب دل مین کافرون کی دی ہیبت کو جا تب
نامردیون سے پای بتبدل بہادری

اسّی ہزار سے جو کئی خوف یکہزار
سینون سے اونکے صاف نکالی کمدری

فتح و ظفر جو میمنہ و میسرہ مین آے
دیکھی ہزارون طرح سے روی مظفری

اکثر مصاف صعب مین باطلون کے ساتھہ
فوج ملائکہ نے کیا جنگ اظہری

پایا کئے کا اپنے سر دست ثوب ہی
کسمپرسی کرکے دعوی تقلی ہمسری

حکم خدا سے سر کیا سارے جہان کو وہ
ناماں تہانہ تخت و سپہ اور کلہ زری

اس عظمت و جلال کے ہوتے ہو نہ تھے
گلزار حسن خلق مین بوتی تکبری

ہو وین دو دل تو اسکی شجاعت کرون رقم
اٹھہی جنگ بدر سے جسکی دلاوری

قطعه

احکام اسکے شرع کے پہنچے جو خلق مین
ایمان لاے لاکھون ہوے کفر سے بری

ہین جو بہٹکتے دشت ضلالت مین ابتلک
اندہے ہین دل کے انکو ہی بیماری کری

اونمین بھی جنکو کچھ مواعظ اثر کیا
آئے بشاہ راہ ہوی اونکی بہتری

تائید ذوالجلال سے اعیان دین حق
کرتے رہینگے حشر تلک اونکی رہبری

منور کر منور ایسا میرا ظاہر و باطن — جگر مین داغ بد بین کے ہو قلب بجر و کان مین ہی
مین بندہ ہون تو صاحب ہی تیری ہی تیرے نام ہی کام — خدایا دے اثر میری زبان مین اور بیان مین ہی
تیرے خیرام کا اب سوا تیرے نہین کوئی — ترحم کی نظر فرما کے رکھ حفظ و امان مین ہی
قناعت پر تو تھے اکثر نگاہ ناتوان بنیان — نظر کرتے ہین اب حامیرے تاب و توان مین ہی
عبادت کے لئے معبود مجھکو ایسی طاقت دے — نہو ویسی کسی بوڈہی مین بلکہ نوجوان مین ہی
جو جسم بد سے دیکھے اور باتین ہی بنائے مین — لگے آنکھون مین انکے سرمہ ہو شربت دہان مین ہی
مجھے امید قوی ہے یہ تیرے حول و قوت سے — کہ ہووے برق سی صولت میرے دہمکی مین ہا نمین ہی
کہ تا دہشت سے اوسکے ہووے غیبت کو کا زہر آب — عدو کا ہو جگر کرے دہڑک شیر ژیان مین ہی

قصیدۂ نعتیہ موسوم بحر ادغین

کیونکر نہو منور انوار برتری — وہ نور جسکا ذرہ ہی خورشید خاوری
وہ نور حق سے ہی دو جہان اوسکے نور سے — دیکھو ہر یک شے مین تجلی انوری
وہ مبتدائے جملہ انشائے خلق ہی — آیا جو بعد جیسے خبر ہوئی آخری
اوس آخر زمان کے تولد کی خوش خبر — سب مرسلون نے دی ہی براہ مفاخری
پیغمبرون فرشتون پہ سب جن و انس پر — احکم نے حاکمون کے اوسے دی ہی سروری
ہی نام پاک جسکا محمد دو کون مین — خاتم نے کی ہی اوس ہی پہ ختم پیمبری
دریائی احدیت کے وہ در یتیم کو — ہر گز نہ رہنے دی صدف بطن مادری
وہ گوہر یگانہ نہو کیون کے بے بہا — صناع کان و بحر ہوا جسکا جوہری
چوتھے فلک پہ مہر کا جو ہمنشین ہی — رتبہ مین اوسکو اوتنے نہین ہی برابری
سب خوشقدون مین وہ قد موزون جو خوب ہی — ہر حرف پر الف کو احد سے ہی برتری

قصاید ہندی

قصیدۂ حمدیہ

زمین مین آسمان مین اور انکے درمیان مین ہی   تیرا جلوہ ہر ایک شی کے عیان ہے نہان مین بہی

تیری قدرت سے اک شے ہی نہین جن و انسان کے   وہی جو تی ہین مجہہ مین ہی اور بیل دمان مین ہی

وہ ایسی چیز ہی مبہم ازل سے تا ابد ہرگز   نہین آتی کبہی فہم فہیم نکتہ دان مین ہی

تجہی کو علم اسکا ہی وہ تیرے حکم ہی مین ہی   تیرے ایما پہ حاضر ہی بلا تاخیر آن مین ہی

یہان کے آنے جانے کا جو وعدہ تونے ٹھہرایا   نہ دے پل بہر کی بہی فرصت گدا و نہین شہا مین ہی

دیا دیتا ہی اور دیگا سبھی کچہ فضل سے اپنے   لیا لیتا ہون اور لونگا تجہی سے اس جہان مین ہی

عطا فرمایا مجہکو گنج صوری معنوی جتنا   نہ تہا اتنا کبہی ہرگز میرے وہم و گمان مین ہی

کیا ہون اور کرتا ہون کرونگا جی مین جی تک   مین تیرا شکر اے رزاق دل مین اور زبان مین ہی

مجہے توفیق دے یارب کرون تا ذکر تیرا ہی   جگر مین دل مین سینے مین نفس مین اور جان مین ہی

می نوشش ز دُرد درد هم جام م	بهر فتح جنود اسلام م
چون پیشش رخت مقام وباب است	امید قوی مستجاب است

دستور العمل برای صحت دایمی ظاهری وباطنی ابدان خلاصهٔ کتب دینی وطبی وعملی مجرب ومعمول بندهٔ درگاه قوی
لم یزلی محمد اعظم علی هر روز بعد ادای نماز صبح وشام اوراد خوانان مشی کردن وورزش نمودن یعنی مگدر وزمینی و
دیواری ڈنڈ ودیواری ڈنڈ در یکبار درود خواندن بیچار میشود وتعداد آن بر انگشتان میگردد وثواب یک درود
ده است دیری قلیل از قسم نان ناشتا کردن وقبل طعام خوردن از آب گرم در حمام غسل وطعام بر وقت معین دو وقت خوردن
بشرط اشتها وحین باقی بودن اشتهای دو لقمه دست از طعام کشیدن وموافق معمول خوابیدن ونماز پنجگانه بر وقت خواندن
که درین نیز از حکمت حکیم مطلق جل جلاله در تمام بدن حرکت میشود ودر ماه صیام روزه داشتن که رطوبت زایده را جذب
کند [illegible] اطهار بودن وبرای دفع مرض وبا آب سرد تر یار با نوشیدن وازان غسل کردن وودوا قابض بالکل
ناخوردن وبرای تبرید در چهار ماه گرما دو توله اسبغول در یک پیاله آب سرد مخلوط کرده بلاناغه بعد عصر نوشیدن
وهمین قدر برای دفع اسهال پیچش وبواسیر باستعمال آوردن وروغن گاومیش نیز ناشته خوردن بواسیر را نفع کند
بر که [illegible] بخشد و هم قبض نماید وبعد خوردن چیزی چرب وطعام فوفل یعنی سپاری خورده آب نوشیدن
از سرفه محفوظ دارد ووقت خوردن دوا یا شافی یا کافی یا معافی گفتن واز صحبت جاهلان ناتجربه کار وعالمان
بی عمل احتراز کردن بفضل قادر مستعان یقین کلی است که عامل آن علیل وکاهل نتواند بود که جوانان را شمشیر
قوت صلاحیت وپیران را عصای طاقت طاعت است فقط

که زبده گرو کسرده روغن رند ... منافع بران سالها میدهند
ندانند روغن زنسک شود ... مگر رهن کردن ازین ره بود
که گرهار روغن بر آتش نهند ... نیابند همچو کهی تا زیند
امیداد لیلیت کنند اکتفا ... باآنان که دارند طبع رسا

در جواب کرم نامه حاجی قطب یار جنگ بهادر که از مقام مکه معظمه رسیده بود منظوم مرسل گردید

ای الطف و اکرم زمانی ... وی اشرف و اعظم جهانی
الطاف دولت مدام بادا ... مهر و کرمت دوام بادا
بعد از شرح سلام شوقتم ... تحریر کنم پیام شوقتم
چون نامه نامیت رسیده ... جا بر سر و چشم من گزیده
از چهره نقاب را برافکند ... بی حصر مرا نمود خرسند
داخل شدنت به بیت اول ... ایمان ترا نمود اکمل
مثل تو کسی درین زمانه ... نی رفت بخانه یگانه
شد نیت خاص تو که رهبر ... این بر همه عالم است اظهر
از نور چراغ شمس دینی ... باشد شرف قمر یقینی
مال تو که صرف شد درین ره ... باذل دهدت بجای یک ده
باصدق و صفا تراد هم یاد ... از خاطر عاطر تو مرداد
دار الاسلام ما که روم است ... در معرض جنگ روس شوم است
چون در عرفات و هر مقامی ... از خیر دعا کنی تو جامی

بباب شکست درش فاش گفت | محال است اشتر گذشتن ز سفت
بیفتاد در اندرون در خزید | چو مرگ مفاجات بر سر رسید
نگاهی باحوال جاموس کرد | صدای مهیبی چو ناقوس کرد
بتخلیص سر بس تأمل نمود | بدانست خود گو ز لقمان ربود
بگفتا بیارید شمشیر تیز | مرا هست اندیشهٔ رستخیز
که فردا بپرسد اگر زین عذاب | ندارم دلیلی چه گویم جواب
جدا کرده سر از تن گاومیش | سر خود فرو برده در جیب خویش
بتدبیر شایسته بار دگر | سبو را شکسته برآورد سر
بگفتا بلای عظیمی که بود | خداوند عالم ترحم نمود
که تدبیر من زود منظور کرد | چها آفت از دست من دور کرد
وجودم نبودی درین ملک گر | که بودی خبردار هر خیر و شر
فتادند بر پا همه مرد و زن | بشکرانه اش وانموده دهن
بگفتند کین آسمان و زمین | وحوش و طیور و مکان و مکین
بحفظ و نگهبانیت قایم اند | بشکر تو رطب اللسان دایم اند
بود در جهان تا نبات و جماد | ز سرهای ما سایه ات کم مباد
هر آنکس که این نقل آراسته | بفهم طرسلیقی بپرداخته
ببیند بچشم خودش این زمان | تلامیذ لعل نگهرچیان
گشاید هر عقدهٔ آن مشکلات | که ممکن نباشد ز لات و منات
یکی از عملهای آن عاقلان | بطرز نمونه نمایم عیان

مثنوی خردمندی لعل بجهکڑ

شنیدم در اقصای دهلی کسی — شده مشتهر با فراست بسی
... زنگین بجهلا زده — مسمی به لعل بجهکڑ شده
... امور همه بود بل — تعلق ازو داشت هر عقد وحل
که اهل قرار ابد واعتماد — مریدانه بوده ازو اعتقاد
فتادی بکار رسے اگر مشکلی — بمنت بردسے دراجاهلی
که روزی دو دیده یکی ساده رو — زدهی درآمد بنزدیک او
ز طرف پدر بندگی عرض کرد — بامداد درماندگی عرض کرد
که شب در سبوی سر گاومیش — برفته نیامد برون گشته ریش
بسا فکر و تدبیرها کرده ایم — قدح بر قدح خون دل خورده ایم
ولیکن نشد زان یکی کارگر — نکردید هرگز خلاصی سر
نه مائیم زین رنج اندوهگین — بکامیدگی هست گاو زمین
برین آستانت نهاده سریم — شود هرچه فرمان بجا آوریم
نداریم جز تو دگر چاره گر — بکن زود تدبیر تخلیص سر
بفرمود کین امر مشکل تر است — که ... دارتن را بلا بر سر است
کنون خود بیایم بنفس نفیس — برای رها... عضو رئیس
مسلح بسرعت بر اشتر سوار — روان ... چو پیک اجل بیقرار
شتر را بعجلت چنان گرم راند — سموم جگرسوز پس تر بماند
چو طالب ز مطلوب برخورد و برد — بکوشک که آزاد درسے بود خرد

چو بشنید تاجر جواب کفیل | دلش تنگ گردید چون چشم فیل
بچشمش ز نیرنگ آتش فروز | برنگ متاعش سیه گشت روز
دگر گرد پیلش که نسناس شد | به بیع و شرا پاس بر یاس شد
بیاشفته گفتا که دشمن خرد | بیا تا کنم من عسل در ..
نه فیل از خیاط است بار کمتر | نه روز از شب تار تاریک‌تر
بفیلم چه عیب است پنهان مدار | بگو صاف ای مرد ذی اعتبار
بپاسخ بگفتا که این اضطراب | نمودست صد بار دل را کباب
ندانم که زودیت از بهر چیست | نه بینی که سعی من از بهر کیست
بصد غور دیدم ز سر تا قدم | مشخص نشد روی و دم در دلم
پس فرق آن هر دو اشبه صور | توجه نمایم بعیب و هنر
از ان بعد در حضرت پادشه | کنم عرض آنچه یقینم شده
شده شاه حیرت زده زین جواب | چو مستی که بیدار گشته ز خواب
بفرمود گیرید فیل و دهید | بتاجر زر و سیم و خوشدل کنید
سوا خلعت و اسپ حسب قرار | عنایت شده روپیه سی هزار
مرخص بگردید تاجر ز شاه | روان گشت سوی وطن با رفاه
شناسندهٔ فیل اهلکار | نمودند بالعکس بر خر سوار
که نادان و ناتجربه کار را | نماند سر هیچ نشو و نما
چو کردند از شهر بیرون | رسیده بمسکن بحال زبون
زنش من و عن سرگذشتش شنید | زد و گفت از تو همین بد امید

چو تاجر دل شاه را شاد کرد / شناسندهٔ فیل را یاد کرد
بفرمود بینید عیب و هنر / درین فن که دارید برتر نظر
خردمند میگشت خوش گرد فیل / چو اطراف فرعون شد آب نیل
بپرسید زو تاجر مستمند / که فیلم پسند است یا ناپسند
بگفتا که زودے چرا میکنی / ببینم بخوبی خطا میکنی
پس ساعتے باز پرسید زو / بگفتا که خیر است دیگر مگو
که از سالها میخورم نان شاه / بغور و تامل نمایم نگاه
بدو گفت آهسته ای پر هنر / ز تاخیر تو میکنم الحذر
بزودی بگو آنچه دیدی اے یار / ترا میدهم روپیه دو هزار
نجا داد این را بگوشش قبول / بگردش بگردش در آمد چو غول
چو فهمید تاجر بعقل سلیم / شناسندهٔ نیست جز این لئیم
بحیرت گرائید تاجر بگفت / تو خواهی که فیلم بر آری بسفت
بظاهر که در پیل من عیب نیست / بجز حق که دانندهٔ غیب نیست
نه بینی ز یکپاس خدام شاه / بدارند هر لحظه بر تو نگاه
بعید از ادب نیست ای مؤتمن / نظر بر خدا دار و حرفی بزن
برنجیده چون مے بجوش آمده / چو طبل تهی در خروش آمده
بگفتا که آئین انصاف نیست / کلامت ز دُردِ غرض صاف نیست
ندانی که چون شاه عالیجناب / درین امر از من بگیرد جواب
به بینم ز سر تا بپا مو بمو / بچشم حقیقت کما حقه

کرامات اهل ولایت حق است — که مختار امر هدایت حق است
ارادت بقدر مراتب رواست — عقیدت بجد مناصب بجاست
اگر اندرون سرائی کس است — برایش بهر حال حرفی بس است
نمودم بیان انچه بد نقل کفر — خدایا کسی را مده عقل کفر
امید ادراجلال او ریب نیست — ز اقوال جهلا ورا عیب نیست

مثنوی فیل شناس

شنیدم که در قریهٔ مرد کی — ز طعن زنش تنگ آمد بسی
که هر روز میگفتش ای خودپسند — بگو نان خشکم خوری تا بچند
شب و روز از زور بازوی من — کنم پرورش با تو هم چند تن
ندانی به عقدت جوان آمدم — کنون پیر گشته بجان آمدم
خدا را بگو با منت صاف و فاش — گشتم تا بکی رنج فکر معاش
اگر روزگارت درین جای نیست — بملک دگر رو که بی رای نیست
سفر کرده در پای تختی رسید — به نیروی بختش به بختی رسید
ز حالش خبر یافت جاسوس شاه — باعزاز برده بپابوس شاه
بپرسید زو شاه نام و وطن — ز علم و کمال و هنرها و فن
مؤدب ستاده چنان کرد قیل — شناسم ز عیب و هنرهای فیل
ازین وصف منظور درگاه شد — بالطاف شه صاحب جاه شد
پس مدتی سالهای دراز — رسیده چو وقت هویدای راز
بیامد یکی تاجر با وقار — بیاورد فیلی بر شهریار

پر از اعتقادات و خالی سر اند ‌ ‌ ‌ براهین هیچو سبب آورند
سخنهاست جهال بی اصل است ‌ ‌ ‌ که او تابع شرع و ذی فضل است
یکی از بزرگان دین است او ‌ ‌ ‌ یقینا ز اهل یقین است او
کرامت دلیل کمالات او ‌ ‌ ‌ تواریخ کشاف حالات او
خموشی ز ذکر خرافات به ‌ ‌ ‌ توجه بنظم عبادات به
ضرورست هر آدمی زاده را ‌ ‌ ‌ بسازد فراموش این راه را
بداند بگوید که خالق یکیست ‌ ‌ ‌ بهر دو سرا پاک و رازق یکیست
نه او را شریک و مشیر و عدیل ‌ ‌ ‌ زن و بچه و ام و اب و دلیل
بنزدش مساویست نزدیک و دور ‌ ‌ ‌ بغور اراده ظهور امور
ملایک کتب مرسلانش حق اند ‌ ‌ ‌ صراط و جهنم جنانش حق اند
پی رهنمائی ما گمرهان ‌ ‌ ‌ فرستادگانند پیغمبران
همه انبیا اولیا اتقیا ‌ ‌ ‌ بلا شبه از بندگان خدا
دلیلان آگاه یک راه اند ‌ ‌ ‌ مگر خاص و مقبول درگاه اند
چه زه مجمع جملگی راه ها ‌ ‌ ‌ بحکم خدا شرع خیر الورا
زهی شرع و شارع که خیر الامم ‌ ‌ ‌ کند آمد و رفت بی خوف و غم
گدائیکه مسلوک شه راه شد ‌ ‌ ‌ بهر دو جهان صاحب جاه شد
هر آن پادشاهی از ان رو بتافت ‌ ‌ ‌ بدارین جز خاک ذلت نیافت
که شرع نبی حکم رب العلاست ‌ ‌ ‌ خلاف پیمبر خلاف خدا ست
درین راه بوده بدل مستقل ‌ ‌ ‌ باحکام شارع شود مشتغل

شدند و رسیدند بر جویبار که طغیانی آن بدل گشت بار
بلاخوف و اندیشه حضرت مدار بجستند و رفتند بر آن کنار
بدیدند کین هردو استاده اند زخوف و خطر بسکه آماده اند
ندا کرد کای دوستان دلی محب تمامت خفی و جلی
چرا ایستادید آنطرف رود بیک جست آئید اینجا فرود
بگفتند اندیشهٔ در دل است که در نهر بسیار آب و گل است
شود در جهیدن زما گر قصور ازین رود ممکن نباشد عبور
که ما آشنائیم از آشنا نه عقل است بیجا زدن دست و پا
بفرمود گیرید خوش نام من سلامت بیائید با جان و تن
عمل کرده بر حسب فرمان رسول نموده بنزدیک حضرت نزول
خدا نا پسندیده زان این طریق که در بحر احسانش کردد غریق
نگاهی بگفتار درویش کرد نظر بر خداوند خویش کرد
پس فکر و تدبیر آن ارجمند دل خود قوی کرده نزدیک زغند
تا آب روان آنچنان اوفتاد نصیب کسی دشمنش هم مباد
که ناگه زده نعرهٔ دم مدار بیک طرفة العین شد بر کنار
خدا را مدار از خوشی بر گرفت بجد یکه بوسید و در بر گرفت
خدا نیز شکرش مودا نمود که او وقت مشکل جها وا نمود
از انجا بصد خرمی هر سه تن برفتند خندان بسیر چمن
همین بود گفتار آن جاهلان که در فهم خود اند بس عاقلان

چه مضجع زمین میکند افتخار	که خوابیده زنده دران شه مدار
عیان است اکثر کرامات او	بسا مشتهر خرق عادات او
بهند و دکن هر کجا بنگرند	مریدانش بسیار بسیار اند
بماه جمادی اول ضرور	ز ادنی و اعلای نزدیک و دور
بمقدور خود فاتحه میکنند	بمردم خورانند و خود هم خورند
دو چیز است مخصوصهٔ این نیاز	چکولی و مالیدهٔ خانه ساز
براید مراد کسی مالدار	طلب کرده فقرای حضرت مدار
بگوید که در خانه دهمال است	پی صرف آن این زر و مال است
فقیران درگاه والا شکوه	بارشاد معمولی سر کرده
چو انجم شبی مجتمع میشوند	دو خروار هیمه فراهم کنند
بسوزند تا جمله آتش شود	نماند دران دود خالص بود
ز دل وصف مرشد روان بر زبان	بآتش درایند نعره زنان
دران حال خود را فرامش کنند	بمالند از پا و خامش کنند
براهی که دیوانه فرزانه است	زره های مستور می خانه است
ز جهال اسلام و اهل هنود	بگویند مثلش نه هست و نبود
اگرچه فضیلت به پیغمبر است	مگر رتبهٔ شاه ما دیگر است
همیشه باشند در یاد حق	ندارند کاری جز امداد حق
دلیلی بر انست این ماجرا	که روزی شده مجتمع در سرا
سحرگه پس خوردن ماحضر	بیارد رسول و خدا هم سفر

مرنج و مرنجان زگفتار او — دگر گونست رفتار و کردار او
حیا را هزاران لگد میزند — عملهاے بد را بکد میکند
ترا هست با من سوال و جواب — نه از خر بی اصل خسران مآب
اگر شهوت او را بودے چنان — نبودی زنت نسل همسایگان
برایت مکان را به پیراستم — چه از فرش و مسند بیاراستم
بیا اندرون و بران خوش نشین — بجان من ای جان نباشے غمین
برفت و نشست و خور و نوش کرد — سخنهای پیشین فراموش کرد
از انجا به بیت خسر رفته شاد — بگفتا که عیدت مبارک باد
گرفته خسر در برش تنگ و چست — چو مهجور گردد ملاقی نخست
حریفانه چندی زده حرف ها — عنایت نموده گل و عطر را
فصاحت شعار و بلاغت دثار — زلفظ رکیک است بس ننگ و عار
بنزدیک آنان ز فرط تمیز — ندامت نیرزد بازر پشیز
همه خوب و مسلوک یک راه اند — شب و روز مصروف ده واه اند
قلم درکش از نظم این ماجرا — نویسی چنین نقلها تا کجا
بشهریکه پا به مناهی رواج — ندارد بشرح و بیان احتیاج
امیدا ببین هرسته چالاک اند — که از شرم و غیرت جیا پاک اند

مثنوی مقوله قمری مداری برادر دینی را میگویم که بعد مطالعه این آن اعتقاد مدارے

شنیدم بکرات از دوستان — که منشای شان است هندوستان
در اقصای لکهنو مکن بود [illegible] — مزاری دران [illegible]که پر نور هست

نیازردی کس را بتقصیر هم　　بنقصان هرستی میخورد غم
بیامد چو داماد او روز عید　　ورودش چو مادر زن اول شنید
فرستاد قالیچهٔ بهر فرش　　به بنشاندنش بی تکلف بعرش
کنیزک بگسترد بالای تخت　　نشیند بران تا جوان نکبخت
زراه ظرافت بخندید وگفت　　برین فرش سخت نخواهم نشست
کنیزک بزرمی شده ملتمس　　که این فرش پشمیست روئین نمس
بگفته مگو وصف پشمک چنین　　مرا هم بسی هست اندر سرین
قضا را خسر بود نزدیک تر　　شنیده سخنهای شان سربسر
برآشفت وشورید ورنجید وگفت　　که نی ستر داماد از من نهفت
که دیروز فعلی که کردم باو　　بجای نهانش کی بود مو
بسا فیلسوف است وکذاب دهر　　بیامیخته در سخن آب زهر
چو گفت خسر را سماعت نمود　　بخشمش چه روز قیامت نمود
بجوشید ومانند دیوانه شد　　ازانجا روان سوی کاشانه شد
زصاحب کنیزک بس اکراه کرد　　به بی بی ازین هزل آگاه کرد
شنیدش چو این طرز ایجاد را　　بزودی طلب کرد داماد را
کنیزک بمنت سماجت ورا　　بیاورده کرده بخاتون ندا
که ای عصمت از تو شده نامور　　چو تو پاک دامن نباشد دگر
زامرت بدل کوششی کرده ام　　که داماد را باز آورده ام
بگفت از پس پرده خوش شد منش　　زحرف خسر جان رنجی مکش

گفت بابا چون نباشی بی شعور — در بصیرت اینقدر داری قصور
گر کلام و صورتم نشناختی — وز لباس و هیئتم نشناختی
وه ز من پرسی کجائی کیستی — بیتی با من کی هون کندم پیستی
پس جوان خندید و دستش را گرفت — سوی آقای خودش زانسان برفت
شهره گردید گشته مرد و زن — بر زبان مرد و زن شد زن بزن
از برای دیدنش با ذوق و شوق — گرد و پیشش شد فراهم جوق جوق
از مکان برهمن تا تختگاه — تنگ تر بر مردمان شد شاه راه
با چنین شان مرد و زن تلبیس را — بهر جرمی برد در دار القضا
پس امید امطلبت دریافتیم — حاصل این نکته را انگاشتیم
چون مغل ما هم پی اخفا زناس — بارها کردیم تبدیل لباس
آخر آخر در نگاه هر بشر — شاهد معیوب ما شد جلوه گر
تا نهفت از دیدهٔ برّاق خلق — کی نهان ماند بر خلاق خلق
واقف و بینای هر راز دلیست — زانکه او علام اسرار خفیست
عذر و توبه بهر تجار است و بس — پرده پوشی کار ستار است و بس

مثنوی فصاحت بیانی خسر و خوشدامن و داماد و کنیزک

شنیدم که در شهر ذی عیرتان — شده عکس دیگر دیار جهان
که شخصی علو رتبه ذی ثروتی — نشستی شب و روز در خلوتی
بیاد سفید آب بودی مدام — چو ظل شجر در سجود و قیام
شد هر گاه از وصل آن کامیاب — بگر دیدهٔ خود هم کرامت مآب

امید اگر بایدت نیکنام	بدل سعی کن در امور انام
چو کار حسن لایق شده کار تو	شود فضل خالق مددگار تو

مثنوی تلبیس مغل

شخصی از قوم مغل از راه دور	آمده در بلدهٔ برهان پور
چون قوی هیکل جوان خوب بد	در سپاه شاه نوکر زود شد
اتفاقاً از قصوری شد چنان	چارهٔ دیگر نه بوده جز نهان
نالشش کردید چون پیش عسس	بهر آوردن شده مامور کس
چون پی خود دید آدم را دوان	در مکان برهمن شد ناگهان
دفعتاً دیدش چو دخت برهمن	بالیقین دانست آمد اهرمن
چون کلاه و خنجر و ریشش بدید	آسیا را هشت و در حجره خزید
مرد عاقل چادری بر سر کشید	پردهٔ مردانگی خود درید
بهر اخفا جای دختر با ادا	سرنگون بنشسته نزد آسیا
برگرفته دستهٔ آن دست آس	دست در گندم چو زن میکرد آس
اندرین اثنا جوان نعره زنان	آمده اندر مکان کوکو کنان
دیده حال او گفتا مرحبا	حکم شد همسایهٔ من مرزا بیا
گفته بردن رو در خانهٔ دغل	مغل آمد درینجا نی جغل
تو مرا مرزا مگو بار دگر	چون نداری فرق بین کاو خر
گفتش آنجوان کی نیکبخت	باز گو حالت مگو حرف کرخت
والد و منشای خود ظاهر بکن	و ز ورود این مکان ماهر بکن

شود میزبان فقیر و غنی | ز خاطر کند دور ما و منی
دو سه روز مصروف آن کار شد | چو از تنگدستی گران بار شد
چنان در دلش یافت آخر قرار | ازینجا بزودی نماید فرار
برادر شده از سخا نامور | شوم مشتهر من زکار دگر
بما در زر مزد روسنے خود | خبر کرده هم از زبونے خود
بر اشتر سوار و کشیده زمام | ازانجا رسیده به بیت الحرام
تفحص باحوال حجاج کرد | خودش را ازان زمره اخراج کرد
که از حج فقط نام حاجے شود | نه همچون اخی فخر طائی شود
بباید که کارے کند آنچنان | که نامش شود مشتهر در جهان
لعین بر سر چاه زمزم ستاد | که ناگاه شورے در عالم فتاد
که آن بیحیا ستر خود فاش کرد | بلاخوف و دهشت درین شاش کرد
رسن در گلویش رده های شهر | زدند و نمودند رسواے دهر
تبه کار بدره عجب کار کرد | که نی مست کرد و نه هشیار کرد
نه از نوع انسان کسی دیده بود | چنین فعل بد بلکه نشنیده بود
حقیقی برادر که بودندشان | ببینید از غور ای دوستان
یکی نامور از سخاوت شده | دگر مشتهر از شقاوت شده
چو شد مزرع آخرت اینجهان | بباید که تخم عملها در آن
بکارید و دروید و گیرید بر | به بزرگیه شیرین بذر تلخ تر
عزیزان بکوشید در کار خیر | برای شماهست نی بهر غیر

کسی را که باشد خیال سخن | ازو دان قصیر و غبی ذهن
اگر در جهان بالیقین کیمیاست | سخن هست دیگر همه سیمیاست
که انسان و حیوان بخلقت یک اند | بافعال خلقی همه در تک اند
مگر بهر کاریکه دادند نطق | ممیز شدند و بکردند نطق
خوش حرفیکه طوطی و شار وزنند | بتعلیم مردم بجا خو کنند
ولیکن نفهمند معنی آن | ندانند زآن چیست سود و زیان
یقین است خوانندهٔ نظم من | بدارد سر راه و رسم سخن
امید از گفتار توریب نیست | ز خلف سخن بدترین عیب نیست

مثنوی قصهٔ مامورکی برادر حاتم

شنیدم که هرگاه حاتم بمرد | برادر خود دستش بجایش شمرد
چو تجویز مهمان نوازی نمود | بدل مادر او که راضی نبود
بگفتا که ای مادر مهربان | درین کار دیدی چه سود و زیان
بد و گفت کین امر مشکل تر است | بدر کن خیال آن اندر سر است
پس گفتگو آن سخن نا شنو | برنجید و پرسید و جهش ازو
بگفتا که بوده بطفلی تو | خلاف برادر جبلی تو
تو هرگاه پستان من می مکید | ز چشمم بسا خون دل می چکید
یکی در دهان میگرفتی بشور | بدستی دگر می ستیدی بزور
که آنرا نگیرد دگر طفلکی | ز آثار بخلت همین بد یکی
بخندید و شد سوی مهمان سرا | که همچو برادر بصدق و صفا

بگفتا نگویم زیان از ین ‌‌ ‌ مبادا کند خاطرت را حزین
زبد وشعورم ای عصمت مآب ‌ ‌ سخنهای من هست حرفی بآب
اگر با کسی وعده بنموده ام ‌ ‌ گهی راه ایفا نه پیموده ام
بامرکیه گویم سخن از زبان ‌ ‌ نمانم بهرحال قایم بران
بتفصیل چون با کدامن شنید ‌ ‌ زجا رفت وجیب وگریبان درید
بصد درد آهی کشید وبگفت ‌ ‌ همه رازهایت توانم نهفت
اگر عیب در تو بود صد هزار ‌ ‌ قبول است الاخلاف قرار
بتقدیر من بود شد با تو عقد ‌ ‌ رسیده بدستم زر مهر نقد
زنان ولباس ومی عیش شاد ‌ ‌ شدم خانه ات دیر آباد باد
کنون در مکان بدر میروم ‌ ‌ زکاشانهٔ تو بدر میروم
نشد چون نه بد قوت انفعال ‌ ‌ زبد رو دزن یک سر مو ملال
باسباب وزیور کاهی رخوت ‌ ‌ برآمد زبرجش چو یونس زحوت
چو در کار دنیا تزلزل نمود ‌ ‌ لباس عروسی تبدل نمود
بیاد خدا شد چنین مشتغل ‌ ‌ زقلب او گشت خالص زغل
چنان هر سحر یاد خالق گزید ‌ ‌ که خورشید خوابیده او را ندید
دلا این زن ومرد را دیده گیر ‌ ‌ سخنهای زن را پسندیده گیر
که این زن نه زن بل به از مرد هست ‌ ‌ که آن کوه تمکین واین گرد هست
کسی بیخ اعزا زخود خود کند ‌ ‌ خلاف سخنهای خود خود کند
اگر بایدت دولت لازوال ‌ ‌ زبان را بیاموز صدق مقال

مگر حسب اسباب ظاهر که من　　بدانم دو سه حرف از علم و فن
یقین هست زآن وجه رب جلیل　　دهد نعمتم همچو خوان خلیل
من و تو بشکر عطا نعیم　　بباشیم سرگرم یاد کریم
چنان شاد گردید از گفت جفت　　بآرام و راحت دو ساعت بخفت
بیاسود زن هم به پهلوی او　　نه بد فرق در پشت او روے او
زاحوال خفتن کنم گر رقم　　تو گوئی که گشته دو ساکن بهم
که ناگاه از خواب بیدار شد　　زجام مے گریه سرشار شد
مصیبت زده نیز با حال زار　　که در خواب بوده شده هوشیار
بدو گفت اے جان مادر بگو　　چه در خواب دیدی که گرئی ازو
بگفتا که پنهان ندارم زتو　　دهم عرضه حال دلم را شنو
سه عذرم که مقبول خود کردهٔ　　بسا بهر من خون دل خوردهٔ
دو تا پشتم از بار احسان تو　　غلامت شدم جان من جان تو
اگر جاری عذر من بشنوی　　بدارین گردد دل من قوے
نباشد ترا مشکلی ذی خرد　　پذیرا بفرما مکن عرضه رد
مرا عادتی هست ای نیکنام　　باقرار خود کم نمایم قیام
دل خویش و بیگانه خورسند نیست　　زبانم زبون در سخن بند نیست
عفیفه زمرد این سخن گوش کرد　　حکایات پیشین فراموش کرد
بگفتا زتو آنچه بشنیده ام　　معانی آن را نفهمیده ام
مفصل بگو تا بدانم که چیست　　سبب های زاری و وجه گریست

دگر بخت برگشته پرسان شده — که اکنون دلت از چه ترسان شده
بگفتا ز درد درونی من — چگونه بگویم ز بونی من
زنش گفت راز تو راز من است — بلاشبه ساز تو ساز من است
چه دردست پوشیده از من مدار — بجز من نداری دگر غمگسار
بگفتا که در چشم سوم رمد — شد از سالها دفع آن جبز زوم
کنونم که مانم به نزدیک تو — بباشم حیران پس به تدبیر خو
زن نیک طینت بخندید و گفت — نفهمیده ام گرچه رمز نهفت
براین هم تو مختار کار خودی — چه پرسی ز من کار و بار خودی
بکن هرچه خواهی مبین پیش و پس — مرا در جهان زندگانیست بس
پسندید حرف زن حق پرست — گذشت از فغان و دهن را ببست
ز خاموشی مرد زن شاد شد — نهانخانهٔ چشم آباد شد
نیاسود وسنی یافت زن راحتی — که برداشت فریاد چون ساعتی
زن از شور و غوغاش حیران شده — ز وجه فغان باز پرسان شده
بگفتا که از تو چه پنهان کنم — تو جان منی من روان توام
سرشتم که از آب و بادست و خاک — تن از عنصر آتشین است پاک
ازینست آسایشم در نهاد — نه رنج معاش و نه فکر معاد
عزیزان مرا پرورش میکنند — غم خویشتن هم غم من خورند
به پی برکیم چون نظاره کنم — نگریم که بهرت چه چاره کنم
زن مرد سیرت قناعت شعار — بگفتا که کافیست پروردگار

فغانش چو از حد فزون تر شده — گل عارض زن ز خون تر شده
بدل گفت یا رب چه چاره کنم — چنین حال تا کی نظاره کنم
در اینجا بجز من که نی دیگری — بپرسد از او تا چه دارد سری
ز ناچاری و لاعلاجی بدو — بگفته که حال دل خود بگو
جوان آه سردی کشید و بگفت — که راز دل من تو نتوان نهفت
پس عهد و پیمان دهان در گشاد — که این راز بر کس هویدا مباد
مرا خویش و بیگانه داده صلاح — ببستند با تو که عقد نکاح
سرشتم که بی آتش شهوت است — مرا خواهش زن نه بود و نه هست
یقین است زین عیب من تا زیست — اگر من نگریم تو خواهی گریست
ز شوهر چو بشنید زن این سخن — چنان کرد وا بی تکلف دهن
ز مادر پدر نیز اخفا کنم — سر مو ز رازت نه افشا کنم
مکن مویه از مویه ات سیم تن — دلم موید و بلکه هر موی من
نهان تا بدارند در درج پُر — نداند کسی سفته ناسفته دُر
که ای مونس من دلت شاد دار — ز ابر سیه چشم گوهر مبار
نسازم ز حال تو کس را خبر — تو بر من گهی بدگمانی مبر
تو شاه منی من کنیز توام — بقربان جسمم تو جان و تنم
سخنهای شیرین زن گوش کرد — دهان بست و گریه فراموش کرد
عروس از خموشیش مسرور شد — که ذکر نکوهیده بد دور شد
پس ساعتش گریه آغاز کرد — در ناله و آه را باز کرد

چو فارغ شد از درس علم و ادب — توجه بفرمود عالی نسب
به تحریر و تقریر انگریزیه — علوم و فنون نو و نغزیه
چنان علم او را مفید اوفتاد — که احسنت گوید بدل اوستاد
سخن از دهانش نیاید برون — مگر بعد تحقیق خوب و زبون
سوالی کند گر کسی در امور — بمیزان دانش بسنجد ضرور
چو حکمی که فرماید آن باخبر — نگرداندشش جز قضا و قدر
بااین صورت و سیرت دلپذیر — ندیدم درین شهر دیگر امیر
نداری مزاج تکلف پسند — باامید دست دعا کن بلند
بعجز و نیاز و بصدق و صفا — بده عرضه در بارگاه علا
که اقبالمند است و عالی تبار — خدایا بحفظ خود او را بدار

مثنوی درباب بی اعتباری تلون مزاجی

شنیدم که شخصی شده کدخدا — عروسی بیاورد بس پارسا
بصورت که همچو مه چارده — بسیرت زهی ثانی رابعه
بیاموخته عصمت عفت ازو — باندوخته عفت عصمت ازو
شبانگاه در خوابگاه عروس — بشب خون برفته چو شاه الوس
بسا الفت و مهر و رافت نمود — بصد خرمی استراحت نمود
یکایک چو زن گریه آغاز کرد — بگردید و پشتش بدمساز کرد
زسیلاب اشکش زن نامراد — چو کشتی بطوفان حیرت فتاد
که در عین شادی چه غم دیده است — زمن هیچ حرفی که نشنیده است

جناب مستطاب معلی القاب نواب مختار الملک بهادر مدظله العالی در سنه ۱۲۶۲ هجری در سن مقدمه کلی بودند اکثر اتفاق ملاقات و مکالمات میشد در حرکات و سکنات و افعال و اقوال و تامل و تحمل آثار و اطوار دانشمندانه و بزرگانه مشاهده و معاینه میکردم و در دل خود الهم زد فزدثم زدود در باب ترقی عمر و دولت از بارگاه قادر مستعان مسئلت میکردم و برای آزمایش طبع خود و امتحان مقوله اهل قیافه این چند بیت در مجموعه اعظمی امید رقم نمودم تا صاحبان خردمند و عاقلان نکته پسند که از ایام صاحبزادگی تا حال انتظام هرگونه این ریاست که روز بروز دیده او می بینند مضامین این ابیات را بنظر تامل و تعمق ملاحظه کرده خواهند فرمود که بیان واقعی نوشته بودم نه بطریق مداحی

مثنوی

پس حمد خلاق ارض و سما — و نعت نبی خاتم انبیا

من از جوهر و عرض ذی جوهری — بجوهر شناسان دهم گوهری

چه گوهر که از فخر جوهر پسند — کهش در بر و گاه بر سر نهند

درین استعاره خطا شد عیان — که این نور و آن زاده بحر و کان

چه نور است بنید اهل بصر — منور ز انوار خیر البشر

زهی قرة العین زوج بتول — جگر گوشه بنت خاص رسول

گل روضه جاودان شرف — چه نوباوهٔ بوستان شرف

ندیدی تو خانی مجسم اگر — همین است خوش بین بچشم بصر

شناسندهٔ مرد بی ریو و رنگ — مخاطب بنواب سالار جنگ

امیر امیران اعلی شیم — کریم کریمان والا همم

قیافه لعقلاش دلالت کند — تحمل باصلش اشارت کند

دلم گفت سالش ز روی دریغ | چه با اهل بد های فتح الله خان
امیدا بامید بخشایش حق | بنامش بصدق و صفا فاتحه خوان ۱۲

مثنویات

مثنوی متضمن تاکید اکید در باب عبادت حق سبحانه تعالی

پس حمد معبود یکتای ما | که جز او نه دارند دلهای ما
و نعت شفیعی که روز شمار | ز غفار یابد چنین اقتدار
ببینید ای مومنین مومنات | باین قرب و قدرت برای نجات
بدختر بفرمود خیر الانام | علیه الصلوة وعلیها السلام
که ای فاطمه تو مکن اتکا | که هستیم بنت رسول خدا
چنین فخر در دل تو هرگز مدار | که این در دو عالم نیاید بکار
بفرمان خالق عیان و نهان | عمل کن عمل کن عمل هر زمان
که در بارگاهش پسندیده تر | ریاضت عبادست بجد بشر
شنیدید ای مسلمین مسلمات | چه فرمود زان سرور کاینات
بغیر عمل چون برآید امل | اهم شد نجاتون جنت عمل
اگر نی عمل قرب خالق شدی | بخاصان چرا حکم واثق شدی
بعین بصیرت نظر کردنیست | گزین دار فانی سفر کردنیست
برای مسافر براه رضا | که توشه نباشد به از اتقا
موثر از ده نظم جهان | که طاعت نمایند اهل جهان
خدایا هدایت کن امید را | که در ذره بنمود خورشید را

امید از دل چو پرسیده ز سال رحلت مغفور … براس و عین طوع و سر رضی الله عنه گفت

ذی اخلاق یگانهٔ آفاق محبت و مودت آگین منشی غلام محی الدین صاحب میر منشی دار الانشای تعلقات سرکار عالی مختار الملک بهادر بتاریخ بست و هفتم جمادی الاول ۱۲۷۲ هجری وقت عصر داعی اجل را لبیک اجابت گفتند

تاریخ

خوش خلق محی الدین خواجه وش شد … صد شکر خدا که سکه اش نغش شد

تاریخ وفات او بی روی جهد … دل گفت که عاقبت محمودش شد

۱۲۷۲

تاریخ ولادت با سعادت برخوردار محمد اکرم علی سلمه الله تعالی که بهجدهم ماه محرم ۱۲۷۶ هجری مطابق بهجدهم شهر اگست ۱۸۵۹ عیسوی روز پنجشنبه وقت چهار گهڑی روز باقیمانده بفضله تولد شده

تاریخ

دلم ز تابش فرقت که میتپید هر گاه … نظر بمعنی صبر جمیل میکردم

هزار شکر بنعم البدل که فرزندم … بفضل خویش عطا کرد خالق عالم

چو بر یمین و یسارش محمد و علی … زهی نصیب صبی بین اعظم و اکرم

ز سال و نام او جستند دوست بابر دل … بگفت امید سن و اسم اکرم اعظم

۱۲۷۶

دوست صمیم با خلق عمیم ثابت قدم تا با آخر دم سپهدار سرکار نواب مختار الملک بهادر مدظله العالی

تاریخ

شب بست و نه شهر شوال بود … روان مجسم شده چون روان

نظر بر غریبی و حسن سلوک … بجز نعش حزین گشته پیر و جوان

اگرچه بحکم قضا و قدر … ضرورت رفتن همه زین جهان

مگر باعث رنج و اندوه و غم … محبت مودت فراق زمان

شخص معقول و مقبول رفیق نواب سراج الملک بهادر مدظله العالی

رفت چون زین العابدین خونی — سوی دار البقا و جان بسپرد
فکر تاریخ بود از سر جوش — هاتفی گفت های آغا مرد
۱۲۶۵

مجمع اخلاق منبع اشفاق محمد یوسف خان بهادر خلف شاه عالم خان بهادر بابوزی سپهدار باوقار سرکار عالی آصفجاهی که فیمابین شان و راقم اتحاد قلبی بود

تاریخ

عزیز مصر مروت که بود یوسف خان — بسا دریغ فکندش بچاه گور قضا
بگفت سال غمش دل ز روی حسرت و درد — هزار حیف بزودی شده بشهر بقا
۱۲۰ ۷۱

تاریخ وفات مستغنی الصفات معالی درجات قاضی القضاة سرکار مدراس مولوی محمد ارتضا علیخان بهادر عاقبت محمود المتخلص به خوشنود منظوم مفتم شهر شوال ۱۲۷۰ سنه هجری

تاریخ

بگویم تتمه احوال قاضی القضات عصر — که کشاف حقایق بود تا که روی خود بنهفت
ز میزان تا به بیضاوی بصد ها مردم اشراف — بتوجیهات شایسته بخوبی درس کفی مفت
لآلی تصانیفش چو زیب گوش فضلا اند — ندارد حاجت شرحی که درهای معانی سفت
چه در علم و چه در فضل و چه در تقوی چه در اخلاق — بزیر طاق فیروزه ندیده چشم عالم جفت
برای قضای حق بکعبه رفت چون خوشنود — محمد شد ازو راضی علی چون گل بدل بشکفت
صفای ظاهر و باطن ازین اعمال بس پیداست — ز حج و طوف فارغ شد بمژگان صحن یثرب رفت
ز لوث عنصری هرگه که صاف و پاک گردیده — غریق آب رحمت شد بمهد بحر راحت خفت
بگفتا رب اغفر ذنبه و ادخله فی الجنة — ز علما و مشایخ حال رحلش هر کسی بشنفت

سال تاریخ بی سر بدعت	دل من خانهٔ خدا گفت

۱۲۰۰ ۵۹

بعد مطالعه رسالهٔ تصنیف مکرمی معظمی مولوی محمد علیخان بهادر مفتی ضلع احمد نگر بهادر ... عرض قلمی کرده

تاریخ

سر امد فضلا خان من محمد علی	نوشت ردکسی خوش شواد رویت حق
بروز حشر که بشک و شبهه مومن را	کند بعین کرم شاد شاد رویت حق
امید گفت درین سن جواب بی تصدیع	نصیب منکر رویت مباد رویت حق

۱۲۶۶

امیر با توقیر سرکار عالی آصفجاهی که مزاج درویشانه داشتند و فیما بین ایشان و راقم اتحاد دلی بود دهم صفر ۱۲۵۹ سنه هجری

تاریخ

محمد زبردست خان بهادر	که از دار فانی بملک بقا شد
سر خود نهاده سروشم بگفته	چو با جان پیوسته از تن جدا شد

۱۲۵۹

فرزند حضرت میر شمس الدین حسین خان بهادر خال کلان راقم که از چنیاپتن برای بردن زنهٔ خود دست در بلده فرخنده بنیاد حیدرآباد آمده از بیماری و با انتقال نمود

تاریخ

آه عنایت حسین سید عالی نسب	گوهر یکدانهٔ تاج سر افتخار
داشت ز سرچشمه ملک قدم آب و رنگ	تازه گل گلبن گلشن عز و وقار
رفت ز باغ فنا سوی جنان نوجوان	خار غم و هم شکست در دل اهل تبار
ماند چو او چند سال در چمن بی بقا	باد بر او بیشمار رحمت آمرزگار
دل پی تاریخ بود هاتف مغموم گفت	باد خزانی وزید وای در عین بهار

۱۲۶۱

تاریخ

الله علیهم سرفرازی یافته چهرهٔ عالم را که کنایه از بندگان خدا که در حجاب ظلمت بی انتظامی محجوب بود در روی جد ما دری یعنی نظم و نسق عهد میر عالم مغفور مجدد البضیای سیمای منور خویش وانمودند و سراج دولت و ملک که فی الحقیقت حضور پرنور هستند و انمعنی اظهر من الشمس است نظر بر رفاهیت و امنیت خلق الله و شرافت و قابلیت و اخلاق حمیده نواب صاحب معظم الیه بعنایات بغایات خداوندی غرا امتیاز بخشیده چهرهٔ میر عالمی بر عالم و عالمیان متجلی فرمودند و دلهای کافه انام را مسرور و مشکور گردانیدند این چند سطور برای اطلاع صاحبانیکه از نام نامی بزرگان خاندان آنعالیجناب آگاهی نداشته تا تسطیر یافته الحق بعد استماع نوید فرحت جاوید ظهور رسم شادی میمنت ابای وزیر اعظم ریاست عالی آصفجاهی اعنی جناب مستطاب معلی القاب نواب میر تراب علی خان بهادر سالارجنگ شجاع الدوله مختار الملک مد ظله العالی با نور دیدهٔ مستغنی الالقاب نواب فخر الملک بهادر که بتاریخ بیست و ششم شهر شعبان سنه ۱۲۷۰ هجری بجشن الضرام رسید این تاریخ در سلک نظم کشیدم بفضله و کرمه الحکیکه بتاریخ شانزدهم ماه شوال سنه ۱۲۶۹ هجری در رباعی دعائیه بتقریب شادی نواب صاحب معظم الیه از بارگاه قادر مستعان خواسته بودم بخوبی بظهور آمده انشاء الله تعالی در هر باب ترقی بیزاید خواهد شد

تاریخ

از فضل خدا و لطف سالارجنین	بستند چو عقد نور عینین حسین
گفتم خوش سال حسب عهد ازلی	در برج ابد شده قران سعدین

حسب ایمای مکرمی معظمی محمد پرورش علیخان بهادر این تاریخ نوشتم بهادر مغفور بر سنگ کنده گردانیده بر دیوار مسجد نصب فرمودند

تاریخ

شکر حق پرورش علی خانم	کرد مسجد بنا چو جا رفته

بهار شادی

فرموده است مخبر صادق که مومنی ‌‌ | ‌‌ در روزنی دو باره گزیده نمیشود
زین نکته فرق مسلم و کافر بباید ‌‌ | ‌‌ خایف ز قهر چشم دریده نمیشود

حدیث شریف

ترجمه

عمل نیک گرچه جود و سخاست ‌‌ | ‌‌ توشهٔ خیر آخرت تقوی است

خمسهٔ تاریخ سرفرازی خدمت وزارت مورد جناب مستطاب معلی القاب نواب میر عالم علیخان بهادر شیر جنگ سراج الدوله سراج الملک دام ظله و اقباله

تاریخ

چو نظم ملک دکن گشت بتر و ابتر ‌‌ | ‌‌ ز ظلم تیره درونان بگرد گر همسر
شده به برج وزارت چو نیر اکبر ‌‌ | ‌‌ رسید مژده بگوشم که از سر حیدر

نمود چهرهٔ عالم سراج دولت و ملک

شرح معنی خمسه سراج لقب حضرت ابوالقاسم محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و اصحابه و سلم و آفتاب و چراغ و نیر اکبر باعتبار عظمت شمس و بسبب بودن عهدهٔ بادشاهت و وزارت در سال ۱۲۶۲ هجری زحل است و سر راس و زور و قوت و در محاورهٔ اهل فارس بجای حرف قسم مستعمل و حیدر شیر و اسم حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه و نام اصلی جد امجد قبله گاه نواب صاحب معلی الیه و میر عالم خطاب میر ابوالقاسم خان مرحوم جد مادری علم نواب صاحب ممدوح است و مدخله هشت عدد سر لفظ حیدر برای تکمیل اعداد مصراع تاریخ است اعنی بروز شنبه ... ذیقعده سنه الیه که خاص روز بادشاهت زحل است بفضله و کرمه نواب صاحب موصوف از خلعت وزارت ملک دکن به پیشگاه فضل و کرم حضور پرنور مد الله ظلاله جلاله مفخر و مباهی شدند خلاصه نواب صاحب محتشم الیه از خدمت ارثی آبائی پدری و مادری رحمة

فرد

امید منصب جاگیر دانستم کم از آنی | زوالی هست که نبود عطای لایزالی را

مطابق این تنها و حقی بجانه تعالی است و بارها در تجربه من آمده است

فرد

سخن رنج و الم هیچ نگویم امید | آنچه بر جان و دلم میگذرد از عمل است

کیفیت مفصل احسانات ممدوح در غزلیات بالای تهنیت عید مرقوم گردید چون ممدوح تصویر چهره خود از مقام شهر لندن نزد من فرستادند وارقام فرمودند که در حیات و ممات یادگار من نزد شما باشد من این فرد بالای سر تصویر از دست خود نوشته خانه تصویر را در مکان انگریزی که صرف برای تشریف آوری صاحبان انگریز بهادر بنا کرده بودم و در آنجا تصاویر دیگر صاحبان انگریز بهادر رحمها بهادر نیز داشته ام

فرد

چهره مهروش آن سر صاحب | سبب اعظم اسباب ترقی من است

حدیث شریف

ترجمه

در زعم خود مباش مباهی و مفتخر | سردار قوم خادم آنانست ای پسر

حدیث شریف

ترجمه

هر که مشکور لطف انسان نیست | شکر رزاق کی بجا آرد

حدیث شریف

ترجمه

معیوب در تلاش عیوب کسان بود — از ما کسان امید همین بس نشان بود

فردیات

فرد تنبیه

شود معاف جرایم ز توبهای نصوح — مگر گناه نماز قضا بغیر ادا

یکهفته هم نگذشته بود که شخصی معلوم از عهده‌اش معزول شد

فرد

دل سوخت جگر سوخت کنون نوبت جاست — یارب بده از صحبت کذاب پناهم

بتاریخ ششم شهر رجب سنه ۱۲۶۱ هجری بکرامینجدمت سراپا افادت مکرمی معظمی ناظم ناثر مولوی حافظ قاری حاجی حکیم غلام حسین خان صاحب دهلوی ناظم عدالت دیوانی سرکار آصفجاهی سلمه الله تعالی گذارش کرده شد

فرد

گر کنی نوشش جان شوم ممنون — کانبت آخری باغ من است

فردیکه جناب ممدوح درجواب ارقام فرمودند

فرد

انبه آخرین رسید و بسر — بر نهادیم و شکرها کردیم

فرد حسب حال شخصی عمده

ز حسن و خلق و مدارات و جاه و علم و ادب — بفضله همه داری مگر خیال سخن

فرد فرمایش بزرگی

روز عید فطر خوردن شد اهم قبل نماز — در پیاله رشته‌ها و شکر و شیر است و من

حسب حال نیست که از ادنی و اعالی این کار پوشیده نیست

سیدی مضطری به جمعداری گفتم که طلب نانی رساند او بنهایت خوشی قبول کرد و آب بر روی
کار نیاورد بنابر تنبیه نفس اماره خود و یادگار جمعدار موصوف نظم کردم

مطلع

متاع خموشی که میداشتم   با حباب احباب در باختم

مطلع

سگ گرسنه صاحبش را گزد   چو نان خورد بیشک دگر را درد

مطلع حسب حال کسی

کار بد چون نکند آن ولد الحیض دگر   مادرش فاحشه و زانیه میخوار پدر

مطلع

خوب شد چاک نمودند دل پرخون را   ورنه در عشق بدی ننگ دو صد مجنون را

مطلع

چون مزاج تو سخت واهی شد   خورده گشته کشته خواهی شد

مطلع

چه خون جگر سالها خورده باشم   که از بهر انصاف چون مرده باشم

مطلع حسب حال من

بی تعلق که درین شهر چو کهه جا گیرم   لله الحمد بجالست ازل جا گیرم

مطلع

در شرح سلوک هست بی ضبط نمودن   کم خوردن و کم خفتن و کم گفتن و کم بودن

مطلع

روزی میرزا زین العابدین خوئی حسب الحکم نواب سراج الملک بهادر مدظله العالی غزل نغما که مطلع آن اینست : نگاه کن که نریزد دهی چو باده بدستم ؛ فدای چشم تو ساقی بهوش باش که مستم ؛ نزد من فرستادند که برین غزل غزلی نوشته شود من همانوقت این مطلع نوشته در جواب اطلاع نمودم و استفسار کردم که غزل هم نوشته شود در جواب توضیح کردند که مطلع کافیست منظوم بیست و دوم صفر سنه ۱۲۶۲ هجری

مطلع

بدور باده اسیر ساده پیاله بدستم	بجام ساقی کوثر مدام سرخوش و مستم

مطلع

آن عاقلان که جیب تعلق دریده اند	دامن کشیده اند و گریبان دریده اند

مطلع

نه بدست کس گذارم نه بپای آن نگارم	[illegible]

روزی میرزا زین العابدین خوئی حسب الحکم نواب سراج الملک بهادر مدظله العالی این مطلع حزین ندارم محرمی تا گویمش شرح غم دل را ؛ نشاید گفتن آسان پیش هر کس درد مشکل را ؛ نزد من فرستادند و استدعا مطلع جواب کردند من این مطلع بدیهه ارقام نموده بدست حامل آن رقیمه ابلاغ نمودم خیلی پسند فرمودند مرقوم

پنجم شهر ربیع الاول سنه ۱۲۶۳ هجری

مطلع

نگویم هیچ حرفی زحال رنجش دل را	که آسان میتواند کرد جز حلال مشکل را

مطلع

نه فقط روز ازل نان و کبابم دادند	خبر خطر روز حسابم دادند

نظر بر اسلوب زمان و زمانیان برای حفظ آبروی خود باب سفارش را بند کرده بودم مگر بسبب بارها گفتن

وصلش آسان شود ار بخت مدد خواهد کرد — رقم راقم قدر هست که رد خواهد کرد

مطلع

آنکه بر دعیار خود از نسبه امتحان بصدق — سنگ محک نشان دهد هرچه بود در آن بصدق

مطلع

جنس کساد میبرم همره کاروان بصدق — دارم امیدها تنها قلب شود روان بصدق

مطلع

اگر رسیده جرع اش هم بدی — بس امید راحت بعالم بدی

مطلع

زبان که در صفت حسن در دهن هیچست — بوصف زلف گره گیر در سخن پیچست

مطلع

سرمهٔ چشم من زارست خاک پای تو — در حریم دیدهٔ دل هست جانا جای تو

مطلع

بعین نظم تو معلوم نیست چون غین است — وگرنه در نظرت کار طرفة العین است

مطلع

گرچه از رنجش ایام دل تو تنگ است — با با آهسته کشی دست که زیر سنگ است

مطلع

زلف بر چهره اگر ماه تمام اندازد — وعدهٔ صبح فلک بر سر شام اندازد

مطلع

بهر منطقه ممالک تو نه لایق باشی — مرا امیست که مطعون خلایق باشی

قطعه

مهاراجه بهادر چون ز بهر منظر حضرت — ز گلهای نگار آراست گلشن بی زمان گل
بهر سو بلبل و انسان همین خوانند از شادی — بهار تازه پیدا شد در ایام خزان گل

قطعه

ایکه پرسی که بعد ختم رسل — کیست حامی شرع و دین مبین
بنگاهی شود همه روشن — گر دلا بنگری بعین یقین
هر یکی از چهار یار نبی — مظهر و مظهر ظهور دین

قطعه تضمین مصراع کسی

بحسب خواهش قلبی بذات مولوی صاحب — تعلقداری بدعت مفوض شد ز دیوانی
سرشار بدم شاخ فلک ببریده خوش گفته — چو کفر از کعبه برخیزد کجا ماند مسلمانی

مطلعات

مطلع

می ریز باغبان به بن گل زمان گل — تا بشنویم قصهٔ گل از زبان گل

مطلع

بهار آمد و گل کرد لاله و نسرین — مگر این غنچه افسرده دل غمگین

مطلع

اگر نادیده باشی جوی فرخ — ببین خوش آب شست و شوی فرخ

مطلع

چو عشق او بتر در آب و گل کرد — بناف آهوان جا خون دل کرد

مطلع

	گر هیبت آن همه به بحر فرار		بیهوش شدند چون سنان خورده نهنگ	

شب بست و چارم صفر ۱۲۵۹ سنه هجری موافق معمول بوالاخدمت راجایان راجه مهاراجه راجه چند ولعل بهادر راقم حاضر شده بود فرمودند که حضور پر نور ناصر الدوله بهادر مدظله العالی برای ملاحظه بهار لاله نافرمان وغیره وعده های فرمودند حالا که درخت ها خشک گردیده اراده رونق افزای راج باغ است لهذا درخت وغنچه وگلها از کاغذ وغیره در چمنها نصب گردانیده ام راجه رام بخش بهادر آنرا دیده آمده اند شما نیز ملاحظه بکنید تا خاطر جمعی من بشود عرض کردم که قریب ساعت شب گذشته است فردا چمنها دیده گذارش خواهم کرد فرمودند که فردا صبحی حضور پر نور رونق افزا خواهند شد همین وقت دیده شود عرض کردم که بعد دیدن آن حاضر شده فرصت عرض کردن نمیدارم که دیتن صاحب بهادر بعد طعام از مکان صاحب عالیشان جنرل فریزر صاحب بهادر بمکان من تشریف آورده منتظر خواهند بود ومعهذا آنچه که خوبی چمنستان راجه رام بخش بهادر بفصاحت عرض کرده اند من زیاده از آن گذارش کردن نمیتوانم اگر اجازت شود سیر گلزار نموده بخانه خود خواهم رفت و فردا آنچه که حقیقت حال است نوشته خواهم فرستاد فرمودند بسیار خوب چنانچه به محمد ندیم داروغه فراشخانه حکم فرمودند که هر قدر پنجه ها وغیره روشنائی با سواری راجه رام بخش بهادر برده بودی همراه خانصاحب نیز ببری خلاصه از عنایات مهاراجه بهادر در راج باغ رسیدم و با مکرمی معظمی محمد نعیم الدینخان بهادر سرگرده منصبداران که مهتمم طیاری وآراستگی آن گلستان با چند منصبداران تشریف میداشتند برخوردم و از الطاف بهادر موصوف سیر همه گلزار بخوبی نمودم و بخانه خود آمده بوالاخدمت دیتن صاحب بهادر همه کیفیت التماس نمودم فرمودند بسیار مسرور شدم فردا سیر نامه نوشته بخدمت مهاراجه بهادر ارسال نمائید چنانچه بتاریخ بست و چارم ماه و سنه مزبور صبحی این قطعه منظوم کرده بعالیخدمت مهاراجه بهادر فرستادم و مهاراجه بهادر از دست خاص جواب عریضه بکمال تفضلات و عنایات ارقام فرموده سرفراز فرمودند.

قطعه

درین کثیف زمان مخالف اوضاع — چنین لطیف مزاجی که بنده میدارد
تصور گل یکرنگ گلشن خلقت — مدام سرخوش و مسرور و زنده میدارد

حسب حال کسی سخن ناشنوا است که برای یادگار نظم کردم

قطعه

بزدار و به شود امراض مهلک — دوائی خوی بد خو را نباشد
بده انفاس خود بر باد ناصح — نصیحت سودمند او را نباشد

تاریخ بست و چهارم ماه ذیقعده ۱۲۷۳ هجری قریب شام روهیلگان و غیره صدها مردم اوباش بدمعاش
با ساز و سلاح باراده غارتگری چهاونی رزیدنسی فرخنده بنیاد حیدرآباد در دو مکان شروع آبادی
چهاونی فراهم شده تفنگها زدند و با صاحبان انگریز بهادر مقابله نمودند و هرگاه در دو جا در دیوار
باغ راقم که مکان سومی است نقب زنی شروع کردند باراده اینکه از اندرون باغ راقم بر توپخانه صاحبان
انگریز بهادر تاخت نمایند راقم بحول و قوت قادر مستعان الحیکه سخنان هولناک تدبیرانه بهی بر زبان
آورده که گویا صدها سپاه مسلح و مستعد نزد خود حاضر داشته بودم همه مردمان بلوای مفرور شدند
و بعد فرار آنان سرداران انگریز بهادر که با توپخانه متصل مکان راقم حاضر و وقت شام در شروع
بلوه چند بار توپها سر داده بودند و اکثر مردم بلوائیان و تماشائیان کشته شدند مطلع گشته پنجاه جوانان سوجر
مع یک کپتان همراه آورده تا صبح کاذب درخانه باغ راقم مامور فرمودند چون این قصه بسیار
طول و مشهور است بر همین قدر اکتفا کرده شد روز دوم بلوه این قطعه منظوم نمودم که یادگاری باشد

[margin note:] کرنل ... میجر ... سرگرده توپخانه و غیره ... صاحب بهادر ... اسسٹنٹ رزیدنٹ و کپتان جی ... صاحب بهادر ... توپخانه و کپتان ... صاحب سرگرده ...

قطعه

فوج تدبیر با شکوه تقدیر — برقلب نقب زنان زده همچو تفنگ

قطعه

بهر نام و نشان درین عالم ... گرچه مشهور مسجد و طاق است
در حیات و ممات ای امید ... بهترین یادگار اخلاق است

قطعه

هر که از نام ذکر حرف بدت میگوید ... مفتری باشد و بد ذات و دلش پرکین است
نشنوی هیچ سخن تا بتوانی امید ... بدترین همه اقوال رذیله این است

بتاریخ بست و دوم ذیقعده سنه ۱۲۶۳ هجری بعد ماموری من در مجلس دریافت جمله دعاوی ساهوکاران و تعلقداران و سپاهداران وغیرهم با چار راجگان یعنی راجه شنبو پرشاد بهادر و راجه کهن لعل بهادر و راجه تلجا پرشاد بهادر و راجه منولعل بهادر میرزا زین العابدین صاحب خوئی رفیق نواب سراج الملک بهادر مدظله العالی در غریب خانه تشریف آورده انچه که ارشاد نواب صاحب معلی الیه بیان کردند من آزاد در سلک نظم کشیدم که یادگار باشد

قطعه

چو زین العابدین خوئی بگفته ... ز دیوان دکن حکمم همین است
که در دستخط رسانم اسم سامی ... که اسباب معیشت را مبین است
پس آداب شکرش عرضه دادم ... که کار عدل عین کار دین است
نخواهم اجرتی از اهل دولت ... که اجرم نزد رب العالمین است

امیری از امرای اینجا که از سالها بر من عنایت دلی مبذول میدارند و بروی شخصی عمده تعریف و توصیف من از زبان فصاحت ترجمان ارشاد کرده فرمودند که بجمیع وجوه خوب لیکن بسیار نازک مزاج اند من این قطعه بدیهه خوانده بشخص موصوف دادم شنیدم که بعد ملاحظه بسیار خندیدند

نکلند رجاه بهادر رئیس ملک دکن کیفیت اخراجات ملازمان وخورد و پوشش و سواری وغیره
شما استفسار فرمودند آنچه که از چند سال دیده بودم التماس نمودم نوابصاحب معلی الیه فرمودند
که من هم خوب میدانم که آنها در مذکور از سرکار عالی هیچ ماهوار و جاگیر وغیره نیست که در ایام
تعلقداری انکار ماهوار یانه کردند و سند جاگیر مهاراجه بهادر واپس داده بودند پس گذران اوقات
چگونه میشود شاید کیمیاگری میدانند مولوی صاحب عرض کردند که از سالها نزد ایشان گاهی میروم
نام کیمیا هم از ایشان نشنیدم نوابصاحب ممدوح فرمودند که از شما پرسیده شود من گفتم که همه
ارشاد نوابصاحب معز برابر است مگر کیمیاگری نمیدانم عمل دست غیب است باین شروط
که مبلغ بقدر ضرورت یکماه بر کاغذی نوشته دستخط کرده می نهم بعد عرصه یکدو ساعت مبلغ همدست
میشود اگر زیاده از ما یحتاج رقم کنم زر میسر نمیگردد و اگر بکسی دیگر اجازت این عمل داده شود زرد
خود نمی ماند و این قطعه نوشته بمولوی صاحب دادم که بملاحظهٔ نوابصاحب معز در آرند نوابصاحب
موصوف پسند فرموده ارشاد فرمودند که قیاس من برابر افتاد که کیمیا و دست غیب یکیست منظوم چهارم صفر سنه ۱۲۷ هجری

چونکه در عالم اسباب برای شخصی	قطعه	بی سبب رزق مقدر که نپرداخته است
مسکن اینجا و براتم که بجای دگر است		بهر من نیز مسبب سببی ساخته است

ساعی کار خیر انام نیکو انجام مکرمی معظمی حاجی داراب جنگ بهادر سلمه الله تعالی باجازت من در
بنگله مرتفع واقعهٔ قصبهٔ کیمهت چند ماه تشریف داشته ارقام فرمودند که در انجا بسیار راحت
یافتم این مکان یادگار شماست در جوابش این قطعه نوشته بودم خوش رقم خیر افضل اقدم نواب میر
عباس علیخان بهادر ممتاز جنگ اعتصام الدوله اعتصام الملک آنرا بسیار پسند نموده بدستخط خود
نوشته بر حاشیهٔ آن من کلام افصح الشعرا محمد اعظم علیخان بهادر المتخلص به امید ششم ربیع الثانی
سنه ۱۲۷ هجری مقدسه نیز موشح فرمودند و من آنرا در خانهٔ آینه روبروی خود تمنا و تبرکاً نگاه داشتم

قطعه

از قول و فعل انسان فرموده است خالق
چون بعد آزمایش رب جلیل بخشد
گوید بشر بشکرش با فرحت و مسرت
هرگاه امتحانش فرمود حق تعالی
درهمچو حال آنکس گوید بلا تامل
افعال خود نه بیند اعمال هم نفهمد
گر عذر جرم کردی یا توبه نصوحه
این دار امتحانست هشیار شو امیدا

با گوش هوش بشنو ای صاحب بصیرت
از فضل و رحمت خود اکرام و عز و نعمت
کز پیشگاه رازق شد این عطای عزت
در رزق تنگی شد بر باد رفت زینت
داده مرا بسختی پروردگار ذلت
الزام می نهد بر خلاق از حماقت
از فضل حق نگشتی هرگز چنان فضیحت
مثل عمل بهرکس ذل است و فضلیت

قطعه

نوشته است به ملفوظ خواجه اجمیر
براه صدق و صفا آنچه کرده‌ام منظوم
بود همیشه جوان مرد هرکه در عشر
خوشا بحال علو همتی که پیش خلق
بعین رنج و الم هرکه می کند شادی
صفای ظاهری و باطنی او پیداست
کلام اهل دلان را دل بتان فهمد

که چار وصف ز اوصاف خاص درویش است
بزنگ سلک گهر شرح هر یکی بیش است
ز احتیاج کم است و تونگری بیش است
بروی تازه بود گر فاقه دل ریش است
مکمل است و دریا دل است و خوش کیش است
که دوستی نکند زانکه دشمن خویش است
که کوه صبر و شکیب و مآل اندیش است

مولوی سید محمد صاحب قدسی که از چند سال وارد این شهر شده بودند اکثر روز جمعه در غریب خانه تشریف فرما میشدند روزی فرمودند که نواب ذو الفقار الدوله بهادر خلف حضور پر نور نواب

تحمل شعار و تامل دثار ... با مضائے امری نکردی شتاب
پس چارده سال و چند ماه و روز ... بقصد وطن بود پا در رکاب
بروزیکه بد ششم جنوری ... جهابود مغموم هر شیخ و شاب
سن هیجده صد و پنجاه و سه ... مسیحی است از روی شمسی حساب
بترخیص رفتم زمن ساعتے ... سوالات کرده گرفته جواب
بفرمود این نکته را بر محل ... بتقریر شایسته و با صواب
که دیدم چه خوش در لغت این مثل ... بظاهر دو لفظی بمعنی کتاب
خدا هر که را در بلا افکند ... کند پیش دیوانه و پس خراب
شد هفتاد ساله ولیکن از و ... جوانی جوانی کند اکتساب
بفرکمیت قلم شمهٔ ... رخچالاکی او کنم ارتکاب
پئ دیدن فوج آن شه سوار ... نشستی برخش فراست نصاب
بدستی کلاه و بدستی عنان ... فرس آب آسا سرش چون حباب
باین وضع دلکش نظاره کنان ... رسیدی بمیدان بصد آب و تاب
بدیهه بگفتی تماشائیان ... که آمد بمضمار افراسیاب
نیاید غفیری چنین خیر خواه ... زعهد همایون غفران مآب
خهی راست بازی نه بیند کهے ... دگر همچو چشم تمنا بخواب
چنان بادهٔ مهر او جوش زد ... بوقت وداعش دلم شد کباب
امیدا چه گویم زاخلاق او ... که مشهور تر هست چون آفتاب
بخیر و سلامت رسد در وطن ... خدایا بکن این دعا مستجاب

اعظم علی امید جز تو ندارد امید — دور بفرما از و صحبت اشرار را

مسمی شیخ نهنی جمعدار روزی در اوایل ایام موقوفی خضاب پرسید که خضاب موقوف کرده اید گفتم بلی گفت چرا گفتم که هرگاه بدربار و سرکار آمد و شد میداشتم برای رونمائی مردمان خضاب میکردم حالا که بیرون در خانه نمیروم و خدای تعالی را رونمودن است باید که در هر عمری به هیئتی خاصی که خالق آراسته بهمان شکل رو بنمایم فقط مرقوم یازدهم شهر رجب سنه ۱۲۷۶ هجری

قطعه

هفتاد و شش هزار و دو صد بود سن امید — برداشتم ز روی تصنع نقاب را

نور عطای جل علا را نهفتن است — زین وجه خاص ترک نمودم خضاب را

صاحب عالیشان رفیع المکان خلق مجسم بی ریا اتم وحید العصر فرید الدهر زینت فرخنده بنیاد حیدرآباد جنرل جی ایس فریزر بهادر دام اقباله و اکرامه

قطعه

خوشا حال جنرل فریزر بهادر — که دانای وقت است و حکمت مآب

عوالی مراتب معالی مدارج — زهی از علوم و فنون کامیاب

شده نوکر از بل کمپنی — بمدراس آمد بعهد شباب

اهالی سرکار عظمت مدار — نموده ورا از سران انتخاب

بخدمات توکیل سرکارها — بکردند با شان نایب مناب

یکی زانمیسان حیدرآباد هست — که آنرا ندیده بچشم عتاب

باصلاح و تنظیم آن بارها — نوشته تدابیر بهر ثواب

چو در فهم ارکان این مملکت — تجاویز او گشته نقشی بر آب

رباعی

دتین صاحب سران یکرنگ — مقبول دل اهالی هند وفرنگ
بعد پنجاه وچار سال وشش ماه — عزم نمود بسوی ملک باقی آهنگ

قطعات

قطعه

اینکه میگوئید تضمینم پسند عالم است — بهترین وجهش کنم مکشوف بر رای شما
نظم حافظ همچو مقناطیس وشعرم آهن است — چون نگیرد خمهٔ من جا بدلهای شما

قطعه

از عدل منصفان چون شرح بد وست دادم — گفتا مشو تو غمگین تفویض کن خدا را
در اشتهار ظلم وجور وجفا چه حاصل — شرمی گهی نباشد مغرور وبیحیا را

قطعه

من که لباس فضول دور بکردم نخست — عرض نمودم پی پوششی ستار را
در سن هفتاد وچار هم دو صد ویکهزار — از رخ دل برگرفت پردهٔ افکار را
عشرهٔ ذیحجه بود بعد نماز صباح — ترک نمودم دلا جامهٔ ودستار را
آنچه که مرکوز بود شکر خدا رو نمود — کی بتوانم ستود کاشف اسرار را
مردمک چشم هم سوی تو دارد نظر — منظر دیگر کجا دیدهٔ خون بار را
کردهٔ و میکنی از کرمت هوشیار — غافل وهشیار را خفته وبیدار را
جرم وگناهم بخش گرچه فزون شد زحصر — ای که نمودی شفیع سید ابرار را
تاب وتوانی نماند زود نمائی بما — روی جگر گوشهٔ حیدر کرار را

هر چند بلاے بد رسنیده ناگاه — از واسطهٔ شریر و بدخو گمراه
من از تو اعانت و مدد میخواهم — لاحول ولا قوت الّا بالله

رباعی

مردک که مدام جا بجا میگردد — دانید که از بهر خدا میگردد
در فکرت لخت استخوان مردار — مانند سگ سوخته پا میگردد

رباعی

بشنو تعداد اہل بیت ازلی — ابہام محمدؐ است و سبّابه علی
وسطی ست جناب فاطمه خیر دو کون — بنصر خنصر حسن حسین سبط نبی

منظوم دویم شهر رجب سنه ۱۲۲۹ هجری یکهزار و دو صد و بیست و نه

بعد استماع مژده تقرر نسبت شادی کتخدائی نواب سالار جنگ بهادر مدظله العالی با دختر نیک اختر نواب فخر الملک بهادر بتاریخ شانزدهم ماه شوال سنه ۱۲۶۶ هجری این رباعی بکمال خوشدلی نوشتم

رباعی

ای مفخر فخر ملک حیدرآباد — وی مظهر نام نیک آبا و اجداد
با جاه و حشم بظل بیگم صاحب — بر تخت عروسی شو صاحب اولاد

از سنه ۱۲۳۷ هجری یکهزار و دو صد و سی و هفت تا حال که سنه ۱۲۷۹ هجری یکهزار و دو صد و هفتاد و هشت ست چهل و دو سال میشود من ملازم مستغنی الالقاب رحیار دهنری دتمین صاحب بهادر ام و تا زندگی مستعفی نخواهم شد و چهش از مطالعهٔ قصیده متضمن همهٔ احوال خیر مآل ممدوح واضح خواهد گردید که همچنین سردار عالی تبار ذوی الاقتدار دیانت دار کرم شعار اخلاق دثار نیک کردار درین زمانه ست رفتار خوش اطوار بنظر اولو الابصار درآمده ست

تعداد عمر شریف صاحب معلی الیه

رباعی

گو مثل مهاراجه بتدبیر فرید — در هند و دکن رئیس و دیوان رشید
در هیچ زمانه باسپاه اقبال — کی چشم فلک بدید و آفاق شنید

رباعی

ای همچو مهاراج مهاپرشاد رشید — از فضل خدا شاد باد اقبال مزید
ذی همت و عقل و فضل و علم و کرم — در هند و دکن عرب عجم روم که دید

رباعی

تا قدر تو گشت از گمانت بیرون — جز کذب نرفت از زبانت بیرون
ذی تجربه گفت راست شد یا بشنید — حرفی که نیامد از دهانت بیرون

رباعی

چون پایهٔ شخص عیب برتر گردد — اخلاق سوا بنفس شنی بر گردد
واندگر در جواب اهل اسلام — گوید خود هم مسلام اکفر گردد

رباعی

چون هست نگاه من بمسال دیگر — گوشم که بطرف قیل و قال دیگر
بی حجت و بی دلیل بی شبه کنم — بر نفس خودم قیاس حال دیگر

رباعی

ای شیخ ترا اگر باید جنت — خواهی که بچشم تو در آید جنت
رو پیش عزیز مصر حسن و خوبی — اینک بکف بدست نماید جنت

رباعی

اخیار زمان که حق بحق می‌بینند | مقبول حق و گزیده یاسینند
باصدق و صفا و عدل و حلم و علمی | سقف دین را چهار ارکان اینند

رباعی

هر چار خلیفه رسول عازم | بهر ترویج دین بدلها جازم
تفضیل دهم اگر میان آنان | گردد ترجیح بے مرجح لازم

رباعی

آنانکه شکستند بتان را چو خلیل | بهر راهے راه دینند دلیل
در شرح صفات شان همینم کافیست | مقبول محمد اند منظور جلیل

رباعی

چون نقطه دور دو جهان عدل است | در دایرهٔ نشور اکمل عدل است
پرکار صفت محیط برکار دو کون | از حج و صلوة و صوم افضل عدل است

رباعی

حاجی که چو از طوف حجر میگردد | وز نیک و بدش جهان اثر میگردد
چون مرتبه عدد بایراد صفر | از بوسه زدن زیاده تر میگردد

رباعی

گیرم که بدست تست نظم آفاق | وابستهٔ لطف تو برات ارزاق
دریا دریاست فیض جودت لیکن | کافیست مرا عطای خیر رزاق

حسب حال راجایان راجه بهار راجه راجه چندو لعل بهادر مدار المهام ریاست آصف جاهی نظم کردم و بملاحظه ممدوح نیاورده بودم و بطریق یادگار در مجموعهٔ اعظمی امید نوشتم

بیش بیدقدرتت وجود کونین — مثل جزوی که ممکن الاجزا نیست

رباعی

ای دردل وجان خلق جایت باشد — وی خوبی جمله در رضایت باشد
بااین همه از همه نسزد تا حال — حمدیکه سزای کبریایت باشد

رباعی

در هر جهت جهات مسجود توئی — هر سایه و سر بسجده معبود توئی
از ضعف بصر ترا نه بینیم مگر — در جمله کاینات موجود توئی

رباعی

جا در دل خود بده که فرمود کریم — بی نفع بود بنون و مال و زر و سیم
مقبول شود هر آنکه در روز جزا — آید زکمال عجز با قلب سلیم

رباعی

در روز ازل لطیف بی گرد و غبار — ترکیب نمود جسم دین را چهار
جان پاکش بجان رسول مختار — هم چار عناصر اند اصحاب کبار

رباعی

گرئید ای بندگان درگاه علا — کین ماه محرم است ایام عزا
شاهنشه ملک صبر و تسلیم و رضا — لب تشنه شهید شد کنار دریا

منظوم ۵ شهر محرم سنه ۱۲ هجری

رباعی

هر آنکس را که دعوای بعشق تست میشاید ۔ اگر صدق است توقیری وگر کذبست تعزیری

برین بیچاره امیدت خدارا خود ترحم کن ۔ نه در ناله اثر مانده نه در آهیست تاثیری

غزل

نه بهفت ارض بینی تو چو خسر دلی نهانی ۔ همه کار و بار دنیا که زمن شده تو دانی

زازل سر نیازی که بخاک عجز دارم ۔ که حضور تست مرجع باعالی و ادانی

گه کاه را بکوهی گه کوه را بکاهی ۔ تو بدل کنی و کردی که همیشه میتوانی

تو بنقش کاف و نونی چه نگارها نمائی ۔ زه قادر و قدیری نه ترا شریک و ثانی

زره یقین چو دیدم بوجود جمله عالم ۔ که چو بوی گل نهانی تو چه خوب لامکانی

بجهات زیر و بالا که مدام میسرایند ۔ زصفات تست حرفی چه زبانی و روانی

زمواليد ثلاثه بهزار رنگ هریک ۔ زتو میدهد نشانها تو چگونه بی نشانی

جماد و نبات و حیوان ۱۲

خه عادلی ز عدلت که بکوه و دشت بیشه ۔ بکنند گرگ و شیران شب و روز گله بانی

بهوای تو که بین فلک و زمین طیورند ۔ تو نمودی و نمائی بهوا نگاهبانی

پی فکر رزق پیری نروم ز جادهٔ خود ۔ که تو پرورش نمودی چو به طفلی و جوانی

همه اغنیای دوران بدرت کم از گدایان ۔ کرمی بحال ما کن تو کریم دو جهانی

ز وساوس شیاطین دلم که بیقرار است ۔ بسکون آن عطا کن سند خوش امانی

من مستمند مردم ز تو این امید دارم ۔ که مرا خجل نسازی بر اهل جاودانی

رباعیات

رباعی

ای خرامت انوری کل اجرا نیست ۔ بر حکم تو حکم حاکمی بالا نیست

میان لب و لعل نسبت چه باشد — که آن روح بخش است و این سرخ سنگی
ز رنگ چنین لب زهر گونهٔ می — چها فرح و نزهت چه رنجی دفنگی
چه خنده شکر خنده از حسرت آن — شکر هم فرو رفته در تنگ تنگی
زده در دل و سینه نظارگان را — ز عشوه سنان و ز غمزه خدنگی
چه عشوه که از نازنینان گرفتی — متاع نزاکت چها بی درنگی
چه غمزه که ملک کرشمه ستاند — ز خوبان با آسانی بلا جبر و جنگی
بریزد بچشمک زدن خون عالم — به پیش نگاهش چه تیر و تفنگی
چه چشمی که دارد صفوف مکرر — ز مژگان به تادیب هر شوخ شنگی
یقینم نیاید چنین شاه خوبان — که خیزد ز ملک عجم یا فرنگی
نگهدار شاها بعالی ضمیرست — کنم عرضه یک نکته بی ریو و رنگی
مرنجان بامید دریا دلی را — بهر قطرهٔ اشک دارد نهنگی

غزل

شنیده هر که وصف او شده چون نقش تصویری — کجا در مدحتش باشد مرا یارای تقریری
در این خلوت که بی حکمش صبا را هم گذر نبود — رساند از من حیران که پیغامی بتحریری
شکسته سنگ هجران خانهٔ آئینهٔ دل را — بگو ای عشق معمار وصالی را بتعمیری
شد از تقدیر بهر من فراق یار ای ناصح — اگر نه پسندی آزاده از تدبیر تغییری
کنم عذر جرایم از چه رو بر گفتنت واعظ — نشد از من در اعمال شنیعه گاه تقصیری
مرا از جبه و دستار بفریبی معاذالله — نه آموزست استادم ز علم زور تزویری
بخوابم آمده زنجیر بر زنجیر پیچیده — بتقریری مسلسل خواهم از مشاطه تعبیری

کاهی گذشتم از بهر تنخواه	قطعه	الحمد لله الحمد لله
در پی جیفه مانند روباه		الحمد لله الحمد لله
دیرین امیدم بی حسرت و آه	قطعه	الحمد لله الحمد لله
اکنون برآمد چون انجم و ماه		الحمد لله الحمد لله
گنج قناعت هم گنج دلخواه		الحمد لله الحمد لله
حاجت ندارم از میرک و شاه		الحمد لله الحمد لله
در شکر نعمت گویم بهر گاه		الحمد لله الحمد لله
عفوت چو کوه و جرمم پر کاه		الحمد لله الحمد لله
بس شمع ایمان داریم همراه		الحمد لله الحمد لله
خایف نگردد هرگز زافواه		الحمد لله الحمد لله
از لک نترسد چه صد و پنجاه		الحمد لله الحمد لله
فوج توکل با حشمت و جاه		الحمد لله الحمد لله
دارد امیدم عون شهنشاه		الحمد لله الحمد لله
فکری نمانده شد قصه کوتاه		الحمد لله الحمد لله

غزل

درآمد گلشن گل نیم رسنگی		بلب خنده پیدا و در دل ترنگی
چه رنگ مصفا که آینه ها را		شده بر رخ و دل غباری و زنگی
چه لب گر شعاعش دل لعل زخون		می از رشک رنگش بقیه فرنگی
خطا کرده ام من که مذکور دانی		بتوصیف اعلی بود عیب و ننگی

بلا فضل رزاق لا زوالم چنان ز نعمات سیر چشمم   که گاه بیگاه من نرفتم به پیش دونان برای دونان
اگرچه کاری بر کس ندارم نشسته ام من بخانه خود   بهها غمین و بهها حزینم ز قولهای دروغ گویان
ز دست اشرار بی حمیت دل است رنجور بی نهایت   یقین بدانم که بهر دردم بجز رضای تو نیست درمان
ندارم امید از خطاهم کهی ز اوضاع این زمانه   رجای مهر و وفای عهد و ادای دین و جزای احسان

غزل

شنو ز اعمال دوست رویان که در بطونند دشمن جان   بهها حزین و زبون و حیران شدم ز امداد ز دور آنان
اگرچه سر تا بپا غریق بکار جرم و گناه هستم   مگر بلذات هر تکلف سهیم بودند کین رفیقان
دهان و بینی و چشم و ابرو جبین و رخسار و گوش و گردن   چه دوش و بازو و دست و پنجه چه پشت و سینه شکم کمر ران
سرین و زانو و ساق و پای و تمام انگشت و ناخن و موی   غرض همیشه بلا کراهت جمیع اعضا شریک عصیان
سوای خفیه نویس اظهر برای اظهار راز هر یک   برون ز تفتیش کار و بار جهان فانی جمله انسان
باین شراکت باین رفاقت گواه افعال من همینند   زهی حریفان خهی ظریفان عجیب یاران چه خوش عزیزان
بغور بینید اهل ظاهر بچشم باطن ضرور هرگه   که قول و فعل چنین محبان بگاه و بیگاه هست از انسان
چو طور اعیان معاینه شد رجای یاری چگونه دارم   بکار ازادی دنیوی هم ز آشنای و ندیم و خویشان
بفکر دار این چند باشی بگو بصدق و صفا امید   که در دو عالم کسی ندارم بجز پناه جلیل رحمان

غزل

از درد جانکاه سر دیدم آگاه   الحمد لله الحمد لله
رنجی کشیدم دل گفته ناگاه   الحمد لله الحمد لله
در دار فانی مانم باکراه   الحمد لله الحمد لله
شد کار و بارم جاری ز درگاه   الحمد لله الحمد لله

هرگز نه وفا کرد مواعید شب و روز / فرداست دگر وعدهٔ پیمان شکن من
از خشم نرنجیدم و از لطف نه خرسند / هرچند بیازمود مرا ممتحن من
هرگاه که در هجر و وصال ست تماشا / حزن است مرا شادی و شادی حزن من
در روز ازل داغ محبت که بدل زد / سینه شده گلزار ز نقش کهن من
چون نیست تعلق ز بهاری و خزانی / برپاست بیک رنگ بهار چمن من
من تخم وفا کشتم و تو میدهی دشنام / اینست دلا حاصل زرع محن من
گو حرف حقارت بجبینم نه نوشته است / اعظم تو بدانی که کیم در وطن من
امید قوی هست ای فرماندهٔ خوبان / آئی و بفرمائی درین انجمن من
تا پیش سریر تو بپای ادب و عجز / استاده کنم عرض ز شعر حسن من

غزل

من نتایج حسن المتخلص بستا

نه گوهرست این چو زهره تابان بگوش پر نور نازنینان / رسیده اشک جگرفگاران ز تاب رخسار شد درخشان
بهر دو رخسار ماه رویان نه ابر زلف است و برق زرریز / که دود آه و شرار دلها شده بشکل چنین نمایان
شود هویدا الفکر آنی معانی خوب مصرع من / بشان و شوکت خوش اند شاهان مگر بهمت کم از گدایان
شنو ز حال معاصرانم بگوش هوش ای بهار دانش / خسیس طبع و خبیث سیرت مگر بصورت شبیه انسان
تلف نموده حقوق مردم بفخر گویند ما چنینیم / نه خوف خالق نه شرم عالم ز فعل زشت خود اند شادان
ز کار عقبی همیشه کاره همین ست اعمال اهل دنیا / برای سامان زرق دنیا بدل مساعی مزید سامان
ز افتراهای این عزیزان شده است ابلیس در تحیر / عجب نباشد اگر بگیرد صلاح ز اینها مدام شیطان
بشان آنان چه خوب حرفی بگفت دیشب دل فهیمم / چنان بمردار مجتمع اند چو گرد جیفه هجوم گرگان
اگرچه هندو نژاد اینجا بحسب ظاهر که خاکسارند / گهر بباطن بسان اخگر درون خاکستر اند پنهان

بفضل رزاق لازوالم چنان ز نعمات سیر چشمم
که گاه بیگاه من نرفتم به پیش دونان برای دونان

اگرچه کاری بکس ندارم نشسته‌ام من بخانهٔ خود
چها غمین و چها حزینم ز قولهای دروغ گویان

ز دست اشرار بی حمیت دل است رنجور بی‌نهایت
یقین بدانم که بهر دردم بجز رضای تو نیست درمان

ندارم امید از خطاهم کهی ز اوضاع این زمانه
رجای مهر و وفای عهد و ادای دین و جزای احسان

غزل

شنو ز اعمال دوستان و دنیا که در نظر بوند دشمن جان
چها حزین و زبون و حیران شدم ز امداد زورآوران

اگرچه سر تا بپا غریق بکار جرم و گناه هستم
مگر بلذات هر تکلف سهیم بودند کین رفیقان

دهان و بینی و چشم و ابرو جبین و رخسار و گوش و گردن
چه دوش و بازو و دست و پنجه چه پشت و سینه شکم کمر ران

سرین و زانو و ساق و پای و تمام انگشت و ناخن و موی
غرض همیشه بلاکراهت جمیع اعضا شریک عصیان

سوای خفیه نویس اظهر برای اظهار راز هر یک
برو ز تفتیش کار و بار جهان فانی جمله انسان

باین شراکت باین رفاقت گواه افعال من همینند
زهی حریفان خهی ظریفان عجیب یاران چه خویش غیران

بغور بینید اهل ظاهر بچشم باطن ضرور هر گه
که قول و فعل چنین محبان نگاه و بیگاه هست زانسان

چو طور اعیان معاینه شد رجای یاری چگونه دارم
بکار ناید دنیوی هم ز آشنای و ندیم و خویشان

بفکر داری چند باشی بگو بصدق و صفا امید
که در دو عالم کسی ندارم بجز پناه جلیل رحمان

غزل

از درد جانکاه گردیدم آگاه
الحمد لله الحمد لله

رنجی کشیدم دل گفته ناگاه
الحمد لله الحمد لله

در دار فانی مانم باکراه
الحمد لله الحمد لله

شد کار و بارم جاری ز درگاه
الحمد لله الحمد لله

هرگز نه وفا کرد مواعید شب و روز   فرداست دگر وعدهٔ پیمان شکن من
از خشم نرنجیدم و از لطف نه خرسند   هر چند بیازمود مرا ممتحن من
هر گاه که در هجر و وصال ست تماشا   حزن است مرا شادی و شادی حزن من
در روز ازل داغ محبت که بدل زد   سینه شده گلزار ز نقش کهن من
چون نیست تعلق ز بهارے و خزانی   بر پاست بیک رنگ بهار چمن من
من تخم وفا کشتم و تو میدهی دشنام   اینست دلا حاصل زرع محن من
گو حرف حقارت بجبینم نه نوشته است   اعظم تو بدانی که کیم در وطن من
امید قوی هست ای فرمانده خوبان   آئی و بفرمائی درین انجمن من
تا پیش سریر تو بپای ادب و عجز   استاده کنم عرض ز شعر حسن من

غزل

من هم هست حسن تخلص استاد

نه گوهر است این چو زهرهٔ تابان بگوشت پر نور از نمایان   رسیده اشک جگر فگاران ز تاب رخسار شد درخشان
بهر دو رخسار ماه رویان نه ابر زلف است و برق زرریز   که دود آه و شرار دلها شده بشکل چنین نمایان
شود هویدا بفکر آنی معانی خوب مصرع من   بشان و شوکت خویش اند شاهان مگر بهمت کم از گدایان
شنو ز حال معاصرانم بگوش هوش ای بهار دانش   خسیس طبع و خبیث سیرت مگر بصورت شبیه انسان
تلف نموده حقوق مردم بفخر گویند ما چنینیم   نه خوف خالق نه شرم عالم ز فعل زشت خود اند شادان
ز کار عقبی همیشه کاره همین است اعمال اهل دنیا   برای سامان زرق دنیا بدل مساعی مرید سامان
ز افتراهای این عزیزان شده است ابلیس در تحیر   عجب نباشد اگر بگیرد صلاح ز اینها مدام شیطان
بشان آنان چه خوب حرفی بگفت دیشب دل فهیم   چنان بمردار مجتمع اند چو گرد جیفه هجوم گرگان
اگر چه هندو نژاد اینجا بحسب ظاهر که خاکسار اند   مگر بباطن بسان اخگر درون خاکستر اند نهان

غزل

وابسته حسن بتان زلف گره گیرست و من	با هم رفیق و همعنان زین رشته زنجیرست و من
در هجرت جان جهان از بهر تسکین روان	بی شبه و شک چون توامان پیوسته تصویرست و من
کی از فسون این و آن همدست گردد جان جان	خود اسم اعظم هر زمان در فکر تسخیرست و من
حسب گمان کجروان خم نیستم مثل کمان	مشهور شهر راستان در راستی تیرست و من
دیگر مگو بی امتحان ترسم ز سیف اصفهان	از یاد خوش خم ابروان در رزم شمشیرست و من
صید شکار ناتوان معیوب شد نزد یلان	ورنه بمیدان جاودان یک تیر و نخجیرست و من
هر کز نشد بر عاشقان مضمون تقدیری عیان	امید وصل دلستان در سعی و تدبیرست و من

غزل

گرچه سر تا پا زبان مشهور شمشیر است و من	لیک در بزم ادب مجبور تقریرست و من
در تصور چون نمانده شبه حرف و حاجتی	نزد خوبان جهان منظور تصویرست و من
بعد سعی سالها تقدیر شد وفق مراد	با هزاران خوشدلی مشکور تدبیرست و من
چون کمان ابرو ز سهم غمزه گشت و باز گشت	بهر تیمار دل مجروح در لبس تیرست و من
بی تفنگ و بی خدنگ و بی سنان و خنجری	بسته فتراک آن مخمور نخجیرست و من
میتوانم زد بتدبیری سر جهل رقیب	با وجود همت و مقدور تقدیرست و من
در امید و بیم شد تعجیل کار دیگران	عشق خود داند در آن مستور تاخیرست و من

غزل

چون مایل وصفش نبود هر سر سخن من	گویاست زبان بهر همین در دهن من
آید بسر سیر اگر گلبن من	بی ساخته گردد چه چمن در چمن من

بمحفل تو بیایم مگر مدار امید　　زنند حرف رقیبان و من گوارا کنم ۱

غزل

غنچه دهن سرو چمان سیم تن　　زیب چمن جان جهان گلبدن

خانهٔ آئینه ترا بس بود　　رنجه مفرما تو قدم در چمن

صبر و قرارم که ز حد درگذشت　　پردهٔ هجران ز میان برفکن

کاخ دل از داغ جگر روشن است　　جلوه بفرما تو درین انجمن

الفت میخانه و مغ ناصحا　　جان من و دین من ایمان من

نفس زبون هر نفسم از بدی　　می برد از راه سوی اهرمن

دل بامیدیکه ترا داده‌ام　　خوب بدانی که تو ئی مؤتمن

غزل

از سحر که شغل درس و بحث و تقریرست و من　　تا بوقت خواب غفلت فقه و تفسیرست و من

گرچه عصیانم ز حد حصر افزون شد ولی　　در فضای رحمت تسبیح و تکبیرست و من

غور و تدبیر معاشم دیگران کردند و بس　　بهرهٔ کنج قناعت حسب تقدیرست و من

در نگارستان صوری هر کسی را گفتگو است　　بی غرض از قیل و قالی محض تصویرست و من

شادمی باشم نیم از سهم مژگان سهمناک　　واقف حال دل من راست رو تیرست و من

مردمان دهر را چون نیست پاس عهد خود　　فکر فرق او جنت با نیت و تدبیرست و من

از غم گیسو شده و در آب افتادم بخواب　　فرحت جان بخش این بالعکس تعبیرست و من

چون سر حبل متین زلف در دستم فتاد　　نیست خوف چاه قهری همچو زنجیرست و من

خوش خیالم از امید اینکه روز رستخیز　　خاک پاک زیر کفش حد شبیرست و من

همکنان را بقضائت کشتم انشاءالله — تو مپندار که من چشم بند و چار کنم
ملحدان خاک بسر کر ملحد خاک شوند — پشت پا بر زده بر دارم و بر دار کنم
مشرکان را که بپاداش عمل آویزند — رسن گردن شان رشتهٔ زنار کنم
هر سوالی و جوابی که کنون در پیش است — روز روشن نبایم نه شب تار کنم
پیش احکام قضا سر بنهم شکر کنان — من نه آنم که بوضع دگران کار کنم
حسب تشخیص طبیب ازلی میخواهم — از دم قلب علاج دل بیمار کنم
قاضی شهر ددار ادل اعدا باید — زین سبب بهر فتادی تو اصرار کنم
حاکم وقت بده فصل که تا من باری — خاطرم را ز گران رنج سبکبار کنم
قاضیا بهر قضا نیست قضا هست قضا — میرود کار تو از دست تو هشیار کنم
چون درین حادثه یک رنگ بهبینم امید — وصف اخیار کنم شکوهٔ اغیار کنم

غزل

اگر نظارهٔ ابروی ماه پاره کنم — ز ماه صوم نترسم بمی اشاره کنم
هوا خوش است ولی می نمیدهد ساقی — بهار میرود از دست من چه چاره کنم
چو شاه حسن کند جلوه من که بهر کزند — ز شمس مجمر و اسپند از ستاره کنم
تو آنچه گفتهٔ ناحق دگر مگو ناصح — برغم زاهد مکار آشکاره کنم
چه خوش ز پیر مغان کرده در ازل بیعت — ز ساکنان خرابات من کناره کنم
همین ز مغبچکان برخورم به میخانه — قمار باز خمخانه ها اجاره کنم
اگر بدست من افتد بمیکده زاهد — گریبان چاک زده خرقه پاره پاره کنم
زبان و گوش ز گفت و شنود شد ناپاک — ز آب پاک عنب من وضو دوباره کنم

طول اوراق فکر کوتاهست ... رقم وصفش ار شود اجمال
بردعا ختم میکنم امید ... حصر توصیف اوست همچو محال
یا الهی باو مبارک باد ... عید ماضی و حال و استقبال

غزل

بلاکشیدهٔ زلفم زمار میترسم ... شهید غمزهٔ توخسم زخار میترسم
منم که شیشهٔ صهبا کشیده ام بسیار ... زجرعهٔ مئ هند و خمار میترسم
دلم جفاکش مژکان و ابروی یارست ... من ازکشاکش تیغ و کمار میترسم
بود برائینه زنک و بهار در آغاز ... بدل همیشه زانجام کار میترسم
بقید هیچ اکرچه رضای بوسه داد ... بصد امید زشرط شمار میترسم

فرمایش صاحبی باصلاحیت وقت لیاعرفی وشرعی مذهب عیسوی

غزل

بهار کلزار حسن و خوبی رباج ریحان مسس گنگهم ... کل همیشه بهار طوبی روان خوبان مسس گنگهم
سیاه کیسو چو مار پیچان لباس خوش قطعه ارغوانی ... میان شام و شفق نمایان چو مهر تابان مسس گنگهم
زآب لولو و زنک لعلش تماشا بین رائی نضارت ... زجام نرکس شراب بغش دهد بپاکان مسس گنگهم
زفرق تا پا چو مهر باهر نکار خلاق را مظاهر ... اکرچه پیدا شده بظاهر بنوع انسان مسس گنگهم
نهال سرسبز باغ هستی کل ریاض غرور و مستی ... بهی بستان خود پرستی بهار امکان مسس گنگهم
قدهست شمشاد و زلف سنبل کل است رخسار و چشم نرکس ... لب است کل برک و جان بلبل زهی کلستان مسس گنگهم
امید دارم زفضل بیچون که حسب دلخواه دوست باشد ... بحسن و اخلاق روز افزون همیشه شادان مسس گنگهم

غزل

از سزاهای ملاعین توانکار کنم ... ای بفرمان تو ده ده من و انکار کنم

غزل سندی ... در غزلیات سندی ...

فرد

انچه که داد رازق با بهر ما بس است — رحمت بران کسی که قناعت نمیکند

چون دنیا عالم اسباب است ممدوح که بر خدمت جلیله کوتر ماستر جنرل مدراس مامور بودند نظر بر دوستی قدیمی خود و فیمابین سلیون صاحب بهادر رکن کلان کونسل سرکار مدراس خال خودش و حضرت میر شجاعت علیخان بهادر قبله و کعبه جد مادری من و مفقود شدن روزگار در انجام ارباب صاحب والا مناقب کپتن تامس ستن بال صاحب بهادر جنرل اسٹنٹ بیر لشکر سکندرآباد مع سفارش نامه ها بخدمت جناب عالیشان رفیع المکان سر چارلس مٹکاف صاحب بهادر رسیڈنٹ سرکار عالی فرخنده بنیاد حیدرآباد روانه فرمودند بفضله و کرمه جل جلاله و عم نواله انچه که سود و بهبود من شده است از سبب ممدوح است اگر بیان احسانهای ممدوح بنگارم کتابی خواهد شد این غزل در تهنیت عید جنوری سنه ۱۸۲۱ عیسوی از مقام لشکر سکندرآباد بمدراس فرستاده بودم

غزل

صاحب تاج و تخت و جم اقبال — مهر رخشان چرخ عز و جلال
بحر جود و سخا و کان کرم — معدن لطف و مخزن افضال
خاک درگاه فیض آثارش — میسرد خلق از پئے اکحال
هر که آمد بزیر سایهٔ او — گشته در خلق بے عدیل و مثال
از هما چون دهم بنطل تشبیه — فیض این اکثر است و آن اقلال
از ضمیر منیر میسابد — حاجت مستمند پیش سوال
یادم آمد چه قطعهٔ اُستاد — هست در وصف اوست بی قال
نقطهای سیاه بر بدنش — گر نبودی بوقت استعجال
همچو کافور هند بے فلفل — می پریدی بر آسمان فی الحال
یعنی کرنل رچرڈ بیر آتو — اشرف و افضل و حمیده خصال

غزل

در رقص اگر عشوه گرم باز درآید	صوفی زخودی بگذرد از راز درآید
آن رشک پری گر ز در ناز درآید	جان همه زهاد به پرواز درآید
در چشم زدن دیده مردم شده پر خون	کو دل شده از غمزهٔ غماز درآید
پیش همه خوبان که جمالش کند احیا	عیسی ز سر عجز باعزاز درآید
چون انجم و خورشید بگرد وصف خوبان	در انجمن ار آن بت طناز درآید
محجوب معانیست پس پردهٔ معنی	کو در سخن حافظ شیراز درآید
در بارگه عشق نه بیند رخ مقصد	هر کو که با امید سرافراز درآید

در مرثیهٔ جگرگوشه نواب معالی القاب میرزا علی خان بهادر سالار جنگ شجاع الدوله مختار الملک دام ظله واقباله چون قبل ازین همچنین حادثهٔ دخترم بوقوع آمده بود داغ بالای داغ افزود واین چند بیت برای یادگار در مجموعهٔ اعظمی امید مرقوم نمودم

این حادثه بتاریخ بست و نهم شهر شوال سنه ۱۳۰۰ هجری | **غزل** | روز پنجشنبه بوقوع آمده

هر گاه نور عین علی در تراب شد	بگریست ابر زار که چشمش پر آب شد
طوفان باد و آب که سر زد بروز دفن	در شش جهت چه سرخ غباری حجاب شد
وا حسرتا که در جگر مادر و پدر	کین داغ بی زوال بعین شباب شد
جدش بجسم رفت بمعراج واین ز روح	نه ماه هم نبود بجنت شتاب شد
از رونق مکان چه پرسی ز رفتنش	بس خانه های ظاهر و باطن خراب شد
بر سوزش قلوب چو بگریست باب زن	تا آتش بخود بسوخت که دلها کباب شد
اجرای سوز سابق و دیوان در دحال	در جلد دل امید مطول کتاب شد

[illegible]

ملاحتیست ملاحت ندیده است از هیچ — صباحتیست صباحت ندیده است از هیچ
به بیند آیینه گر گستش شود بیمار — نزاکتیست نزاکت ندیده است از هیچ
نمود غسل چو بشنید نام خط غبار — لطافتیست لطافت ندیده است از هیچ
چو رفت عشوه گری از بغل پیش دلشد — رفاقتیست رفاقت ندیده است از هیچ
بکشت عاشق زاری بجرم یک نظری — سیاستیست سیاست ندیده است از هیچ
نکرده پرسش یعنی ز حال کل آگه — فراستیست فراست ندیده است از هیچ
بعشق جام محبت کشیده باده لعل — شهادتیست شهادت ندیده است از هیچ
نگله بجور رقیبان نکرده عاشق زار — شرافتیست شرافت ندیده است از هیچ
فکند جرم وگنه پرده بروی امید — خجالتیست خجالت ندیده است از هیچ

غزل

چشم سیه دلبر هر چند متین باشد — بر باد ده ایمان غارتگر دین باشد
طفلان چمن خندند بینند چو لب خنده — لرزد دل نقش چین گر چین بجبین باشد
ماند دل بی الفت چون شیشه ز می خالی — فخر و شرف ایوان از ذات مکین باشد
دل از رخ و زلف تو هر لیل و نهار ای جان — چون صبح فرح آگین چون شام غمین باشد
ای پرده نشین فرما بهر تو ز جگر هم دل — خلوت به یسار است و جلوت به یمین باشد
دل در شب هجر تو افسرده ز بی مهری — گر مهر رخت تابد باز از چه حزین باشد
با سب صدف و گوهر منظور چنین بوده — کین بر سر شاهان و آن فرش زمین باشد
فرقی نبود کس را در زیر زمین هرگز — گو خاک نشین باشد گو تخت نشین باشد
گر چه گنهم از حد بگذشت عجب نبود — امید ز لطف تو در خلد برین باشد

از نرگس و گل نسبتی با چشم و عارض چون بود — گلهای بستان دیگر و گلزار خوبان دیگر است

تسکین بعارض اشک را در زلف دل را مسکنی — صبح یتیمان دیگر و شام غریبان دیگر است

بر سر بود گر افسری از مخمل و دیباچه شد — تاج خروسان دیگر و اکلیل شاهان دیگر است

سنگی بسر انداختن رحمی بجانی ساختن — اعمال شیطان دیگر و اطوار رحمان دیگر است

امداد خاکی بی بقا تائید غیبی عکس آن — اشفاق انسان دیگر و افضال یزدان دیگر است

دل در خرابی مبتلا سر گشته در یاد خدا — زهد نمایان دیگر و آثار ایمان دیگر است

از چشم دل بینی دلا افنی و کوئی بر ملا — اشعار طوفان دیگر و افکار شادان دیگر است

تعظیم مردم خوش مکن دل جای امید است و بس — تکریم ذیشان دیگر و توقیر مهمان دیگر است

غزل

روی رخشان دیگر و انوار تابان دیگر است — ماه کنعان دیگر و خورشید دوران دیگر است

هر که را چشم حقیقت بین بود داند این رمز — طرز حرمان دیگر و انداز شادان دیگر است

نسبتی با روی انور شعله رخ را ناسزاست — مهر رخشان دیگر و شمع شبستان دیگر است

رونق سنبل ز گل شد زلف زیب گلرخان — سنبلستان دیگر و این موی پیچان دیگر است

تازه گلبرگ است لب تشبیه از خار آمده — لعل خوبان دیگر و سنگ بدخشان دیگر است

ابر سر بر چون شود با چشم زار عاشقان — اشک سوزان دیگر و [illegible] باران دیگر است

روشنی برق آنی شمس تابان دائما — خلق لطلان دیگر و شان کریمان دیگر است

وای بر آنها که این حرفی ز نافهمی زنند — شیخ جیلان دیگر و شاه خراسان دیگر است

من نخواهم داد دل را محو کن از دل امید — جنس انسان دیگر و دل را که خواهان دیگر است

غزل

بسم الله الرحمن الرحیم

غزلیات

غزل

ساقی پیمان‌شکن لطف بکن جام را / تا رهم از این و آن زود رسم کام را
منزل مقصود دور آبله در پا فتاد / باده بده ساقیا تیز نهم گام را
چون ز خودی رفته ام از همه وارسته ام / رشتهٔ جان بسته ام آن بت گلفام را
حسن تو افزون بود منظر عالم شوی / یاد نفرمائی گر عاشق بدنام را
دادهٔ تاج شهی کرده یکتای دهر / پخته دماغ ار کنی همچو من خام را
گرچه بسا دیده ام نازنی و مهوشان / جلوهٔ دیگر بود حسن مه تمام را
زلف و رخت دلبرا لیل و نهار امید / شام کند صبح را صبح کند شام را

غزل

شان سلیمان دیگر و ختم رسولان دیگرست / تشریح دستان دیگر و توضیح فرقان دیگرست

از بادهٔ دور سبز مینای — وز جام مدام روح فرسای
از جور ستمگر خود آرای — گشتست امید زار ای وای

ای یار کریم لطف فرمای
دارم چو حسن دل خرابی

مسدس شعر وحشی

در حق من غریب تنها — در کوچه و برزن و چمنها
واکرده بگفتگو دهنها — گویند چها بحسب ظنها

بهر تو شنیده ام سخنها
شاید که تو هم شنیده باشی

سیماب صفت بحال مضطر — کاهیده تنم چو خط مسطر

درخرمن جان بسوز یکسر
ای آتش دل بکن شتابی

مستم ز شمیم زلف مرغول — تیغ نکهت بقتل مشغول
ازغمزه وعشوه نیم مقتول — دل دادم وجان نکرد مقبول

کس محرم راز نیست مسئول
تا عرض کنم بر وجوابی

ای موی سفید خلوتی کن — ای جعد سیاه جلوتی کن
ای طبع لطیف جودتی کن — ای نفس نفیس قوتی کن

ای عمر گذشته رجعتی کن
تا حاصل خود کنم شبابی

چون از نظرم قد سهی شد — از آمد هجر آگهی شد
اشکم پی جستجو رهی شد — دل هم بفراق همرهی شد

ایام وصال منتهی شد
این بود خیال یا که خوابی

گلگون رخ ماه پاره گبری — مست می عشق یا ز خمری
نگذاشت بدل قرار و صبری — در پرده نمود طرفه جبری

بر چهره گشاده مو چو ابری
در سایه نهفته آفتابی

ای شربت روح بخش دریاب
بیمار فراق را بآبی

روی تو گل است و من چو خارم
از داغ فراق لاله زارم
در هجر تو عندلیب زارم
رشک است به لاله از بهارم

چون زلف تو پیچ و تاب دارم
هیهات چه سخت پیچ و تابی

دریاد قدت کنار جویم
از شوق تو هر گلی ببویم
رو شام و سحر ز اشک شویم
در هر دو جهان ترا بجویم

احوال دل خود از که گویم
مشکل امری و پر عذابی

آلوده خاک جرم خاکم
مالوف بجام و بنت تاکم
افتاده دام این مغاکم
از پرسش حشر هولناکم

چون صبح سفید سینه چاکم
چون شام سیاه دل کبابی

رفتی تو چو برق و دل بحسرت
در گلشن آرزوست شهرت
نادیده جمال جان بفرصت
شاید که کنی تو باز رجعت

بار است دو چشم من ز حیرت
چون نرگس مست نیم خوابی

جوشیده جگر بخون در بر
شد سینه ز سوز هجر مجمر

صبا را دیده بینا شد از خاک در کویت — نسیم پیرهن عهد پیرهن می بالد از بویت

قبای نازمی زیبد بیالای توای ساقی

منم چون کوه سنگینم که گردونم نگرداند — منم چون کشتی نوحم که طوفانم نجنباند

مگر در حیرتم جانا تو دانی یا خدا داند — تو چون در جلوه آئی لشکر تمکین نمیماند

دلم را می برد از جا تماشای توای ساقی

بچشم ظاهری ما نماید قطره چون دریا — نماید قطره دریا گر کشائی دیدهٔ دل را

بده عین شناسائی و راه سوی خود بنما — بو د آئین عشقت بیخودیها کو چه کرد بیها

خرد را سر بصحرا داده سودای توای ساقی

چه هشیار و چه فرزانه ز شوق بادهٔ لعلت — چه مخمور و چه مستانه همه هستند شیدایت

ز رفته چون کسی نومید از امید دار است — حزین را گر بکف نامد ز بخت نارسا لیفت

نداد از دست دامان تمنای توای ساقی

مسدس غزل استادم حضرت میرزا حسن علیخان بهادر المتخلص بحسن دهلوی خلف میرزا فتحعلی خان بهادر مروی رساله‌دار مغز و مبقرت شاه دهلی رحمهما الله تعالی

نی در دل هجر مانده تابی — در دیدهٔ انتظار خوابی

من تشنه وصل تو سرابی — جانم بلب است چون حبابی

بنمای رخ چو آفتابی

چون ذره مراست اضطرابی

گفته است طبیب عشق در خواب — دیدم بعلاج دل بسا باب

از طب علی و شرح اسباب — نافع نبود شراب عناب

می ریز باغبان به بن کل زمان کل ... تا بشنویم قصهٔ کل از زبان کل

خمسهٔ شعر ابن یمین

بفضل رازق مطلق کهی نشد پابند ... نجات یافت ز خوش آمدی رند ولوند
کسیکه ملک قناعت بجان و دل بپسند ... هزار بار نکوتر بنزد دانشمند
ز فر مملکت کیقباد و کیخسرو

مثلث شعر صباب

ای که از پرده برون بامی بیاز آمدهٔ ... دلربایانه دگر بر سر ناز آمدهٔ
از دل ما چه بجا مانده که باز آمدهٔ

مخمس غزل شیخ علی حزین علیه الرحمه

سرت گردم اگر یابم دمی پای توای ساقی ... ندارم تاب وعدهای فردای توای ساقی
بده می جان بلب آمد به شیدای توای ساقی ... بود میخانه ها در چشم شهلای توای ساقی
هلال جام میکرد بایمای توای ساقی

زحسنت در جهان غلغل ز رویت نور خرد و کل ... ز قدت شورش صلصل ز یادت سر و پا در غل
ز عشقت با نوا بلبل ز زلفت خوش اد اسنبل ... ز رنکت آتشین شد کل ز لعلت ارغوانی مل
نگه رامی کشد در خون تماشای توای ساقی

ز رویت نور محفلها ز بویت فرحت دلها ... چه باشد غم اگر صهبا نباشد در خم و مینا
بیا ای راحت جانها قبول این عرض ما فرما ... شکر بفکن قدح بشکن بشیرین خنده لب بکشا
می و نقل است بالعل شکرخای توای ساقی

بود در روی نیاز نازنینان جهان سویت ... نیاید مهر از خاور برون بی رویت رویت

ما زصم گردان سبد و بر تیله برد گیرد حبر را
عل آن فلانا طوق در دست و پای گردن وی
[illegible]

تو بیگانه خوانش مخوانش بسر

خمسهٔ شعر مولانا سبتی

چنانکه روز ازل راستی شدم تقدیر … زهی قدر که نگشتم گهی پی تدبیر
مرا معاف بدارید ای صغیر و کبیر … نمی پرم به پر و بال عاریت چون تیر
نشسته ام چو کمان روز و شب بخانهٔ خویش

ترجیع بند

ای روی تو بهار گلستان خوشتریست … وی بوی تو معطر بستان دلبریست
نسرین و نسترن همه خوش رد بود ولی … در جمله مه رخان رخ تو مهر انوریست
وصاف و عاشق ازلی تو عندلیب … مقبول هر چمن ز نوا و سخنوریست
چون جای تست بر سر شاهان سرفراز … بالای پادشاهی گلشن شهنشهیست
با وصف این همه شرف و حسن و رنگ و بو … خونین جگر ز غنچگی آشفتگی ز چیست
در موسم بهار عروسی و در خزان … بی برگی و بینوائی و حالت به ابتریست
عشاق تو ز فکر و خموشیست جان بلب … ای گل بگو تعشق و دل بستگی ز کیست
من هم ز عاشقان توام کن اشارتی … معشوق تو ز جن و ملک انس یا پریست
تا آرمش بلطف و زر و مال و زور دست … یا از جلال خاص که در اسم اعظمیست
هر برگ تو زبان و سراپای تو دهان … حرفی نمیزنی و سکوت تو اینچنین ا[ز چیست]
ناچار و ناعلاج پی انکشاف راز … خوش حکمتی کنم که معین تکلمیست
آن نسخهٔ عجیب که موسوم دلگشاست … کشاف حال باطنی بابی تکلفیست
ای همصفیر همنفس هم درد و هم نوا … عرضه دهم به خادم رضوان شنیدنیست

جام و صراحی به نهاده زکار | توبه زمی کرده‌ام و آمد بهار

ساقی توبه شکنم آرزوست

خوب بفرمودی غزل ممتحن | در صفت مدحت یار کهن
از تو امید است که تو هم چو من | بیش مگو جامی ازین لب سخن

کین سخنان زان دهنم آرزوست

مربع

خواهی که بهمجنس شوی افضل و فایق | این نکته بود بهر عمل اکمل و لایق
ای نقد حسد تخم بدی حق خلایق | ابنا شتنی کاشتنی داشتنی نیست

مثمن شعر نظام الدین صانع بلگرامی

چها او صاف باور شگفته | بدل خوبی برگ و گل بگفته
نهالی را که خارا دل بسفته | غبار و گرد از مژگان برفته
نشاندم راست چون سر نهفته | ز اشک آب و بپاش دل بخفته

بوقت گل گل دیگر شگفته
بوقت بار بار خاطر آورد

مثمن شعر شاعری

پسر گر شود از پدر بی خبر | پسر گر بود بر پدر بد نظر
پسر گر کند بر پدر شور و شر | پسر گر رساند پدر را ضرر
پسر گر ز حکم پدر شد بدر | پسر گر براند پدر را ز در

پسر گر ندارد نشان پدر

کی زدست تو برد جان بسلامت عرب
دست بردن بسر تیغ و سلام تو کیست

مخمس غزل ملا عبدالرحمن جامی علیه الرحمه

ساقی غنچه دهنم آرزوست
نغمهٔ معجز سخنم آرزوست
مطرب گل پیرهنم آرزوست
باز هوای چمنم آرزوست
جلوهٔ سرو سمنم آرزوست

رنگ چمن سنے رخ یار صمیم
آه ازین درد شده دل دو نیم
در نظرم گشته چو نار جحیم
نکهت گل را چه کنم ای نسیم
بوئی ازان پیرهنم آرزوست

در دو سرا بینم و خوانم ترا
عشوه کنان خنده زنان لب کشا
از من دل داده خموشی چرا
پرسش اگر نیست بگو نا سزا
گر دهنت یک سخنم آرزوست

چون تو بدانی که نیم بد نهاد
جز برخت چشم نخواهم کشاد
عهد نمودم که بگون وفاد
زیستنم با تو میسر مباد
بیتو اگر زیستنم آرزوست

نور ازل روی تو اے نور نور
خدمتیانند ترا رشک حور
واقفم از قصهٔ موسی و طور
من کیم و بزم تو لیکن ز دور
دیدن آن انجمنم آرزوست

واعظ شهرم تو مکو بار بار
گر بخت دور شدم از نگار

دم جان بخش مسیحا و کلام تو یکیست

چشم زارم رخ تو دیده بخود می نازد
عشوه های تو زخسته جگرم می بازد
غمزهٔ ترک سیه چشم تو بر جان تازد
سروی قد تو مرا آه زپا اندازد
ناز رفتار تو نزدیک بمرگم سازد
رفتن عمر من و طرز خرام تو یکیست

مجمع دل شدگان بر در تو هست تمام
رشک گلزار ارم قد و رخت ای خودکام
لیلة القدر بود گر بدهی اذن عام
جلوه افروز شود نور بصر خیر انجام
روز نو روز شود شب چو برآئی بربام
مطلع صبح بهار و لب بام تو یکیست

چشم من تیر نگه خورده دل افگار تو شد
تا دلم بستهٔ زلفت شده غمخوار تو شد
جان من حسن خوشی دیده طلبکار تو شد
جور و ناز تو چو برداشت وفادار تو شد
هر که احوال مرا دید گرفتار تو شد
سینهٔ چاک من و حلقهٔ دام تو یکیست

من چه دانم که مکانت بخراب آباد است
بر درت خسته جگر دل شده جان برباد است
تیغ ابروی تو خونریز جفا بنیاد است
سنگ بر شیشهٔ صبرم زدی دل فریاد است
چشم مخمور تو لبریز می بیداد است
کار دور فلک و گردش جام تو یکیست

دارد از روز ازل جان بجانت الفت
یافت حسنت زنزاکت بنزاکت شهرت
دل صد پاره ز آئینه رخت در حیرت
نیست امید که بیند نگهت از جرات

گهی در رنگ و بو آمد گهی در جان نهان آمد — گهی معشوق رو آمد گهی عاشق طپان آمد
گهی مستانه وش آمد گهی فرزانه سان آمد — چه جای پاک از کویش ملامت میتوان آمد

بکر مستش چنان گردی که نشناسی سر و پارا

تو خواهی در گلستان حقیقت رنگ گل چینی — بکش سرمه ز خاک پا که هست این خاصه طینی
و گر داری سر عرفان تشنو رمزی من دینی — تو چشم سر خود بکشا که تا دیدار او بینی

که چشم سر نمی بیند بغیر طور موسی را

تو دانی جنس طایر را به بال خویش پردازد — تو فهمی نوع انسان را بامید زخود تازد
تو بینی ماسوی الله را که هست و نیست میسازد — معین چشم حقیقت بین نظر بر هر چه اندازد

بذات حق فنا بیند وجود جمله اشیا را

مثمن شعر ملکه در تاریخ حزین دیده شد

از چشم مستت نشه هر ساقی و مستانه را — وز لعل میگونت ملی هر عاشق و دیوانه را
بهر تو من آراستم در دیده خلوت خانه را — گسترده فرشی از نظر پیراستم ویرانه را
دارم بپا بیثار سرت از اشک صد در دانه را — روزی نکردی از کرم روشن برخ کاشانه را

امشب بیا تا در چمن سازیم پر پیمانه را
تو شمع و گل را داغ کن من بلبل و پروانه را

مسدس غزل عزت

آفت روز قیامت و قیام تو کیست — مسکن فتنه دوار و مقام تو کیست
اسم تسکین ده دل داده و نام تو کیست — جلوه چهره مهر و مه تمام تو کیست

نکهت روضه رضوان و پیام تو کیست

گل خورشید ز روی تو نکرده همسنج
نرگس از لاف زد از شیوهٔ چشم تو مرنج
نزد اهل نظر از بی نابینائی

گفتم ای دل چه سبب عشق جگرسوز نهان
در ازل همچو عناصر شده جز و ابدان
زده انگشت تحیر بلب و گفت که هان
سر این نکته مگر شمع بر آرد بزبان
ورنه پروانه ندارد بسخن پروائی

محفل آرای فلک سر بگریبان میخفت
اختر روی زمین گوهر انجم می‌سفت
زاهدم خاک ره یار به مژگان میرفت
این حدیثم چه خوش آمد که سحر که میگفت
بر در میکدهٔ با دف و نی ترسائی

خواهد این دل که در صومعه را بگذارد
برود پیش کسی صوفی و ایمان آرد
من بگویم بچه امید جگر میخارد
گر مسلمانی همین است که حافظ دارد
وای اگر از پی امروز بود فردائی

تضمین غزلیات وغیره بزرگان

مخمس غزل حضرت خواجه معین الدین چشتی قدس سره

شهید عشوهٔ ناز و ادای دلبرها را
قتیل دل فگار غمزهای چشم شهلا را
اسیر حلقهٔ زلف سیاه رشک شبها را
حجاب از پیش خود بردار و بنما روی زیبا را
وزان رو مست گردان عاقل و هر مست شیدا را

چو مشت خاک و باد و آب و آتش خلط باهم شد
ز نورت لمعه در تابید جان بجان آدم شد
بلطف بی نهایت هر سر خاص محرم شد
ز رویت تتمهٔ گویا قرین ابن مریم شد
دگرنه قدرت احیا کجا بودی مسیحا را

شد دلم شیفته خوش پسر ترسائی — شاهدی عشوه گری خود سری بی پروائی
حال خود فاش بگویم بسر مینائی — در همه دیر مغان نیست چو من شیدائی

خرقه جائی گرو باده و دفتر جائی

مجمع گلشن هستی که بهاری دارد — چون رخ و زلف بتان لیل و نهاری دارد
هر کسی بهر گلی منت خاری دارد — دل که آئینه شاهیست غباری دارد

از خدا میطلبم صحبت روشن رائی

اتفاقا بدر میکده رفتم دوش — جام مل بیتو کشیده شدم یکسر مدهوش
عذر خواهم بحضورت که توئی عذر نیوش — کرده ام توبه بدست صنم باده فروش

که دگر می نخورم بی رخ بزم آرائی

آنکه چون برق بشد غایب و دل در پی اوست — ماه پیشانی و دندان در و مو عنبر بوست
خرم آمده آن سرو روان بر لب جوست — کشتی باده بیاور که مرا بی رخ دوست

گشته هر گوشه چشم از غم دل دریائی

واعظا صاف بگو از رقم عهد الست — عهد با عشق چه شد شرط ز پیمانه چه بست
ساغری پر ز می عشق مراهست بدست — سخن غیر مگو با من معشوقه پرست

کز وی و جام میم نیست بکس پروائی

نیست چون جز تو کسی دادرس خسته جگر — گو نیست حال خود م صاف دلا بار دگر
قطره آب نمانده است بچشم بنگر — جوی ها بسته ام از دیده بدامان که مگر

بر کنارم بنشانند سهی بالائی

شد ز فیض نکهت زر بگل و گلشن گنج — بر تو قربان بهار چمنستان سه پنج

هرچند تن زردم با ناز بهیسر وردم — چون بوی خوش وردم فی الجمله جهان گردم
این نکته بشنو هردم گوید دل پردردم — چون عمر تبه کردم چندانکه نگه کردم
در کنج خراباتی افتاده خراب اولی

در تیره شب هجران مژگان دراشکم سفت — وز ناله و فریادم سنی بلبل و مردم خفت
وز آه جگر سوزم خورشید و فلک بنهفت — من حال دل شیدا با خلق نخواهم گفت
این قصه اگر گویم با چنگ و رباب اولی

دل تنگ چرا هستی بشنو زمن ای نادان — در روز مصیبت ها از دیده گهر مفشان
چون غنچه مشو بسته خوش باش چو گل خندان — تا بی سر و پا باشد اوضاع فلک زینسان
در سر هوس ساقی در دست شراب اولی

در شیوهٔ دل ریشی اظهار کم و بیشی — کفر است باندیشی گر یار دل خویشی
هرگه که تو هم کیشی در منع کنم بیشی — چون مصلحت اندیشی دور است ز درویشی
هم سینه پر آتش به هم دیده پر آب اولی

بی خوف سیه ماری بی ترس ز خونخواری — بی کوشش بگفتاری بی دیده بدیداری
چون نقطهٔ پرکاری در گردش دواری — از همچو تو دلداری دل بر نکنم آری
گر تاب کشم باری زان زلف بتاب اولی

جامی دهد از کوثر کو را که بود بهره — درحال دگر گردد راضی ز تو کی عمرو
امید کرم داری از دل سخنم بشنو — چون پیر شدی حافظ از میکده بیرون شو
رندی و هوسناکی در عهد شباب اولی

مخمس

نی عندلیب از سخنان تو هست نزج — نی طبع آهوان ز نسیم تو ممتزج
کز نکهت مزاج جهان گشته مبتهج — در آستین جان تو صد نافه مندرج

آزاد فدای طرهٔ یاری نمیکنی

موم است پیش پنجهٔ تو گرز آهنی — در معرکه چه خصم بود شیر افگنی
با وصف اقتدار ز راه فرو تنی — چوگان کام در کف و گوئی نمیزنی

بازی چنین بدست و شکاری نمیکنی

جام هلاهل است درین بزم جای مل — از لخت های خون جگر نقل بهر گل
در صرف نقد جان نبود هیچگه بخل — ترسم ازین چمن نبری آستین گل

کز گلبنش تحمل خاری نمیکنی

خون در دل شگوفه و گل سینه چاک چاک — در حیرت است شیشه دو در پیچ و تاب تاک
مغموم اهل محفل و ساقی است دردناک — ساغر لطیف و دلکش و می افگنی بخاک

اندیشه از بلای خماری نمیکنی

بس ناظران بچشم گریبان دریده اند — بس شایقان بمقام تحیر گزیده اند
بس واقفان زبان بیان در کشیده اند — کز عاشقان بجان غم جانان خریده اند

حافظ تو این معامله بارے نمیکنی

یعنی با مید چون لفظ امید که تخلص ست و بابا درینجا نمیکنی لفظ چشم نوشته شده ۱۲

مخمس

ای شیخ بکیش تو هر کار حجاب اولی — فعلیکه دلت خواهد از روی کتاب اولی
در مذهب ما رندان چون هست خراب اولی — این خرقه که من دارم در رهن شراب اولی

وین دفتر بی معنی غرق می ناب اولی

از نام نغمه و گل گردد همیشه بدظن / از خوف طعن و تشنیع دارم زبان الکن
از حرف زاهد خشک آتش فتاد در تن / زین زهد و پارسائی بگرفت خاطر من
ساقی بده شرابی تا دل شود گشاده

کذاب میشمردند وصاف شاهدان را / بدکار مینمودند مداح میکشان را
نی صرف بود از دل انکار زاهدان را / واعظ که دی نصیحت میکرد عاشقان را
امروز دیدمش مست تقوی ز دست داده

هرگاه صبح صادق استار شب گشاید / شاه فلک ز خلوت بر تخت زر برآید
عشاق وار زهره در پرده میسراید / در مجلس صبوحی دانی چه خوش نماید
عکس عذار ساقی در جام می فتاده

هر کوچک و بزرگ اهل عراق داند / آهنگ اصفهانی کی بی نوا تواند
امید راست گویم راه حجاز ماند / مطرب که پرده سازد شاید اگر بخواند
از طرز شعر حافظ در بزم شاهزاده

مخمس

چون عاشقان بجای قراری نمیکنی / فرقی میان لیل و نهاری نمیکنی
جز آه و ناله میل بهاری نمیکنی / ای دل بکوی عشق گذاری نمیکنی
اسباب جمع داری و کاری نمیکنی

دریا دلی ز ابر غمی گریه تا کجا / گیرم بآب دیده بری کوه را ز جا
ناید صنم بدست تو فرهاد وار تا / این خون که موج میزند اندر جگر ترا
در کار رنگ و بوی نگاری نمیکنی

معنی احکام حق در عهد پیشین صاف صاف — با چنین شرح و ضبط و ربط کی شد انکشاف
رتبهٔ تحسین ندارم زین سبب خواهم معاف — در رسوم شرع و حکمت با هزاران اختلاف

نکته هرگز نشد فوت از دل دانای تو

ای نهاده در لب لعلت ودیعت کردگار — بادهٔ صاف شفاعت بهر رند شرمسار
چشمهٔ کوثر بصدجان بر زنخدانت نثار — انچه اسکندر طلب کرد و ندادش روزگار

جرعهٔ بود از زلال جام روح افزای تو

بر سطح ارض قرطاست صباحت میزند — ازین ریحان الفاظت فصاحت میدمد
هر گل از بوی معانیت اشارت میدهد — آب حیوانش ز منقار بلاغت میچکد

طوطی خوش لهجه یعنی کلک شکرخای تو

در دلم درد یکه دارم بیتو استعلاج نیست — از ازل دانی مزاجم کار استمزاج نیست
پیش دیگر من شایان استخراج نیست — عرض حاجت در حریم حضرتت محتاج نیست

راز کس مخفی نماند بر فروغ رای تو

در سخن امید کو بس خوش کلامی میزند — حرف عشق جرعه نوشان مدامی میزند
جام می بردم بدور چون تو جامی میزند — حافظ اندر حضرتت لاف غلامی میزند

بر امید عفو جان بخشش جهان بخشای تو

مخمس

ابر بهار آمد دست کرم گشاده — بر تختهٔ زمرد در و گهر فتاده
زنگین غزل سراینده خوش مطربان باده — عیدست و موسم گل ساقی بیار باده

هنگام گل که دیده بی می قدح نهاده

هزار بار بتعظیم سر فرو آرند — بزیر دلق ملمع کمندها دارند
درازدستی این کوته آستینان بین

ز روی عجز نهادم جبین بپا صد بار — گره ز ابروی مشکین نمی‌گشاید یار
نیاز اهل دل و ناز نازنینان بین

ز راه و رسم جفا پیشگان چه حرف زنم — حدیث اهل محبت ز کس نمیشنوم
وفای صحبت یاران و همنشینان بین

ز کشت دیده و دل دانه دانه بردارند — بخرمن دو جهان سر فرو نمی آرند
دماغ کبر گدایان خوشه‌چینان بین

نصیحتم چه کنی رنجها بقید تن است — اسیر عشق شدن چارهٔ خلاص من است
ضمیر عاقبت اندیش پیش‌بینان بین

چرا بچین و حلب میروی امید به فسق — غبار خاطر حافظ ببرد صیقل عشق
صفای آینهٔ پاک بینان بین

مخمس

نشئهٔ صهبای هستی از سر انشای تو — نقش ختم المرسلین یک حرف از طغرای تو
نظم و نسق ملک ایمان تابع ایمای تو — ای قبای پادشاهی راست بر بالای تو
تاج شاهی را فروغ از گوهر والای تو

چون برای جلوهٔ حسنت ظهور آدم است — ذرهٔ مهر رخت موسی و ابن مریم است
پشت نه افلاک هم از بار احسانت خم است — گرچه خورشید فلک چشم و چراغ عالم است
روشنائی بخش چشم اوست خاک پای تو

روم بگلشن رضوان که مرغ آن چمنم

بچکار بودم ازین جای کلفت و دعوا — گشید الفت پیشین آدم و حوا
زباغ و قصر دو رون که نیستم پروا — مرا که منظر خلد است مسکن و ماوا
چرا بکوی خراباتیان بود وطنم

منم چو راه عدم تا وجود پیمودم — دمی ز خواهش تن در سرای آسودم
ز خواب غفلت هستی که چشم بگشودم — عیان نشد که چرا آمدم کجا بودم
دریغ و درد که غافل ز کار خویشتنم

سحر گره ز سر زلف یار بگشاید — نسیم بوی گل و مشک و عنبر افزاید
ز چین ماه جبینش دلی نه آساید — اگر ز خون دلم بوی عشق می آید
عجب مدار که همدرد نافهٔ ختنم

مرا زیار ر وفا دار هست خاطر جمع — روم بمجلس رندان ز شوق رقص و سمع
اگر تراست سر من برآر از دل طمع — طراز پیرهن زرکشم مبین چون شمع
که سوزهاست نهانی درون پیرهنم

نه من چو شیخ ز ما و منی شوم بردار — مرا ز لفظ انانیت است صد انکار
من از تو هستم و جان من است بر تو نثار — بیا و پردهٔ حافظ ز پیش رو بردار
که با وجود تو کس نشنود ز من که منم

مثلث

دلا نه مسلک زهاد نکته چینان بین — شراب لعل کش و روی مه جبینان بین
خلاف مذهب آنان جمال اینان بین

ایقدر هست که گه گه قدحی می نوشم

توپسندار که هوشم بشد وعقلم کم
چون کشم درد بگویم بتو بار دوم
من نه آنم که بترسم زکیان و رستم
من که خواهم که ننوشم بجز از دردی خم

چکنم گر سخن پیر مغان ننیوشم

زرع طاعات من از صاعقهٔ جرم بسوخت
شمعهٔ بیع و شرا چون ز ازل شد افروخت
دل من خرمن خاکستر حسرت اندوخت
پدرم روضهٔ رضوان بدو گندم بفروخت

ناخلف باشم اگر من بجوی نفروشم

چون ز من فعل جرایم نشد از سهو و خطا
نیست اعمال منم لایق بخشش الا
که بر عذر رو نهم سر سوی درگاه علا
هست امید علی الرغم عدو روز جزا

دست غفوش ننهد بار گنه بر دوشم

جلوه فروز شود از لب بامی شه عشق
زهره رویان چو سرایند به پیش مه عشق
دارم امید که یابم شرف درگه عشق
گر ازین پرده زند مطرب مجلس ره عشق

شعر حافظ برد وقت سماع از هوشم

مخمس

شب فراق اگر بر رقیب طعنه زنم
که در مجاز و حقیقت رقیب من که منم
بنزد اهل طریقم سبک بود سخنم
حجاب چهرهٔ جان میشود غبار تنم

خوشا دمی که ازین چهره پرده برفکنم

فغان و شورش بلبل که در گلستان است
درین چمن که خزان و بهار یکسان است
نظر بخنده گل انکه طرفه مهمان است
چنین قفس نه سزای من خوش الحان است

تیغ ابرویت ز وسمه زنگ داشت | شیوه چشمت فریب جنگ داشت

ما ندانستیم و صلح انگاشتیم

گفتم امیدم برآمد مرحبا | گفت خود دادی بما دل حافظا

ما محصل بر کسی نگماشتیم

مخمس

مثل عابد نه بمعبد بعبادت کوشم | شکل زاهد نه بخلوت نه ردا بر دوشم

همچو صوفی نه منم ساغر می مینوشم | گرچه از آتش دل چون خم می در جوشم

مهر بر لب زده خون میخورم و خاموشم

ای که گفتی هوس الفت خوبان کردن | دادن دل بود و پای بزندان کردن

به نباشد طلب سیب زنخدان کردن | قصد جان است طمع در لب جانان کردن

تو مرا بین که درین کار بجان می کوشم

واعظا خواهی ز بتخانه به مسجد گردم | شربت وعظ تو نوشم بعلاج دردم

قشقهٔ داغ غلامی بجبینم گردم | من کی آزاد شوم از غم دل چون مردم

هندوی زلف بتی حلقه کند در گوشم

نفس شومم نفسی بی سر بدکاری نیست | دل سنگین مرا آه سبک باری نیست

ستر من نیست که مکشوف در باری نیست | خرقه پوشی من از غایت دینداری نیست

پرده بر سر صد عیب نهان می پوشم

از عبادات چه پرسی ز من ای خیراندیش | پیر من گفت که باشد ز صفات درویش

بودن سرخوش و از غمزهٔ ساقی دل ریش | حاش لله که نیم معتقد طاعت خویش

معنی عشق دلم گفت که تسلیم و رضاست | آنکه بر خاک در میکده جان داد کجاست
تا نهم بر قدمش این سر و تشویش میرم

در حضور می و ساقی بدلم گفتم دوش | هوش داری سخن صدق و صفایم به نیوش
زود بگذار ره و رسم بد زهد فروش | زیر خرقه می و سجادهٔ تقوی بر دوش
آه گر خلق شود آگه ازین تذویرم

دوش دیدند که ساقی و خودم دوش بدوش | در خرابات نگشتیم چو مستان مدهوش
از امید اثر پند بصد جوش و خروش | خلق گویند که حافظ سخن پیر نیوش
سال خورده می امروز به از صد پیرم

مثلث

کار مردم کار خود انگاشتیم | ما ز یاران چشم یاری داشتیم
خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم

ثمرهٔ ما خالق اکبر دهد | این درخت دوستی کی بر دهد
حالیا رفتیم و تخمی کاشتیم

چشم مستت دل ز دست ما ربود | گفتگو آیین درویشی نبود
ورنه با تو ماجراها داشتیم

شکر حق در محفل و جای نبرد | آنکه تنها رفت و حکایت کس نکرد
جانب حرمت فرو نگذاشتیم

هست آب دیدها جاری هنوز | گلبن حسنت نخود شد دل فروز
ما دم همت بر آن بگماشتیم

کی طمع در گردش گردون دون پرور کنم

هیچ نخواهم هیچگه فیل و نشان و تاج و تخت   و ز سمور و قاقم و دیبا و اطلس سازرخت
نی گلستان خواهم و نی نهر خوش زیر درخت   خواهش چیزی ندارم من بجز این امید سخت

گوشهٔ محراب ابروی تو میخواهم زبخت
تا در انجا همچو حافظ درس عشق از بر کنم

مخمس

رفت ایام همایون و منم دلگیرم   داد حسنات گران قدر بمن تقدیرم
میکنند هم همه دین دار بدل توقیرم   روز عید است و من امروز دران تدبیرم

که دهم حاصل سی روزه و ساغر گیرم

کار من خدمت میخانه و مغ بود مدام   کی جواز است که بر من بشود باده حرام
لیک از فتوی بمعنی خودبین خودکام   دو سه ماه است که دورم ز رخ ساقی و جام

بس خجالت که برو آمد ازین تقصیرم

سجدهٔ خاک در میکده از روز ازل   طاعتم بود بس افتاد دران نقص و خلل
کرده ام عهد و کنم فاش باواز طبل   من بخلوت نه نشینم پس ازین در به مثل

زاهد صومعه بر پای نهد زنجیرم

دارم از فیض مغم عشق جوان در باطن   بگذرم من ز می و میکده غیر ممکن
شارح و پیر و آنم که نوشته ما تن   پند پیرانه دهد واعظ شهرم لیکن

من نه آنم که دگر پند کسی بپذیرم

می و میخانه دلا الفت و معبد به صفات   هست و نیست کونین تعلق به قضاست

در فراق خود بمن داد دست یارم گنجها … همچو نیسان دایما از چشم بارم گنجها
من که بر یک غمزهٔ یارم نثارم گنجها … بارها بخشیده ام گو خاکسارم گنجها

من که از یاقوت و لعل اشک دارم گنجها
کی طمع در فیض خورشید بلند اختر کنم

میدهد باد صبا جان مرا پیغام عشق … گشته ام مدهوش از شوق شراب جام عشق
اینکه آغاز است باید دید خوش انجام عشق … عارض و زلف پری رویان بست صبح و شام عشق

لاله ساغر گیر و نرگس مست و بر من نام عشق
داوری دارم بسی یارب که را داور کنم

برکشیده آه از جسم حقایق کوی پوست … حق و ناحق را نه پرسیده که جمله خلق زوست
میکند نظاره هر اوج و پستی خوی اوست … جنت و دوزخ بود رحم و غضب هر یک نکوست

عاشقان را گر در آتش می پسند لطف دوست
ننگ چشمم گر نظر در چشمهٔ کوثر کنم

هست استغنای طبعم بی بها دولتم … دست کوتاهم بود گنجینهای ثروتم
یاد رازی ام سراپا افتخار و حشمتم … از فیوض مبدا فیاض نام و عزتم

گرچه گرد آلود فقرم شرم باد از همتم
گر بآب چشمهٔ خورشید دامن تر کنم

ز در قم در قسمتم آنچیکه در عهد الست … جام صبرم در کشیده گشته ام هر حال مست
گوهر شاهوار اشکم بی بها در دامن ست … لخت یاقوت جگر در پیش و من جوهر پرست

من که دارم در گدایی گنج سلطانی بدست

موکشاده مثل زلف ماه رویان سنبلی ‌‌ / نرگس مستانه بنیند و چه چشم احولی

وقت گل گفتی که زاهد شو بچشم و سر ولی
میروم تا مشورت با شاهد دلبر کنم

در تلاش گوهر مقصود از جان آمده / بر پلاس و بوریا و سنگ و غبار اسر زده
بس گهرهای سرشکم شد تلف بی فایده / کرده رحمی بر من اکنون خضر دل راه بر شده

عشق دردانه است و من غواص و دریا میکده
سر فرو بردم در اینجا تا کجا سر بر کنم

ساده لوحی بی شعوری احمقی دارم ولے / در جواب هر کلام شوخی گوید سے بلے
در گلستان لطافت دی که میچیدم گلے / داده گل روئی بدستم از فریبی حنظلے

دوش میگفتند لعلش قند می بخشد ولے
تا نه بینم در دهان خود کجا باور کنم

از فریب و مکر کرده پشت خم با انکسار / از مدارات دو روزه شد ملقب غمکسار
بر ضمیر صاف طینت بود و هست آئین سنگار / ظالم مظلوم روئے لایق دار و مدار

عهد و پیمان فلک را نیست چندین اعتبار
عهد با پیمانه سازم شرط با ساغر کنم

دی بدور بادهٔ الفت شدم در محفلی / ساقی گلگون رخی دادم چو جام او سلے
تند گلو گیرم جوانی تند خوئی اجهلی / سیلی خوبی زده گشتم رها از مهملے

شیوهٔ رندی نه لایق بود بر وضعم ولے
چون در افتادم چرا اندیشه کیسر کنم

من نگفتم که خودش را به بلا در فکن
من نگفتم که بکشش جور و جفاهای زمن
من نگفتم که بنه پای بدامی ز رسن
ناوک غمزه بیاید در زره زلف که من

جنگها با دل مجروح بلاکش دارم

پایهٔ حسن بلندست که همسر با اوست
همتم لایق تحسین که سر بر با اوست
دو ستم غمزه و انداز که اکثر با اوست
یکسر موی بدست من و یکسر با اوست

سالها بر سر آن موی کشاکش دارم

بیم و امید و جفا امن و امان درگذرست
ماه و خورشید و فلک دور بتان درگذرست
نرگس و لاله و گل سرو چمان درگذرست
حافظا چون غم و شادی جهان درگذرست

بهتر آنست که من خاطر خود خوش دارم

مسدس

زاهدا خواهی خمار عشق از سر بر کنم
از جداییهای خوبان آه و ناله سر کنم
مجمع ساقی و مینا و طرب ابتر کنم
در فراق لاله رویان چشم را احمر کنم

من نه آن رندم که ترک شاهد و ساغر کنم
محتسب داند که من این کارها کمتر کنم

از نم باران رحمت سبز شد کهسارها
ساقی آمد در چمن با باده و مزمارها
فیض مهر و ماه کرده پر ز گل گلزارها
حیف باشد ناصحا زین کارها انکارها

من که عیب توبه کاران کرده باشم بارها
توبه از می وقت گل دیوانه باشم گر کنم

از قدوم نوبهاران خنده زد گل مخملی
لاله در یاد حریفان جام در کف از سلی

رسیده از وطن اینجا شده با شاعران دمساز　　　با میدهٔ غزل خوانی دهان به نظم کرده باز
زرعم در فنون شعر چون موسی بسا اعجاز　　　سخن دانی و خوش خوانی همی در زند در شیراز

بیا حافظ که ما خود را بملک دیگر اندازیم

مخمس

نشئهٔ دیگری از بادهٔ نعاشش دارم　　　نقطهٔ مردمک چشم ز خالش دارم
نه پری خواهم و نی خواهش مهوش دارم　　　در نهان خانهٔ عشرت صنمی خوش دارم

کز سر زلف و رخش نعل در آتش دارم

بر من از انجمنند همه شوخ و لوند　　　ساکن کعبه و تبخانه بدادندم پند
وضع من در حرم و دیر نگردند پسند　　　عاشق و رندم و میخوارم با آواز بلند

این همه منصب از آن حور پریوش دارم

شان تو باد فزون کین پس و پیش تو رود　　　جگر و جان و دل و مردم چشمان و خرد
ساز و سامان که مهیاست همه با تو رسد　　　گر بکاشانهٔ رندان قدمی خواهی زد

نقل شعر شکرین و می بیغش دارم

عقده از کار گشا ناخن احسان داری　　　خاطر خستهٔ من چند پریشان داری
مگذر از جادهٔ انصاف که ایمان داری　　　گر تو زین دست مرا بیسر و سامان داری

من به آه سحرت زلف مشوش دارم

پیش یک چین جبینش بزمین ماه فروست　　　مطلع شاه جهان تاب پر انوار از وست
طلعت سادهٔ دلدار ز هر هفت نکوست　　　ور چنین چهره گشاید خط زنگاری دوست

من رخ زرد بخونابه منقش دارم

مخمس

چه خوش وقت بهارست این گلشن بستر اندازیم — برنگ عاشقان رقصیم و از سر افسر اندازیم
نهال رنج دوران را ز بیخ و بن براندازیم — بیا تا گل برافشانیم و می در ساغر اندازیم
بساط کهنه برچینیم و طرح نو در اندازیم

ز اسم اعظم هر دم چو جنس دیو بگریزد — پری از نام من لرزیده پی بر سر آذر ریزد
بحکم شاه خوبانم ز خاور مهر برخیزد — اگر غم لشکر انگیزد که خون عاشقان ریزد
من و ساقی بهم سازیم و بنیادش براندازیم

خمار آلوده با ساقی سحر از خواب برخیزیم — پری رویان مطرب را بساز خویشتن برانگیزیم
جمال یار را بینیم و با مستان در آمیزیم — شراب ارغوانی را گلاب اندر قدح ریزیم
نسیم عطرگردان را شکر در مجمر اندازیم

فدای بوی گیسوی تو مشک و عنبر سارا — ز عکس لعل تو گردید لعل بی بها خارا
بگشته ذره از مهر تو خورشید جهان آرا — بیا جانان منور کن ز رویت مجلس ما را
که در پیشت غزل خوانیم و در پایت سر اندازیم

بخواهم در حضور او نمایم حال زارم باز — ندارد طایر روحم دمی هم طاقت پرواز
خدارا عرض من بپذیر جز تو نیستم دمساز — صبا خاک وجود ما بدان عالیجناب انداز
بود کان شاه خوبان را نظر بر منظر اندازیم

سخن را رنگ و بوی از هوای عشق می باید — بدستار ارادت ها گل تسلیم میشاید
دلا زین بحث گوناگون دلم را رنج می آید — یکی از عقل می لافد یکی طامات می بافد
بیا کین داوریها را به پیش داور اندازیم

همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم

نیست چون کار جهان را سر و کاری بدوام
دست در گردن مینا و بکف جام مدام
عاقل آنست که باشد نظرش بر انجام
هر کسی روز بهی میطلبد از ایام

مشکل اینست که هر روز بتر می بینم

چون در عقل و هنر پیش عزیزان بنداست
دل اجلاف و اراذل بجهان خرسند است
بدترینِ همه اعمالِ شنیعه پند است
ابلهان را همه شربت ز گلاب و قند است

قوت دانا همه از خون جگر می بینم

تیزی فهم بمضمار فراست حیران
فارسِ عقل چگونه نشود سر گردان
توسنِ طبع باستاد بجای جولان
اسپ تازی شده مجروح بزیر پالان

طوقِ زرین همه در گردن خر می بینم

ای خوش آنان که درین دور محنت اثر
در جهان بهر زر و مال و ممالک اکثر
که نگردند بدریای طمع دامن تر
دختران را همه جنگ است و جدل با مادر

پسران را همه بدخواه پدر می بینم

اینقدر گشت رواج ستم و ضد و کد
حال دل بند بگوئیم بدیگر چه رسد
که نماندست در آفاق بجز بغض و حسد
هیچ مهری نه برادر به برادر دارد

هیچ شفقت نه پدر را به پسر می بینم

رفته بودم چو سحرگاه بطرف گلبن
گرچه کج خلقیِ اعیان بدلت زد ناخن
خوش نفس بلبل آمد بهمین گفت سخن
پند حافظ شنو ای خواجه برو نیکی کن

که من این پند به از دُرّ و گهر می بینم

مخمس

گل کرده نوبهار با فزود شان گل
بلبل شده است مست بوصف دهان گل
از دل دهد نسیم دعا ها بجان گل
ساقی بیار باده که آمد زمان گل
تا بشکنیم توبه دگر در میان گل

گر مژده بهار رسد ما بران سریم
با ساز و برگ باده و مطرب روان شویم
اشعار تازه بر سر و جان بریم
قمری مثال نعره زنان در چمن رویم
چون بلبلان نزول کنیم آشیان گل

دور از دلت نصیحت آن خود فروش کن
آنچه که میکنی بسر عقل و هوش کن
در کار میکشی سخن رند گوش کن
در صحن بوستان قدح باده نوش کن
کایام خوشدلی همه آمد نشان گل

پندی دهم که معنی آنست پر عیان
شاید اگر کنی سخنم را تو حرز جان
چون بهر هر کمال زوال است در نهان
گل در چمن رسید مشو ایمن از خزان
یار و شراب خواه و سر بوستان گل

تحصیل حاصل است چو گردید جهان
ام محال را چه کشد فکر این و آن
امید نیست وا شود این عقده از شهان
حافظ وصال گل طلبی همچو بلبلان
جان کن فدای خاک ره باغبان گل

مخمس

بر رخ مهوشان رنگ دگر می بینم
چشم جادو نگهان تیره و تر می بینم
دلبران را لفغان شام و سحر می بینم
این چه شوریست که در دور قمر می بینم

زمان زمان چو گل از غم کنم گریبان چاک

چه حاجت است بشرح و بیان مکنونات
میان آتش و سیماب ام درین حالات
چنانکه روی بداری ضمیر هم مرآت
رود بخواب دو چشم از خیال تو هیهات

بود صبور دل اندر فراق تو حاشاک

مکن زناله من خاطر خودت برهم
بر آستان ارادت نهاده ام سرهم
که جز رضای حضوری تو نمیخواهم
اگر تو زخم زنی به که دیگری مرهم

وگر تو زهر دهی به که دیگری تریاک

باختیار تو باشد دلا عطا و جفا
مگر مراد دلی هست این ستا ها
ازین دوام هر آنچه دهی مرا زیبا
بضرب سیفک قتلی حیاتنا ابدا

لان روحی قد طاب ان یکون فداک

اگر بغمزه دهی جان سزای تقصیرم
چنان ز سلسلهٔ زلف پا بزنجیرم
نشانه کردم و تیرت بچشم تر گیرم
عنان نه پیچم اگر میزنی بشمشیرم

سپر شوم من و دستت ندارم از فتراک

نگاه خلق ز حسنت چها چها بیند
دو زلف بیند و یا چشم یا حیا بیند
کرشمه بیند و یا ناز یا ادا بیند
ترا چنانکه تویی هر نظر کجا بیند

بقدر بینش خود هر کسی کند ادراک

اگر ز حکمت بالغ جوان شود حافظ
امید نیست که از عاشقان شود حافظ
هزار مایل عشق بتان شود حافظ
بچشم خلق عزیز آن زمان شود حافظ

که بر در تو نهد روی مسکنت بر خاک

چنان بہ بست کہ رہ نیست زیر دام مغاک

مغ خجستہ نہاد و کریم و نیکو نسل ... بشیخ داد اجازت برای عقد و وصل
اساس جشن مہیا شدہ و لے در اصل ... فریب دختر رز طرفہ میزند رہ عقل

مباد تا بقیامت خراب طارم تاک

سرِ سرانست نگون بر درت ای سرور من ... تو دادِ داد دہی از وِ داد داور من
توئی لطیف ہمیشہ بہار آور من ... بخاک پای تو ای سرو ناز پرور من

بروز واقعہ پا وا مگیر از سر خاک

بسا امید کرہا ز خاکدان رستی ... کہ از زمین بگذشتی بر آسمان رستی
چو آفتاب چنین آمدے چنان رفتی ... براہ میکدہ حافظ خوش از جہان رستی

دعای اہل دلت باد مونسِ دلِ پاک

مخمس

چرا کنم ز سخنہای بد گریبان چاک ... منم کہ کاہ نکردم خیال کوہ و مغاک
کجا بچشم من آید این خس و خاشاک ... ہزار دشمنم ار میکنند قصد ہلاک

گرم تو دوستی از دشمنان ندارم باک

غم جدائی چو ابر بہار میبارد ... فراق در دل شوریدہ خار میکارد
نہال صبر ندانم چہ بار می آرد ... مرا امید وصال تو زندہ میدارد

وگرنہ ہر دمم از ہجر تست بیم ہلاک

نما برای خدا ای صنم مہ رویت ... چو صایم است دو چشمم بطرف ابرویت
ز انتظار تو حالم ببین کہ در کویت ... نفس نفس اگر از باد نشنوم بویت

ز موج شوق تو در بحر بیکران فراق

بسوخت آتش هجران دلم چنان یارب / که باب زن شده گریان و خون چکان یارب
چو شبنم است بلب جان ناتوان یارب / فراق و هجر که آورد در جهان یارب

که روی هجر سیه باد و خانمان فراق

وصال دوست اگر سهل تر شدی حافظ / بصرف گوهر و مرجان و زر شدی حافظ
امید و بیم چرا در بدر شدی حافظ / بپای شوق گر این ره بسر شدی حافظ

بدست هجر ندادی کسی عنان فراق

مخمس

بفضل خویش ترا بسکه خالق افلاک / عطا نمود زر و جاه و علم با ادراک
جواز نیست مگر در هلال شک امساک / اگر شراب خوری جرعه فشان بر خاک

از آن گناه که نفعی رسد بغیر چه باک

چو ظاهر است که پس ماندگان نیک شعار / که بعد مرگ نماند برقرار و مدار
نوشتنی است خوش این نکته ام بلوح فرار / برو بهرچه تو داری بخور دریغ مدار

که بی دریغ زند روزگار تیغ هلاک

مباد شهرهٔ آفاق کس بزیر فلک / که از برای نخوردن به بست تحت حنک
زیاده تر نبود در جهان ز بخل مبک / چه دوزخی چه بهشتی چه آدمی چه ملک

به مذهب همه کفر طریقت است امساک

دلا که زاویهٔ خیر هست منفعتی / تو نقطه وار در آن گیر جای آهستی
مگر دایره سان گرد کار مشور سلتی / مهندس فلکی راه دیر شش جهتی

باز دل بزلف شد آه چسان طلب کنم   دم بر فاقتم بزد این چه شده عجب کنم
عرضه ده ای صبا زمن صبر که روز و شب کنم   صرف بپاس دلربا نحو رم و ادب کنم
آنچه فراق او کند شمه اش ار لبب کنم   زلف هزار دل ستان برهم و مضطرب کنم

من بکدام خوشدلی می خورم و طرب کنم
کز دو دیده خاطرم لشکر غم کشیده صف

وه چه طریق راستی است شاه و گدا بران بصدق   بی سر خوف رهزنان نقد بکف روان بصدق
منزل شان بصد امید مضجع خاصکان بصدق   مقصد خاص رهبران با همه لامکان بصدق
سالک من چه خوش بگفت باعث آن ابان بصدق   حامی و پاسبان شرع شاه شهان مدان بصدق

حافظ اگر قدم نهی در ره خاندان بصدق
بدرقه رهت شود همت شحنه نجف

تخمیس

مدام صاعقه افتد بجان جان فراق   ازان زمان که نمودار شد زمان فراق
ز من کناره نمودند دوستان فراق   زبان خامه ندارد سر بیان فراق

وگرنه شرح دهم با تو داستان فراق

چو نیست پیش ید قدرت تو هیچ محال   بده بلطف و عنایات خود بلا اهمال
شراب وصل نگار دشنابم ای فضال   دریغ مدت عمرم که بر امید وصال

بسر رسید و نیامد بسر زمان فراق

ستون عقل که طوفان هم و غم شکند   نشان و پرده ناموس را الم بدرد
بکن تو رحم خدا را که ناخدا برسد   ببین نماند که کشتی عمر غرق شود

اگرچه هست یقینی پس از بهار خزان — بسی چو غنچه برفتند ناگشاده دهان
امید و بیم چنین بود و هست بر تو عیان — نشاط و عیش و جوانی دمی غنیمت دان

که حافظا نبود بر رسول غیر بلاغ

مثمن

جلوه نمود شاه حسن کرد سپاه هر صنف — طرف کلاه کج زده کرده بقتل ما حلف
فوج کرشمه و ادا همچو زمره به بسته صف — سینهٔ صاف عاشقان ناوک غمزه را هدف
لشکر دم و زنگ تیغ گرچه کشیده هر طرف — کشت چنان یلان که گشت عسکر صبر ما تلف

طالع اگر مدد کند دامنش آورم بکف
گر بکشد زهی طرب ور بکشد زهی شرف

در همه باغ خوش قدان سرو چمان وحید من — در همه گلرخ جهان خنده دهان رشید من
همچو مه چهارده آمده کی بدید من — حرف دهان او بود مژدهٔ من نوید من
از شجر قدیم هست این ثمر جدید من — چونکه سپرده شد باو جمله سیه سفید من

طرف کرم ز کس نه بست این دل پر امید من
گرچه سخن همین برد قصهٔ من بهر طرف

بر من گوشه گیر کرد ظلم و ستم یکی حلیف — غیبت من نمود و گفت کج سخنی چها عفیف
برلب زه چو راستان خوش نشسته است حرف الف — نام و نشان من شده ورد زبان هر ظریف
نیست بجز حمایتت هیچ رفیقم و ردیف — پی بکجا برم بداد عدل تو ام بود ضعیف

ابروی دوست کی شود دست کش من ضعیف
کس نزده ازین کمان تیر مراد بر هدف

مخمس

چو از ازل شده دنیا و آخرت ایاغ — کسی نیافت ز ضدین هیچگونه فراغ
چنان نمود پریشان تصور صباغ — سحر ببوی گلستان همین شدم در باغ
که تا چو بلبل بیدل کنم علاج دماغ

در آن چمن که نبوده کسی ز همدردم — بساز وحشت تنها ئیها بآزردم
خوشا بحال که با عندلیب برخوردم — بچهرهٔ گل سوری نگاه میکردم
که بود در شب تاری بروشنی چو چراغ

چه روشنیست ضیابخش چشم حور و قصور — که رشک برد بران لعل طرهٔ فغفور
بباد باد حوادث ز گرد و پیشش دور — چنان بحسن و جوانی خویشتن مغرور
که داشت از دل بلبل هزار گونه فراغ

گهی چو شاه جهان بر سریر ناز نشست — گهی چو قیصر رومی کلاه گوشه شکست
گهی چو رند خرابات سرخوش و بدمست — گهی چو باده پرستان صراحی اندر دست
گهی چو ساقی مستان بکف گرفته ایاغ

ز حیرتش گل گیتا شده خراب از چشم — فشاند مخمل زیبا چه خون ناب از چشم
ز شوخیش همه گل را برفت خواب از چشم — گشاده نرگس رعنا ز غیرت آب از چشم
نهاده لالهٔ حمری بجان و دل صد داغ

عجب بود که چنین گل ببوستان ختن — ندید بلبل خورشید در جهانِ چمن
بایں صفت که دلش هست سخت تر ز آهن — زبان کشیده چو تیغی بسر زنش سوسن
دهان گشاده شقایق چو مردم الفراغ

اگرچه ابر بهارست و لاله و نسرین　　ز هجر شد دل نومید آنچنان غمگین
بهیچ سیر و تفرج نمیشود تسکین　　بیا بخوان غزل خوب و تازه و شیرین
که شعر تست فرح بخش و غم زدا حافظ

مخمس

گرچه در فانوس تن محجور و پنهانم چو شمع　　در حریم خاصگان نور شبستانم چو شمع
از صفای باطنی منظور دورانم چو شمع　　در وفای عشق تو مشهور خوبانم چو شمع
شب نشین کوی سربازان و رندانم چو شمع

قامتم همچو کمان شد تیر هم در دل نشست　　پای سعی و کوششم در جدائیها شکست
گوشه گیرم کرد ضعف و ناتوانی بسته دست　　روز و شب خوابم نمی آید بچشم غم پرست
بسکه در بیماری هجر تو گریانم چو شمع

آنچه حرف شوق وصلت در دهان و بر لب است　　فی الحقیقت از دل است و حالیا شاهد رب است
رحم فرما ور نما بر جان بلاے اصعب است　　بی جمال عالم آرای تو روز من شب است
با کمال عشق تو در عین نقصانم چو شمع

تند ناحق میشوی اول ز من قصه شنو　　بعد از آن مایل بطرف نصف و عدل و داد شو
ظلم هجر تست ورنه نیست جرمم نیم جو　　گر کمیت اشک گلگونم نبودے گرم رو
کی شدی روشن بگیتی راز پنهانم چو شمع

شعله حسن بتان دامان هر که در گرفت　　بهر اطفایش مدد از اشک چشم تر گرفت
از امید اینکه دستت دست ما اکثر گرفت　　آتش عشق ترا حافظ عجب در سر گرفت
آتش دل کی بآب دیده بنشانم چو شمع

دست قضا که کرده است حب سرشت گل — که بهواش میدمیم گرد مثال جان و دل
گاه بآب میکشیم آتش عشق بهیچ ربط

زردی چهره ام شود سرخ اگر نظر کنی — موی کشاده کرده خوی چون بچمن درآمدی
شد رخ گل چو زعفران مشک و کلاه شد سقط

قند مکرر است این باز امید خوش بگو — آب حیات حافظا گشته خجل ز نظم تو
کس بهوای عشق او شعر نگفت این نمط

مخمس

دو مار زلف که هستند ظاهرا حافظ — پسند عقل نباشد بود بلا حافظ
بصدق دل بدهد خوش همین دعا حافظ — ز چشم بد برخ خوب ترا خدا حافظ
که گر دمی ز نکوئی بجای ما حافظ

فراق چیست که از من ترا نمود جدا — رقیب کیست که بر تو کشید تیغ جفا
گذاشت آنچه رقم کرده بود دست قضا — بیا که نوبت صلحست و دوستی و وفا
که با تو هست مرا جنگ و ماجرا حافظ

چو نزد قاضی شهر است بی گواه و نشان — مقدمات جنایات داخل بهتان
نوشته است ببین در کتاب عشق عیان — اگر چه خون دلت خورد لعل او پنهان
بکام دل استان بوسه خون بها حافظ

اسیر دام و گرفتار دانه است بشر — هزار حیف نداری ازین لطیفه خبر
خلاف صنعت انسان گر کنی از آن تو حذر — بزلف و خال بتان دل مبند بار دگر
اگر بجستی از آن بند و زین بلا حافظ

ناوک غمزهٔ تو چون در دل دو جهان نشست
بر سر راه راست شد از سر گمرهان برست
هر که صفات تو شنید چیست میان جان ببست
دیدن حسن و خوبیت بر همه خلق واجب است
بلکه بجملهٔ ملک رویت روی توست فرض

چون نشود از زبان فیض عمیم تو بیان
گز در و لعل بی بهات پر گهر اند بحر و کان
شمه از مکارمت عرضه دهم باین نشان
از رخ تست مقتبس خور ز چهارم آسمان
همچو زمین هفتمین مانده بزیر بار قرض

ای ز وجود پاک تو جسم حدوث کامیاب
حرفش اگر کنم رقم کم نشود ز صد کتاب
شرح کمال و فضل تو انچه کنند شیخ و شاب
بارخ تو برابری کرده خجل شد آفتاب
گر خط عارض تو شد زینت آسمان ارض

گردش طالع بد و شومی بخت نارسا
شکل امید اینچنین فکر دگر شد حالیا
گشت موافق فراق داد بباد وصل را
بوسه بخاک پای او دست کجا دهد ترا
قصهٔ شوق حافظا تا که رساندش بعرض

مثلث

مهر ز رشک عارضش در تک و تاب بی نقط
گرد عذار یار من تا بنوشت دور خط
ماه ز حسن روی او راست فتاد در غلط

بسکه فراق شد محیط وصل کجا میسرست
در هوس لبش که آن زلالحیات خوشترست
گشته روان ز دیده ام چشمهٔ آب همچو شط

خوش برسان صبا ز من در حرم این نجد و کد
گر بغلامی خودم شاه قبول میکند
تا بمبارکی دهد بنده به بندگیش خط

سالها خواستم که وقت خاص	عرض حالم کنم بصد اخلاص
گرد تو گردم و شوم رقاص	از رقیبت دلم نیافت خلاص

مثل القاص لایحب القاص

واعظ شهر با چنین پسرش	چون به می طعن و سنگ زد بدرش
خاک انداختم بچشم ترش	محتسب خم شکست و بنده سرش

سن بالسن والجروح قصاص

آنکه مطبوع طبع خاص و عام	قوت روح است و قوت اجسام
میشنیدیم از ذوالاکرام	دم عیسی است جام می که مدام

مرده را زنده میکند بخواص

گر دلت وصل بلبل انگارد	از بلایش خبر نمیدارد
هجر جان سوز برقها بارد	گوهر از بحر کی برون آرد

ترک سر تا نمیکند غواص

چون زسر تا بپا همه نیکوست	اینقدر بس بوصف آن خوشخوست
که بعالم رواج خلق اوست	حافظا دل بمصحف رخ دوست

خواند الحمد و سورهٔ اخلاص

مخمس

از من زار چون شود وصف لیاقت تو فرض	فاصلهٔ ازل ابد پیش قامت تو بعرض
وسعت شش جهت پی یک تک اشهب تو غرض	حسن و جمال تو جهان جبه گرفته طول و عرض

شمس فلک خجل شد از عارض خوب ماه ارض

قاص به تشدید صاد قصه خوان

در چمن خوشش قد ترسابچه سے آید
بخدا دشمن دین بت پرستش شاید
بلبل باغ جهان در صفتش فرماید
گر چلیپای سر زلف ز هم بگشاید

بس مسلمان بشود گشتهٔ آن کافر کیش

درد تنهاییم افکند به بحر مشکل
چشم دارم که کشد دست توام بر ساحل
وز ره رحم بخوانی تو مرا در محفل
با تو پیوستم و از غیر تو ببریدم دل

آشنای تو ندارد سر بیگانه و خویش

شد ز مهر نکهت گوهر یکتا خارا
گل با خار ز فیضت شده گلشن آرا
من چه باشم که کنم شمهٔ وصفت یارا
بعنایت نظری کن که من دلشده را

زود بمید ز لطف تو کاری از پیش

گو تن صید تو از تیر تو مجروح بود
خندد و گرید و در خون طپد و هم بدود
حرم خاص تو بگذاشته جائی نرود
آخر ای پادشه ملک ملاحت چه شود

که لب لعل تو ریزد نمکی بر دل ریش

ای شه حسن کن انصاف که میخواهم داد
شده بر من ستم و ظلم بطرز ایجاد
نالش دل بکنم یا که ز چشمت فریاد
خرمن صبر من سوخته دل داد بباد

چشم مست تو که بگشاد کمین از پس و پیش

تو مگو از تو کسی رنج کلامی کی یافت
بدرت در شده امید [illegible] کی یافت
بار بی‌پاسخ ز نیشش یار سلامی کی یافت
حافظ از نوش لب لعل تو کامی کی یافت

که زند بر دل ریشش دو هزاران سر نیش

مخمس

چون درخشید لمعهٔ کهرش
در رگ جانمن شده اثرش
بهر ایصال دل چو خس بپرش
آنچنان در هوای خاک درش
میرود آب دیده ام که مپرس

آه و زاری و نالهٔ دل ریش
گریهٔ طفل چشم بی اندیش
همه شب در جگر زده سر نیش
بی تو در کلبهٔ گدائی خویش
رنجهای کشیده ام که مپرس

خوش بگفت است عاقلی بخروش
راستی در شراب هست نیوش
چونکه در بزم بود نوشانوش
من بگوش خود از دهانش دوش
سخنانی شنیده ام که مپرس

گفتنی بود آنچه گفتی تو
یافتم مدعای خویش درو
شکر لطف تو میکنم خوشخو
سوی من لب چه میگزی که مگو
لب لعلی گزیده ام که مپرس

برد دل را چو شهرهٔ شهر عشق
سالها شد برویت مه عشق
با صد امید نزد درگه عشق
همچو حافظ غریب در ره عشق
بمقامی رسیده ام که مپرس

مخمس

خسته حالی من خسته بپرسی درویش
چه دهم شرح که دارم قصص بیش از بیش
[illegible] با تو بگویم ز تألم اندیش
من خرابم ز غم یار خراباتی خویش
میزند غمزهٔ او ناوک غم در دل ریش

خمار غم در جگرم بی رخ گلفام خلید — گریه شام و سحر چشم مرا کرد سفید
حال دل را بکه گویم که صبا هم نشنید — صبحدم بلبل مست از چه سبب می نالید

کار او چون ز بهاران بنظام است امروز

وقت تاخیر نمانده است شده فصل خریف — ساقیا رحم بکن کن سر مینای شریف
باده لعل بده تا شود دم نفس ظریف — محتسب بیهده گوید که مده می بحریف

آنکه با شاهد و می نیست کدام است امروز

جامی از می بزند یا بکشد مینائی — سرخوش باده همان به که نلغزد پائی
کس ندیده است که از میکده شد شیدائی — زاهدی را که نبود سوی جو صوامع جائی

بین که در کنج خرابات مقام است امروز

بو دار فرط حیا دیده نگون حافظ را — چون شده حال زبون خسته دردون حافظ را
بین امید که کرده است فسون حافظ را — که به بیند خلایق که کنون حافظ را

چشم بر روی نگار و لب بام است امروز

مخمس

حرف هائی شنیده ام که مپرس — جامه هائی دریده ام که مپرس
دشت هائی دویده ام که مپرس — درد عشقی کشیده ام که مپرس

زهر هجری چشیده ام که مپرس

سرو قد لعل لب شکر گفتار — دیده ام صد هزار خوش رفتار
سالها دل فکار لیل و نهار — گشته ام در جهان و آخر کار

دلبری برگزیده ام که مپرس

به هر شبم چو درآید کسوف ماه در خواب — زآب عنبر سارا و مشک و در خوش آب
همیشه دیده بشستم فزون ز حد حساب — چو لاله در قدحم ریز ساقیا می ناب
که نقش خال نگارم نمیرود ز ضمیر

همیشه باد فرح بخش نرگس و لاله — بسر خوشان شراب وصال دلاله
نه چاره جز دو جهانم که ... کنم ناله — می دو ساله و محبوب چارده ساله
همین بس است مرا صحبت صغیر و کبیر

چه آه و ناله کنی دمبدم بهر منزل — چو او فتاده‌ئی در دام گیسوی طایل
خموش باش و مزن دم چو طایر بسمل — نگفتمت که حذر کن ز زلف او ای دل
که می‌کشند درین حلقه باد در زنجیر

مشو شکفته امید عیب جو حافظ — صحیفه صفت جام می مشو حافظ
ز راه عجز و ادب آر سر فرو حافظ — حدیث توبه درین بزمگه مگو حافظ
که ساقیان کمان ابروان زنند به تیر

مخمس

شاه خوبان جهان بر لب بام است امروز — دور دخت عنب و شیشه و جام است امروز
محتسب رقص کنان مست مدام است امروز — روز عیش و طرب و عید صیام است امروز
کام دل حاصل و ایام بکام است امروز

جلوه رشک پری نور جهانم بی فرق — چشم بد دور که چون برق بصد زرق و برق
میکند در نظری حسن تابان غرق و حرق — کو عروس فلکی رخ منما از بر شرق
که مرا دیدن آن ماه تمام است امروز

هر آنچه ناصح مشفق بگویدت بپذیر

چه خوش بگفت مرا در طریق راه روی — که منزل همه انس است تنگ و تار گوی
ز عشق یار کهن سر متاب سوی نوی — نعیم هر دو جهان پیش عاشقان بجوی

که آن متاع قلیل است و این بهای کثیر

بسیر گلشن هستی که آمدی ای یار — دلی چو آینه صاف و دیده تر دار
ز خواب غفلت دنیای دون بشو بیدار — ز روی خوب جوانان تمتعی بردار

که در کمین که عمر است مکر عالم پیر

اگرچه دیده گریان و دل شده با هم — شریک حال نمودند بس جگر را هم
بآسمان که ز دوری نمیرسد آهم — معاشری خوش و رودی بساز میخواهم

که درد خویش بگویم بناله بم و زیر

بگو ای ناصح شهرم جواب هر سخنم — که برده است به دیر و کلیسه و چمنم
که جام عشق بریزد مدام در دهنم — بر آن سرم که ننوشم می و گنه نه کنم

اگر موافق تدبیر میشود تقدیر

شنیده ام که بپرسند آن چرا کردند — خلاف وقت و منفعتی گدا گدا کردند
سزا دهند و بگویند نا سزا کردند — چو قسمت ازلی بی حضور ما کردند

گر اندکی نه بوفق رضاست خرده مگیر

به پیش اهل دلان حال خود کنم اظهار — بجان مغبچکان باده خورده ام بسیار
چو از حقیقت آن کرده آگهم خمار — بعزم توبه نهادم قدح ز کف صد بار

ولی کرشمه ساقی نمیکند تقصیر

مخمس

از اشک گرفت اعتبار کاغذ　　شد غیرت نوبهار کاغذ
چون هست مدار کار کاغذ　　بنویس دلا بیار کاغذ
بفرست بآن نگار کاغذ

نی آه کند اثر بآن شوخ　　نی ناله دهد خبر بآن شوخ
نی عرضه برد کر بآن شوخ　　ای باد صبا ببر بآن شوخ
از عاشق بیقرار کاغذ

ربود فراق و هجر خوابم　　چون مردم دیده غرق آبم
خود گیر اجوبهٔ کتابم　　هرگز ننویسد او جوابم
بنویسم اگر هزار کاغذ

هرکس که صحیفهٔ خرد خواند　　اوراق زمانه چند گرداند
بر سطح زبان سخن همین راند　　تا نام تو نقش شد بر و ماند
بر صفحهٔ روزگار کاغذ

از تست امید جاودانی　　تا چند خیال بدگمانی
آخر تو شهنشهِ زمانی　　بنویس ز روی مهربانی
بر حافظ دلفکار کاغذ

مخمس

چنان ز علم و هنر گشتهٔ تو ذی تدبیر　　بصیدگاه تو عنقاست کمترین نخچیر
بزیر سایهٔ یزدان شوای صغیر کبیر　　نصیحتی کنمت بشنو و بهانه مگیر

ای بسا مرغ خرد را که بدام اندازد

کذب محض است دلا هر سخن و قول رقیب — دوست صادق مگزر کز جانانست قریب
ما بعیدیم ز اعمال از و دای نصیب — ای خوشا حالت آن مست که در پای حبیب

سر و دستار نداند که کدام اندازد

ای چو مرغ هزار از شمع هدایت بفروز — کسوت ما و منی ز آتش ترسای بسوز
عمر بگذشت ز پنجاه و ندانی تو هنوز — روز در کسب هنر کوش که می خوردن روز

دل چو آیینه در زنگ ظلام اندازد

ساقی سیم بری عشوه گری سحرگاه — مطرب خوش نفس از پیش تو باشد به پگاه
باده لعل شفق ساغر خورشید نخواه — آن زمان وقت می مهر فروز است که ماه

گرد خرگاه افق پرده شام اندازد

عشق چون سوره اخلاص بتکرار بخواند — صوفی در دیده دل صورت دلدار نشاند
عابد از حسن عمل هدیه بر یار رساند — زاهد خام طمع در سر انکار بماند

پخته گردد چو نظر بر می خام اندازد

بر سر شیشه دل از قلم زر بنگار — بسر مغبچگان پند من تجربه کار
گو نباشد بجهان بهتر تو کس ای هشیار — باده با محتسب شهر منوشی زنهار

بخورد با تو می و سنگ بجام اندازد

چون ترا هست امید از در شاه ابرار — گویمت این سخن از راه تفول صد بار
آیدت جام جم و تخت سلیمان بکار — حافظا سر بکله گوشه خورشید برآر

بختت ار قرعه بران ماه تمام اندازد

ده که بخرمن مجنون دل افگار چه کرد

اشرف خلق که انسان شده بشناکت لاریب — هرکه خود را نشناسد بدنش باشد غیب
چه محالست رسد گر ببرد سر سوی حبیب — ور زمنع راه نا باد خوش گیرد سیب
ساقیا جام بیم ده که زنگار زنده غیب
نیست معلوم که در پرده اسرار چه کرد

پرده عجز برافکنده برخ بینائی — قایل بخرد نی گشت زدل دانائی
بی زبان است زبان در دهن گویائی — چون شود منکشف اسرار خفی اعلائی
انکه برنقش زد این دایره مینائی
کس ندانست که در گردش پرگار چه کرد

طمع وصل صنم دیده امید چو دوخت — مجمر سینه سوزان برکبری بفروخت
پنبه صبر جگر بس که بحسرت اندوخت — هجر جانسوز به تن آه چه شعله افروخت
برق عشق آتش غم در دل حافظ زد و سوخت
یار دیرینه ببینید که با یار چه کرد

مخمس

برقع از چهره اگر ماه تمام اندازد — ور بسیر گلشن دوست گام اندازد
سالکان را بخرامی زحرام اندازد — ساقی ار باده ازین دست بجام اندازد
عارفان را همه در شرب مدام اندازد

خوش قدش تازه نهال چمن عز و جلال — چشمه آب بقا چشمش و ابرو چو هلال
عارض و خط چو گل و سبزه دهن غنچه مثال — در جبین زیر خم زلف نهد دانه خال

در فراق تو شده چشمه ها جاری چون جو — بخشد درست طلب ای سرو روان خوشخو
بهر تسکین سخن لایق آمینه بگو — بسکه زنیسان بعذاب آمده حافظ بیتو
که بر هیچکسش حاجت تقریر نبود

مسدس

خوش شب وصل صنم هجر ستمکار چه کرد — مجمع عیش وطرب فرقت بدکار چه کرد
سینهٔ داغ جگر آتش افکار چه کرد — مردم دیدهٔ تر حسرت دیدار چه کرد
دیدی ای دل که دگر بار غم یار چه کرد
چون بشد دلبر و با یار وفادار چه کرد

وه ازان زلف گره گیر که دلبر آویخت — وه ازان ابروی پرخم چو کمان درآمیخت
وه ازان عارض گلگون بشفق رنگ آمیخت — وه ازان باده که در جام جهان ساقی ریخت
وه ازان نرگس جادو که چه بازی انگیخت
وه ازان مست که با مردم هشیار چه کرد

شکوه از بخت بدارم نه گله از اغیار — برخ رونق گلزار ارم رشک بهار
چشم من گوهر شهوار چنان کرد نثار — که ازان بحر گهر یافت وگلشن انهار
اشک من رنگ شفق یافت ز بیمهری یار
طالع بی شفقت بین که درین کار چه کرد

آفت جان حزین یار اگر کرد نظر — ناوک غمزه دلبر خلش خسته جگر
عشوه و ناز بود پرده در صبر و هنر — آتش عشق بلا ایست به بینید اثر
برق از منزل لیلی بدرخشید سحر

مخمس

در سر کوی توام فرصت تقریر نبود — که مرا کار بجز گفتن تکبیر نبود
تیغ و سر بود بهم موجب تاخیر نبود — قتل این خسته بشمشیر تو تقدیر نبود
ورنه هیچ از دل بیرحم تو تقصیر نبود

زاریم در شب هجران دل خارا خارد — گریه ام در جگر هما عقصه آتش بارد
ناله ام شور بدریا زده طوفان آرد — یارب آن آینهٔ حسن چه جوهر دارد
که در او آه مرا قوت تاثیر نبود

ای بقربان سرت جان و دلم باد نخست — وی فدای قدمت چشم و سر و این تن سست
سرو و شمشاد و گل و عشوه گران جمله درست — نازنین تر ز قدت در چمن ناز نرست
خوشتر از نقش تو در عالم تصویر نبود

منکه از گفتهٔ دل گرد جهان میگردم — در نهانخانه بصد ناز ورا پروردم
در شب تار جنون از طپش او هر دم — من دیوانه چو زلف تو رها کردم
هیچ لایق ترم از حلقهٔ زنجیر نبود

میخورم بر سر مینا و می و جام قسم — من نه آنم که ز ترسائی ز ترسا ترسم
سبب دوریم از چشم سیاهت پرسم — تا مگر همچو صبا باز بکوی تو رسم
حاصلم دوش بجز نالهٔ شبگیر نبود

بس جهان دیده ام و این جهان هم دیدم — وصفهایت ز بد و نیک بسا بشنیدم
در سخنهاے دو عالم سخنی سنجیدم — سر ز حیرت بدر میکده ها گردیدم
چون شناسای تو در صومعه یک پیر نبود

حقهٔ مهر بدان مهر و نشانست که بود

بشنو این نکته ز من خونِ تو ناحق جوشید   گونهٔ پرتو لعلش که چو در می رخشید
شمس را هم از رشش نشئهٔ الوان بخشید   طلب لعل و گهر نیست و گرنه خورشید

همچنان در عملِ معدن کانست که بود

حسن بمثیل و عدلیک ای جان میدارے   شورشی در سر هر پیر و جوان میدارے
عجب انیست با خفاشش گمان میدارے   رنگِ خونِ دل ما را که نهان میدارے

همچنان در لبِ لعل تو عیانست که بود

چونکه کشاف سر از اهل خیانت باشند   بی گمان مستحق لعن و اهانت باشند
راز داران همه اصحاب دیانت باشند   عاشقان زمرهٔ ارباب امانت باشند

لاجرم چشم گهربار همانست که بود

رحم فرما صنما بهر خدا چند عتاب   بسکه از هجر تو بگریست و شد خانه در آب
همچو خورشید نما چهره و بردار نقاب   کشتهٔ غمزهٔ خود را بزیارت دریاب

زانکه بیچاره همان دل نگرانست که بود

ترکِ چشمت اگر آن فوج سیاه زنند   تیغ ابرو و خدنگ مژه هر گه زنند
غلبهٔ کفر بر اسلام چه قهقهه زنند   زلف هندوی تو گفتم که دگر ره نزنند

سالها رفت و بدان سیرت و سانست که بود

تاج ترصیع و قبای زری تخت نشیم   بار برگاه نسنجد همه جاه و حشم
جای امید بصد عجز و بکا و بی خشم   حافظا باز نما قصهٔ خونابهٔ چشم

که درین چشمه نه آن آب روانست که بود

عین آتش شد از این غیرت و بر آدم زد

پدر ما که ز اسرار شده سرافراز
پیش او خویشتن بنهادند ملک روی نیاز
عشق خالق بدل او کرد بصد عجز نماز
مدعی خواست که آید بتماشاگه راز
دست غیب آمد و بر سینهٔ نامحرم زد

آتش عشق چنین نیست که گبر اندوزد
آتش محمره آنیست که خس بر سوزد
یا با آتشکده افروختنش آموزد
عقل میخواست کزان شعله چراغ افروزد
برق غیرت بدرخشید و جهان برهم زد

آب گوهر که بدل خواهش دندان تو داشت
مهر و مه چشم ز رخسار درخشان تو داشت
شانه صد عشق ز گیسوی پریشان تو داشت
جان علوی هوس چاه زنخدان تو داشت
دست در حلقهٔ آن زلف خم اندر خم زد

حالت ز شدگان دیده ای هشیار مخند
در ازل چون طرب و درد بگزیده پسند
واقف راز بشو تا نرسد رنج و گزند
دیگران قرعهٔ قسمت همه بر عیش زدند
دل غمدیدهٔ ما بود که هم بر غم زد

در جهان نیست ز فیضت هوس خوب و زشت
بس بود الفت خاصت که شده جزو سرشت
خوف دوزخ بخیال است و نه امید بهشت
حافظ آن روز طرب نامهٔ عشق تو نوشت
که قلم بر سر اسباب دل خرم زد

مخمس

مدعی وهم و گمان تو چنانست که بود
همی آزاد ز آسیب خزانست که بود
جلوه گر در چمن آن سرو روانست که بود
گوهر مخزن اسرار همانست که بود

کاکه شد گذشته او نیک سرانجام افتاد

لاله رو شیشه کلو باده لب و غنچه دهن — سیم تن رشک سمن سرو چمان زیب چمن
بکشا نرگس چشم و بجا عهد شکن — در خم زلف تو آویخت دل از چاه ذقن

آه کز چاه برون آمد و در دام افتاد

گفته بودم که تو در صوم و نمازم بینی — معتکف در حرم راز و نیازم بینی
تارک آز میکده و عشق مجازم بینی — آن شد ای خواجه که در صومعه بازم بینی

کار ما با رخ ساقی و لب جام افتاد

گاه از فیض ازل چشم ترم پر گهر است — گه ز یاقوت دل و گه ز عقیق جگر است
چون مرا شام و سحر بر کرم او نظر است — هر دمش با من دلسوخته لطف دگر است

این گدا بین که چه شایستهٔ انعام افتاد

زاهدا چون تو ندیدم کسی تنگ دلی — اجهلی بی خردی بیخبری بدعملی
چون سوال تو بامید جواب است بلی — صوفیان جمله حریف اند و نظرباز ولی

زین میان حافظ دلسوخته بدنام افتاد

مخمس

ترک چشمت نه فقط قافلهٔ صبرم زد — زلف هم حلقهٔ در گردن من محکم زد
جلوهٔ ذات برق نه اکنون بدل اعظم زد — در ازل پرتو حسنت ز تجلی دم زد

عشق پیدا شد و آتش بهمه عالم زد

راقم قدر قلم را که بانگشت گماشت — علت غائی مخلوق که بر لوح نگاشت
سرور لشکر هستی چو علم برافراشت — جلوهٔ کرد رخت دید ملک عشق نداشت

طرفه نقلیست که در مضحکهٔ عام افتاد — عکس روی تو چو در آینهٔ جام افتاد

عارف از خندهٔ می در طمع خام افتاد

چون بر اهل خرد عالم کون است سراب — بی سر و پا و فضول است سخنهای شراب

صوفیم صاف بفرمود که اینست جواب — جلوهٔ کرد رخش روز ازل زیر نقاب

این همه نقش در آینهٔ اوهام افتاد

بی خبر را چه خبر از خبر بود و نبود — نه صنم خانه نه میخانه نه مسجد نه سجود

نه فسانه نه ترانه نه چغانه نه سرود — اینهمه عکس می و نقش مخالف که نمود

یک فروغ رخ ساقیست که در جام افتاد

دوش پروانه ز شمع سحری می پرسید — کین چه رمزیست که در گوش من و تو برسید

عاشقان چون بر جانانه بگشتند رشید — غیرت عشق زبان همه خاصان ببرید

از کجا سر غمش در دهن عام افتاد

زاهدا عیب مگیرید که من آزادم — چشم بر جلوهٔ ساقی خودم بگشادم

یک قدم هم که ز حد پای برون ننهادم — من ز مسجد بخرابات نه خود افتادم

اینم از عهد ازل حاصل فرجام افتاد

آنکه چون نقطه بود قایم و سر بر دیار — هر زمان باشدش از شادی و غم صد انکار

حق بگفتی و بگو بهر خدا ای غمخوار — چه کند کز پی دوران نرود چون پرگار

هر که در دایرهٔ گردش ایام افتاد

بهر نظارهٔ آن خوب جوان باید رفت — لیک در همرهی پیر مغان باید رفت

نقل و می بر کف و با سازگران باید رفت — زیر شمشیر غمش رقص کنان باید رفت

شدی برهم که مبادا فتد از بامی طشت یاد باد آنکه چو چشمت بعتابم میکشت

معجز عیسویت در لب شکرخا بود

بهر صید دل عاشق که کمر بربستی بر سمند سیه زانوی دل بشستی
من بدانم تو همان شاهسواری هستی یاد باد آنکه مه من چو کله بشکستی

در رکابت مه نو پیک جهان پیما بود

چونکه خیاط ازل برقعهٔ هستی بردوخت پرده داری که هنر بود بفانوس آموخت
وز صفا جنس کدورت به تجلی بفروخت یاد باد آنکه رخت شمع طرب می افروخت

این دل سوخته پروانهٔ ناپروا بود

خون من ریخت فراقت ز ره بغض و بدی یافتم از مدد عشق حیات ابدی
بر سرم آمده مشغول تماشا تو شدی یاد باد آنکه چو یاقوت قدح خنده زدی

در میان من و لعل تو حکایتها بود

گرچه بودند زحضار بسا هم مشرب از ظریفان و حریفان و ندیمان طرب
جام در دست پر از باده تبسم بر لب یاد باد آنکه دران بزمگه خلق و ادب

آنکه او خندهٔ مستانه زدی صهبا بود

مطلع ملک سخن چون ز کلامت بالاست مقطع کشور معنی ز نظامت برجاست
خوش بگو شعر تو امید قبول دلهاست یاد باد آنکه باصلاح شما میشد راست

نظم هر گوهر ناسفته که حافظ را بود

مخمس

چون سر زلف تو بر عارض گلفام افتاد دست صیاد بلرزید و ز کف دام افتاد

بشوق بادهٔ وصلش که گشته سرمستم   بباختم دل دیوانه و ندانستم
که آدمی بچه شیوهٔ پری داند

نه آنکه تا بده حسن نازنینان شد   سحر که از روشنی در چمن خرامان شد
فتاده سرو زپا برگ گل پریشان شد   بقد و چهره هر آنکس که شاه خوبان شد
جهان بگیرد اگر دادگستری داند

تو چند ز آتش هجران خود دلم سوزی   بگو ز شمع رخت محفلم کی افروزی
کسی بوعده خلافی نیافت فیروزی   وفا و عهد نکو باشد ار بیاموزی
وگرنه هر که تو بینی ستمگری داند

کلام قدس دلا نیست مثل شعر و سخن   نصیحتیست که هر دم زند بدل ناخن
به یاد گیر خوش این نکتهٔ زعلم لدن   تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن
که خواجه خود روش بنده پروری داند

مقیم صومعه بودی تو گشته گمراه   شنیده شعر بزرگان چه میکنی وه واه
توهم بکن بصد امید ورد شام و پگاه   زنظم دلکش حافظ کسی شود آگاه
که لطف نکته و سر سخنوری داند

مخمس

شب ماهیکه در آن مهر تو نور افزا بود   محفل عیش و طرب روشنی دلها بود
مطرب و ساقی دهی رقص تبان بر جا بود   یاد باد آنکه نهانت نظری بر ما بود
رقم مهر تو بر چهرهٔ ما پیدا بود

در غمت همچو غزالان بشدم دشت بدشت   برسیدم بدرت آب چو از سر بگذشت

نه هرکه بت بتراشید آذری داند نه هرکه روی نگار و مصوری داند
نه هرکه زر بکف آرد تونگری داند نه هرکه چهره برافروخت دلبری داند

نه هرکه آینه سازد سکندری داند

نه هرکه تنگ قبا در بر و بروت شکست نه هرکه تیغ بدست و میانش چست ببست
نه هرکه راحت جان جست و سیم و زر بپرست نه هرکه طرف کله کج نهاد و تند نشست

کلاه داری و آئین سروری داند

نه بی لباس فقیر و بدلق و تاج گداست نه جبه پوش مصلی و زاهدی بر داسته
رموز عشق بداند دلی که آئینه ماست هزار نکتهٔ باریک تر ز مو اینجاست

که هرکه سر تراشد قلندری داند

ز عرض و طول و عمق بحر عشق هست برون دران بشکل حبابی است زورق گردون
بعین لجهٔ الطاف خالق بیچون بقدر مردم چشم منست ورطهٔ خون

درین محیط نه هرکس شناوری داند

بزیر قبهٔ زرین فلک شب و روزم ز مهر و ماه زر و سیم محفل افروزم
اگرچه شاه صفت در امور فیروزم غلام همت آن رند عافیت سوزم

که در گدا صفتی کیمیاگری داند

بیاض چهرهٔ بمثل تست نور فزا بیافت از نکه مهر تو ضیا بیضا
بمشکلات خم زلف تست عقده کشا سواد نقطهٔ منیش ز خال تست دوا

که قدر گوهر یکدانه جوهری داند

رسید چون سر زلف نگار در دستم بجان من گره التفات بر بستم

ای روی تو در زلف دوتا بدرِ دجا بود — وی ابروی تو قبلهٔ ارباب صفا بود
از بوی تو تشبیه سیه مشک خطا بود — از ره گذر خاک سر کوی شما بود
هر نافه که در دستِ نسیم سحر افتاد

نام خودش آنکس که در عشاق تو بشمرد — وارسته شد و جان به ادای تو بسپرد
کس نیست که در عشق تو از دست قضا مرد — مژگان تو تا تیغ جهانگیر برآورد
بس کشته و دل زنده که بر یک دگر افتاد

دی مغبچگان جام بکف از ره طاعات — در دیر نمودند باین طرز مناجات
ای نشئه ده میکدهٔ ارض و سماوات — این باده که پرورد که خمار خرابات
از بوی بهشتیش چنین بیخبر افتاد

جانا بگذر از سر مستان خرابات — کین فرقهٔ مدهوش بود دور ز شهوات
در مذهب شان شادی و غم هست مساوات — بس تجربه کردیم درین دیرِ مکافات
با دردکشان هر که درافتاد برافتاد

حاشا که رخ غیر نه من دیدم و نه چشم — با آنکه نه من مجرم و نی کرد گنه چشم
عمریست من آوارهٔ کهسار و تبه چشم — درداکه از آن آهوی مشکین سیه چشم
چون نافه بسی خون دلم در جگر افتاد

هر کس بخیالی ره این بادیه پیمود — حیران شده وامانده بسر منزل مقصود
امید نقاب رخ دلدار که بگشود — حافظ که سر زلف بتان دستکشش بود
بس طرفه حریفیست کش اکنون بسر افتاد

مخمس

مقسومهٔ یک عهد است گو بیش و بسی دادند — قصری بفلک همسر کلبه بخسی دادند
جائی بدل جان و از ملک بسی دادند — جام می و خون دل هر یک بکسی دادند
در دایرهٔ قسمت اوضاع چنین باشد

از آتش حسرت دل چونی تو عرق آلود — از فکر و تردد هانی رنجش و نی بهبود
از عزت و ذلت بین راهی بهمه بنمود — در کار گلاب و گل حکم ازلی این بود
کین شاهد بازاری و آن پرده نشین باشد

عشقیکه دلم دارد زان زلف سیهٔ کافر — چون الفت تن با جان ماند بدم آخر
امید نخواهد شد از خدمت مغ قاصر — آن نیست که حافظ را رندی بشد از خاطر
کان رابطهٔ پیشین تا روز پسین باشد

مخمس

چون دوش مرا بر در ترسا گذر افتاد — در سینه خدنگ نگهی کارگر افتاد
کز چشم من زار گهر بر گهر افتاد — پیرانه سرم عشق جوانی بسر افتاد
آن راز که در دل بنهفتم بدر افتاد

نقاش ازل ساخته هر گونه تصاویر — صد پیچ و خم زلف نهاده پی نخجیر
افشانده دران دانه مقسومهٔ تقدیر — از راه نظر مرغ دلم گشت هواگیر
ای دیده نگه کن که بدام که در افتاد

هر چند ملایک همه مخلوق او بودند — هر صبح و مساجبهٔ طاعات بسودند
گوئی شرف از جوهر چوگان نربودند — بار غم و عرض بهر کس که نمودند
عاجز شده این قرعه بنام بشر افتاد

نرگس ساقی بخواند آیت افسونگری
حلقهٔ اوراد ما مجلس افسانه شد

قصر سما فرش ارض ندرت دست قضا است
آنکه بود دایما قایم و دایم کجا است
نیست امید بقا جملهٔ اینجا فنا است
هان بود یکذات حق مظهر او مصطفی است
منزل حافظ کنون بارگه کبریا است
دل بر دلدار رفت جان بجانانه شد

مخمس

گو باغ بود مسکن گلزار قرین باشد
گو طبع رسای جان بر عرش برین باشد
گو ذهن نزاکت بین چالاک و متین باشد
کی شعر تر انگیزد خاطر که حزین باشد
یک نکته ازین دفتر گفتیم و همین باشد

گر داد آنچه نصیب من در روز ازل مختار
نی دولت کس خواهم نی تاج شهی در کار
بی وقت و بی محنت اجر است بلا تکرار
از لعل تو گر یابم انگشتری زنهار
صد ملک سلیمانم در زیر نگین باشد

بد باطن و بد طینت بد کاره کسی جاهل
از خبث درون او عقلش بشود زایل
گر از ره نااهلی گوید سخنی طایل
غمناک نباید بود از طعن حسود ای دل
شاید که چو وابینی خیر تو درین باشد

آنچه که رقم کردم من از قلم شبدیز
گر حال ابد جوئی هم هست ببین بر خیز
نقلیست ز تصویری شکلیست ازل بتجویز
هر کو نکند فهمی زین کلک خیال انگیز
نقشش بحرام ار خود صورتگر چین باشد

از نه همان گذشت بر سر همایه شد

گرچه سرشت بشر هست ز عشق و تراب
چون بجوانی بشد مایل حسن و شراب
راه دگر می برد صحبت این شیخ و شاب
بر رخ چشم و دلش ز بذ فکنده نقاب

شاهد عهد شباب آمده بودش بخواب
باز به پیرانه سر عاشق دیوانه شد

خنده به رندان زده شیخ که شد حق پرست
ساقی رشک پری دیده پری گشت مست
جلوهٔ دخت عنب دیده که دیده بست
لب بلب ساغر دگر دن مینا بدست

صوفی مجلس که دی جام و قدح میشکست
دوش بیک جرعه می عاقل دفرزانه شد

دودهٔ زلف رسا موبمو سنبل بسوخت
برق تبسم بتافت روشنی چون گل بسوخت
شعلهٔ مهر رخش سینهٔ هر گل بسوخت
لمعهٔ او طور طور مشعله بالکل بسوخت

آتش رخسار گل خرمن بلبل بسوخت
چهرهٔ خندان شمع آفت پروانه شد

راز درونی ما ظاهر و شایع نشد
اختر وصلش ز بخت حیف که طالع نشد
داغ فراقش بدل سوخت و لامع نشد
لخت جگر شد برون چشم که مانع نشد

گریهٔ شام و سحر شکر که ضایع نشد
قطرهٔ باران ما گوهر یکدانه شد

سورهٔ یوسف بدید حسن او چون سرسری
همچو زلیخا بخواست شوق به پرده دری
غمزهٔ چشمش بکرد دعوی پیغمبری
صبح و مسا ورد ما بود که آید پری

گُل
بالضم اخگر آتش
ب

جلوهٔ حسن تو در کون و مکان نور دهد — پنجهٔ ناز تو صبر از دل پاکان ببرد
عاشقان چشم براه اند که دیدار شود — بر زمینی که نشان کف پای تو بود
سالها سجدهٔ صاحب نظران خواهد بود

دیده و جان و دل و سر همه جای تو بود — دین و ایمان و خرد صبر فدای تو بود
جان عالم به تمنای لقای تو بود — بر زمینی که نشان کف پای تو بود
سالها سجدهٔ صاحب نظران خواهد بود

نیست در هر دو جهان هیچ خدای تو بود — دست ما سوی فلک بهر عطای تو بود
چشم ما منتظر نور لقای تو بود — بر زمینی که نشان کف پای تو بود
سالها سجدهٔ صاحب نظران خواهد بود

شده در روز ازل بهر تو این قالب ما — جان جان از چه سبب تو نشدی طالب ما
گر نیست کمان هوس غالب ما — ای که وقتی نکشیده است دلت جانب ما
تا قیامت دل ما بی تو کشان خواهد بود

گفتم آمیده چه حال است چرا رنگت زرد — چشم پر اشک و دل افسرده بلب آهی سرد
آه جانسوز کشان این سخنم گفت بدرد — بخت حافظ اگر این گونه مدد خواهد کرد
زلف معشوق بدست دگران خواهد بود

مسدس

بیعت مغ هر که کرد واصل جانانه شد — بی می الفت دلا کیست که مستانه شد
واعظ افسانه گو منکر افسانه شد — عابد معبد کزین دست بره بیگانه شد
زاهد خلوت نشین دوش بمیخانه شد

مخمس

تا که دهر دور زمان عشق بتان خواهد بود … تا که درد رو کشان آه و فغان خواهد بود
تا ز ساغر به زبان ذکر و بیان خواهد بود … تا ز میخانه و می نام و نشان خواهد بود
سر ما خاک ره پیر مغان خواهد بود

واعظا پند چه گویی که مرا هم هوش است … چون می لعل ز وعظ تو دلم در جوش است
بگذر از من ای جوان شمع دلت خاموش است … حلقهٔ پیر مغانم ز ازل در گوش است
بر همانیم که بودیم همان خواهد بود

خدمت میکده کردیم چو هر شام و پگاه … ساقی کج کله شوخ بما کرد نگاه
آنچه گوییم بر آن دختر رز هست گواه … بر سر تربت ما چون گذری همت خواه
که زیارتگه رندان جهان خواهد بود

در گریبان تفکر تو که سر برده فرو … آنچه از چشم بصیرت دیدی مرا صاف بگو
پیر من گفت سری دارد و بچشم دل جو … برو ای زاهد خودبین که ز چشم من و تو
راز این پرده نهان است و نهان خواهد بود

روی ساقی که بدیدند بصد فرح و نشاط … ساغر باده گرفتندش و دادند رباط
دوش بر دوش پر از هوش روان سوی صراط … عیب مستان مکن ای خواجه کزین کهنه رباط
کس ندانست که رحلت بچه سان خواهد بود

ذوق دیدار تو آورد مرا تا مشهد … پس تمنا برساند از آن تا مرصد
آرزو برد بمعبد چو ندیدم مقصد … چشم آن دم که ز شوق تو نهد سر بلحد
تا دم صبح قیامت نگران خواهد بود

بوسهٔ چند برآمیز بدشنامی چند

ناصحا طلعت ساقی که ندیدی بکتاب　　جرعهٔ می نکشیدی چه کنی روز حساب
یاد داری تو کویم سخنی بهر ثواب　　چون می از خم بسبو رفت و گل افکند نقاب

فرصت عیش نگهدار و بزن جامی چند

سبحه و جبه و دستار و مصلا اخضر　　از همه پیر و جوان خود بتصور برتر
میروی از نظر دلشدگان ابتر　　زاهد از کوچهٔ رندان بسلامت بگذر

تا خرابت نکند صحبت بدنامی چند

بادهٔ عشق چنانست که کوثر جز او　　معنی این سخنم در دل ساغر بجو
چون بگوش شنودی ز هاد جهان ای خوشخو　　عیب می جمله بگفتی هنرش نیز بگو

نفی حکمت مکن از بهر دل عامی چند

آنچه تقسیم ازلی هست به تحویل قضاست　　میدهد اندک و بسیار بهر کس که عطاست
هر توقع دل از حضرت فیّاض سزاست　　ای گدایان خرابات خدا یار شماست

چشم انعام مدارید ز انعامی چند

دارد آنکس که سیه باطن و ظاهر درویش　　همچو گردم بزند نیش بدلهای ریش
سخن اینست چو ان بشنوی ای دوراندیش　　پیر میخانه چه خوش گفت بجرعه کش خویش

که مگو حال دل سوخته با خامی چند

سوزن حرص که چشم دل امید بدوخت　　دیده از بی بصری گنج گناهان اندوخت
جنس عصیان که بازار نیاید بفروخت　　حافظ از شوق رخ مهر فروز تو بسوخت

کامکارا نظری کن سوی ناکامی چند

قرعهٔ فال بنام منِ دیوانه زدند

تو مپندار که تنهاست تنِ عاشق زرد — روی معشوق بود هم زغمم آلوده بگرد
بهر این نکته بیاریم دلیل پردرد — نقطهٔ عشق دلِ گوشه نشینان خون کرد

همچو آن خال که بر عارض جانانه زدند

در طریقی که دلا راه زنی میشنویم — گر ازین قافله گردیده پس و پیش دویم
بهتر آنست پی قافله سالار شویم — ما بصد خرمن پندار ز ره چون نرویم

چون ره آدم خاکی بیکی دانه زدند

هر زمان نام خدا بر لب و با چنگ و رباب — ما برقصیم ز شادی و بنوشیم شراب
فاش گفتیم به امید و همین است صواب — کس چو حافظ نکشید از رخِ اندیشه نقاب

تا سرِ زلفِ عروسانِ سخن شانه زدند

مخمس

شده از خوف رقیبان بدل اوهامی چند — که مبادا بفتد طشت من از بامی چند
چکنم دست کهی نیست بارقامی چند — حسب حالی ننوشته شده ایامی چند

محرمی کو که فرستم بتو پیغامی چند

کیست بی مرشدِ کامل بمقام توحید — از زر و عقل و کمالات و هنر گشت رشید
هان مگر دست ادب بسته بپیش هر که دوید — ما بدان مقصد عالی نتوانیم رسید

هم مگر لطف شما پیش نهد گامی چند

عکس سیمای تو سیمابِ زجاج دل ماست — پرتو لعل لبت نورِ سراج دل ماست
بی رخ مهر تو بس سرد مزاج دل ماست — قند آمیخته با گل نه علاج دل ماست

به بلبلان قفس مژدهٔ بهار مباد — سر نیاز بفرق کسی نثار مباد
به بیقراری من لذت قرار مباد — دل آمید بدام دگر شکار مباد
خلاص حافظ از آن زلف تابدار مباد
که بستگان کمند تو رستگارانند

مخمس

مطربان ساز که در حضرت جانانه زدند — لله الحمد چه خوش بربط مستانه زدند
نه فقط روز ازل بادهٔ شکرانه زدند — دوش دیدم که ملایک در میخانه زدند
گل آدم بسرشتند و به پیمانه زدند

شده حیرت زده عابد زکلام ناسوت — زاهد از خلوت خود جست ز نام جبروت
حالیا صاف بگویم بمقام لاهوت — ساکنان حرم ستر عفاف ملکوت
با من راه‌نشین بادهٔ مستانه زدند

دل من مایل معشوقهٔ بی رحم مباد — که دهد در نگهی الفت سالانه بباد
گره زلف که از ناخن تقدیر گشاد — شکر ایزد که میان من و او صلح افتاد
حوریان رقص کنان ساغر شکرانه زدند

گر زآئین کنند از تو سوالی که و مه — صاف و سنجیده و پاکیزه جوابش تو بده
در مذاهب نبود هیچ ز صلح کل به — جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه
چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند

دوش در گوش دلم مرده زهاتف برسید — کیست در دل شدگان همچو تو آشفته رشید
که دلش از طپش عشق گریبان ندرید — آسمان بار امانت نتوانست کشید

نواسے درد عنادل کند بجان جستن
زحمی بکنی گرفته نگاه متین

گذار کن چو صبا در بنفشه زار و ببین
که از تطاول زلفت چه سوگوارانند

تو آن گلی که بشوق تو بلبلان بقفس
تو آن شهی که بفوق تو نیست حکم کس
تو آن بتی که بجوق توانس و جان بهوس
تو آن توئی که بذوق تو بسته تار نفس

نه من بر آن گل عارض غزل سرایم و بس
که عندلیب تو از هر طرف هزارانند

بزهد خشک منازای ریا اساس برو
بس است آیهٔ رحمت ای ناسپاس برو
بما ز آتش دوزخ مده هراس برو
برو برو بجهنم بحال یاس برو

نصیب ماست بهشت ای خدا شناس برو
که مستحق کرامت گناهکارانند

مرید پیر مغی فکر نوجوانی کن
تو ذکر عشق زبانی مکن روانی کن
خیال جام مے شوق تا توانی کن
بهوش کج کله و کار خسروانی کن

در آ بمیکده و چهره ارغوانی کن
مرو بصومعه کانجا سیاه کارانند

بفکر آب حیاتم بر آمد ز وطن
هزار ها بتمنای آن زهند و دکن
خیال کردم و دیدم ز راه حسن ظن
به اسپ و فیل و شتر می روند بسته دهن

تو دستگیر شو ای خضر پی خجسته که من
پیاده میروم و همرهان سوارانند

ورنه مستوری و مستی همه کس نتوانند

من چه هستم که کنم وصف ای پاکیزه نهاد — گر به نزهتگه ارواح برد بوی تو باد

عقل و جان گوهر هستی به نثار افشانند

جای آنانکه اسیر آمید بود بر افلاک — زاهد ار رندی حافظ نکند فهم چه باک

دیو بگریزد از آن قوم که قرآن خوانند

مسدس

پیادهٔ ره شوق تو شهسوارانند — فتادهٔ سر کوی تو ذی وقارانند
فدای چشم حیای تو شرمسارانند — نثار غنچه دهان تو گلعذارانند

غلام نرگس مست تو تاجدارانند
خراب بادهٔ لعل تو هوشیارانند

ز تو هست با من مسکین عشوه غمزه و ناز — بجان تو هست ز دل عجز و انکسار و نیاز
بلعل لب که حیا مهر زد نکردی باز — شب فراق با آسے نگشته ام دمساز

ترا صبا و مرا آب دیده شد غماز
وگرنه عاشق و معشوق رازدارانند

ترا بحال قتیلان عشوه نیست نظر — ترا نه طرف شهیدان غمزه چشمی تر
ترا ز نالهٔ شبگیر آگهی نه اثر — ترا ز زاری دلگیر کس نداد خبر

بزیر زلف دوتا چون نظر کنی بنگر
که از یمین و یسار است چه بیقرارانند

ز چشم و عارض و زلف تو نت بدل غمگین — بهار نرگس مست و گل سمین نسرین

زخم پیوسته چون ابروی فرخ

دهانش غنچه ها را خون بدل کرد　　تف رخسار گل را مضمحل کرد

خرامش سروها را پا بگل کرد　　نسیم مشک تاتاری خجل کرد

شمیم زلف عنبر بوی فرخ

کسی را خواهش جانم که باشد　　به پیش حشمت و شانم که باشد

ز من اعظم نمیدانم که باشد　　غلام همت آنم که باشد

چو حافظ بنده هندوی فرخ

مثلث

صوفیان محو تماشای رخ جانانند　　در نظر بازی ما بیخبران حیرانند

من چنینم که نمودم دگر ایشان دانند

آنچه گفتند شنیدیم و بگوئیم بلی　　عاقلان نقطه پرگار وجود اند ولی

عشق داند که درین دایره سرگردانند

رمز یکتائی یکتائی ز اوباش مپرس　　وصف رخساره خورشید ز خفاش مپرس

که درین آئینه صاحب نظران حیرانند

سخن عشق خبر دار نیاری بزبان　　گر شوند آگه از اندیشه ما مغبچگان

بعد ازین خرقه صوفی بگرو نستانند

زاهدا خنده مزن زهد ترا زیبا نیست　　جلوه گاه رخ او دیده من تنها نیست

ماه و خورشید همین آینه میگردانند

میسر اینه همین زمزمه مست و هشیار　　مگرم چشم سیاه تو بیاموزد کار

فرخ بفتح اول و سکون ثانی روشنی و نور بود

ونحن نشرب شربا بذلک الاقداح

شراب تلخ کشتان باشس تند خو زاهد | بدپیش ساقی خود آر سر فرو زاهد
بحق اهل خرابات بد مگو زاهد | صلاح توبه و تقوی ز ما مجو زاهد

ز رند و عاشق و مجنون کسی نیافت صلاح

سعادت دو جهان روی خود کسی ننمود | که باب مطلع خورشید هر سحر بگشود
بیا ای ساقی جادو نگه خمار آلود | بیار باده که رونش بخیر خواهی بود

هر آنکه جام صبوحش نهد چراغ صباح

سرم نهاده بخاک درت ای نیک نهاد | بر آن سرم که کنم عرض و زود گردم شاد
برار امید و بحسن قبول کن ارشاد | دعای جان تو ورد زبان حافظ باد

مدام تا که بود متصل مسا و صباح

مخمس

نمود ماه از ابروی فرخ | شمیم مشک از گیسوی فرخ
معطر گل شده از بوی فرخ | دل من در هوای روی فرخ

شده آشفته همچو موی فرخ

ز هجرش آه در عین جوانی | رفیقم گشت ضعف و ناتوانی
نمی یابم مداوات روانی | بده ساقی شراب ارغوانی

بیاد نرگس جادوی فرخ

هدف سازد دل [illegible] و جانی | بود دم مسیحا [illegible] گمانی
نیم خالی [illegible] شکر او زمانی | دو تا شد قامتم [illegible] کمانی

سواد زلف تو تاریکتر ز ظلمت داج

رخ تو قبلهٔ و ابروی تست محرابم — سر ارادت خود را چگونه برتابم
شراب وصل بده یا بکش چو سیمابم — ازین مرض بحقیقت شفا کجا یابم

که از تو درد دل من نمیرسد بعلاج

نمیرسند بحسن خوشش تو مهر و مهی — که میکنی دو جهان را منور از نگهی
امیدوار تو از درگهت رفت کهی — فتاده در سر حافظ هوای چون تو شهی

کمینه بندهٔ خاک در تو بودی کاج

مخمس

بهیچ ملت و دین فتوی نشد اطراح — بقتل بی گنهی عاجزی پر از انجاح
چو پیش رای رزین نیست حاجت ایضاح — اگر بمذهب تو خون عاشق است مباح

صلاح ما همه آنست کان تراست صلاح

ادا و ناز تو بود ظن مصنوعات — دو چشم مست تو فرمود شرح مکنونات
خیال لعل تو بخشود لذت جنات — سواد زلف تو بنمود جاعل الظلمات

بیاض روی تو بگشود فالق الاصباح

بگیر دست من ای دستگیر در کونین — بسوخت شعلهٔ عصیان تنم بجز عینین
که داشتند نظر سوی خاک این نعلین — دو دیده ام صفت حال مجمع البحرین

دل چو آتشم اندر میان او ملاح

نه صرف نام تو ورد زبان ست صبح و شام — که در سرشت روانم بجان توست قوام
بیک پیاله که بر من زنند طعن عوام — پیاله چیست که با یاد تو کشیم مدام

از شب یلدای هجران الغیاث

چشم گریان آه سوزان هر زمان — حال باطن هم ز شکل ما عیان
قصهٔ ما هست بیرون از بیان — خون ما خوردند این کافر دلان

ای مسلمانان چه درمان الغیاث

در جگر صد نشتر غم میخلد — اشک خون از دیده هر دم میچکد
گر زدم هم نیش پی هم میزند — هر زمانم درد دیگر میرسد

زین حریفان بر دل و جان الغیاث

بی تعلق زیر این چرخ کهن — با تن تنها بدار پر محن
در فراق سرو یکتای چمن — همچو حافظ روز و شب بی خویشتن

گشته ام سوزان و گریان الغیاث

مخمس

تو آفتابی و هر ماه رخ بتو محتاج — که از فروغ جمالت ملقبی بسراج
کریم طینت و با دل ولی رحیم مزاج — سزد که از همهٔ دلبران ستانی باج

از آنکه بر سر خوبان عالمی چون تاج

بهیچ دور ندیده و شنیده چرخ کهن — که از کرشمهٔ کرد دو نیم ماه زمن
بدل گذشته بلب نارسیده بود سخن — دو چشم مست تو برهم زده خطا و ختن

بچین زلف تو ماچین و هند داد خراج

قد تو سرو چمان را خرام آموز است — لب تو در جگر لعل آتش افروز است
شعاع شعلهٔ رخسارهٔ تو دل سوز است — بیاض روی تو روشن ترا ز رخ روز است

عکس روحی است که بر نظم رسیم افتادست

رخ به کوثر نکند هر که خورد جام میت　　کی نجات نهد پای چو بشنافت رهت
آخر کار بود مرجع کل خاک درت　　آنکه جز کعبه مقامش نه بد از یاد لبت

بر در میکده دیدم که مقیم افتادست

گفتنی نیست که گویم بدل اسرار عزیز　　پرده از من بکند نرگس بیمار عزیز
جان من هست بامید طلبگار عزیز　　حافظ گم شده را با غمت ای یار عزیز

اتحادیست که در عهد قدیم افتادست

مخمس

ای شفابخش علیلان الغیاث　　ای مغیث مستغیثان الغیاث
چند باید کرد زغیسان الغیاث　　درد ما رانیست درمان الغیاث

هجر ما رانیست پایان الغیاث

بر نگاه ناظران بهتان کنند　　در نقاب نازرو پنهان کنند
در فراق خود جگر بریان کنند　　دین و دل بردند و قصد جان کنند

الغیاث از جور خوبان الغیاث

آئینه کردست بر ما این غضب　　زو دافتد آتشی اندر حلب
تا رسیده حرفی از دل تا بلب　　در بهای بوسهٔ جانی طلب

میکنند این دلستانان الغیاث

بسکه از چاه زنخ افتاد فصل　　چون سکندر آه حیران گشت عقل
نزد عادل نیست دور از وصف عدل　　داد مسکینان بده ای روز وصل

چشم از سلسلهٔ اشک سقیم افتاده است | تا سر زلف تو در دست نسیم افتاده است

دل سودازده از غصه دو نیم افتاده است

روی افسونگر تو جان جواد سحر است | سخن سام لعل تو جواد سحر است
ای سراپای فسون تو مواد سحر است | چشم جادوی تو در عین سواد سحر است

اینقدر هست که این نسخه سقیم افتاده است

قلم صنع چو شکل تو کشید و نگریست | که چنین دلبر نوخاسته چون خواهد زیست
دست قدرت زده داغی مگر از عیب بریست | در خم زلف تو آن خال سیه دانی چیست

نقطهٔ دوده که در حلقهٔ جیم افتاده است

سرو سیمین تو صبح چمنستان بهار | جعد پرچین تو شام خوش زنگ و تاتار
چشم خونین تو میخانه مست هشیار | زلف مشکین تو در گلشن فردوس عذار

پر طاوس که در باغ نعیم افتاده است

گرد مسکن بشتابم چو نسیم بیچان | بسکه گشتم بسر کوی توام سرگردان
جانم آمده بر لب شده بیتاب و توان | دل من در هوس موی تو ای مونس جان

خاک راهیست که در پای نسیم افتاده است

کوه تمکین وفایم دل سنگین مراست | پیش من بحر نمی باشد و طوفان چه بلاست
فکر برداشتنم صبح شنیدم به صباست | همچو گرد این تن خاکی نتواند برخاست

از سر کوی تو زان رو که عظیم افتاده است

گر در یک نظر از رنج دو عالم بغم | باد قربان سرت جان و دل خسته تنم
راست گویم سخنی نیست درین پیچ و خم | سایهٔ سرو تو بر قالبم ای عیسی دم

هرچند که نایدبازتیری که بشد از شست

مخمس

من ندانم که دلم عاشق و دیوانه کیست | مست و سرشار مئی بغش پیمانه کیست
هر زمان ورد زبانم شده افسانه کیست | یارب آن شمع شب افروز کاشانه کیست
جان ما سوخت و بپرسید که جانانه کیست

آنکه ذکرش بخدا آبروی هر دهن است | سرو نازش بادا رونق نهر و چمن است
مهر رویش بضیا جلوه گر انجمن است | حالیا خانه برانداز دل و دین منست
تا هم آغوش که می باشد و هم خانه کیست

پرتو حسن دل افروز که مکتوم نشد | هیچکس نیست که با عشق او موسوم نشد
وز سرمار سیه زلف که مسموم نشد | میدهد هر کسش افسونی و معلوم نشد
که دل نازک او مایل افسانه کیست

رونق تاج و نگین زینت اورنگ برین | حاکم شاه فلک داور شاهان زمین
چشم عالم که ندیدست کهی همچو حسین | یارب آن ماه رخی حوروشی زهره جبین
در یکتای که و گوهر یکدانه کیست

اتفاقا شدم آمیسه چو دی برلب جو | در نظر آمده آن سرو روان خوش خو
برسیده به مشامم ز گل الفت بو | گفتم آه از دل دیوانه حافظ بی تو
زیر لب خنده زنان گفت که دیوانه کیست

مخمس

از من زار بپرسی که چه بیم افتاده است | در بناگوش تو تا در یتیم افتاده است

ما دل بعشوه که دهیم اختیار چیست

ای محتسب گذر زگناه و مرا گذار | سهو و خطای بنده گرش نیست اعتبار

معنی عفو و رحمت پروردگار چیست

امید بر دهان تو مهر رضا سزاست | زاهد شراب کوثر و حافظ پیاله خواست

تا در میانه خواسته کردگار چیست

مثلث

لله بگو ناصح فی الحال چه تدبیر است | در دیر مغان آمد یارم قدحی در دست

مست از می و میخواران از نرگس مستش مست

بر عارض گلگونش خورشید بدل شیدا | از نعل سمند او شکل مه نو پیدا

وز قد بلند او بالای صنوبر پست

نی ظاهر و نی پنهان کین شیوه جز افسون نیست | آخر بچه گویم هست از خود خبرم چون نیست

وز بهر چه گویم نیست با او نظرم چون هست

بر حال من زارم ظالم نظری فرما | چون شمع وجود من شب تا بسحر خود را

می سوخت چو پروانه تا روز زپا بنشست

شو سرمه که تا خود را در دیده توانی دید | گر غالیه خوشبو شد در گیسوی او پیچید

ور وسمه کمان کش شد در ابروی او پیوست

در محفل جانانه یک شمه ز حال ماست | شمع دل دمسازان بنشست چو او برخاست

افغان ز نظربازان برخاست چو او بنشست

شد در طلبت جانا بحسرت زده حافظ | باز آئی که باز آید عمر شده حافظ

آتش زنم دران دل و دیده بر آرمت

از حدت هوا که فتادم در آب و گل — گشتم خراب و خوار شدم مبتلای دل

از بحر رنج برکشم و آر زیر ظل — بارم ده از کرم بر خود تا بسوز دل

دریاب دم بدم که از دیده بارمت

سهو های ما بدر که شاه و گدا ازوست — امید عفو جرم بداریم ماز دوست

قول لسان غیب که فتوای ما بروست — حافظ شراب و شاهد و رندی نه وضع توست

فی الجمله میکنی و فرو میگذارمت

مثلث

بهتر ز جام باده و لعل نگار چیست — خوشتر ز عیش و صحبت و باغ و بهار چیست

ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست

زاهد بگو زکیش تو هم مطلع شوم — معنی آب زندگی و روضهٔ ارم

جز طرف جویبار و می خوشگوار چیست

در کار کردنی تو توقف روا مدار — هر وقت خوش که دست دهد مغتنم شمار

کس را وقوف نیست که انجام کار چیست

ای دل سرت ز جیب تعلق دمی برآر — پیوند عمر بسته موئیست هوشدار

غمخوار خویش باش غم روزگار چیست

خوش گفت در جواب حکیمی سروش دوش — راز درون پرده چه داند فلک خموش

ای مدعی نزاع تو با پرده دار چیست

از مفتیان بپرس که فتوی چه میدهند — مستور و مست هر دو چو از یک قبیله اند

در غیبت وحضور که خدمت گذارمست
ای غایب از نظر بخدای سپارمت
جانم بسوختی وزجان دوست دارمت

از خنجر جفا وستم چرخ هولناک
دل پاره پاره سازد وهم سینه چاک چاک
هرچند خردی بکشد از سر هلاک
تا دامن کفن نکشم زیر پای خاک
باور مکن که دست ز دامن بدارمت

سحار سامری چه زند دم رقابلی
چشم تو عین جادو به افسون که کاملی
لاکن زنقش قادر بیچون تو غافلی
کر بایدم شدن سوی هاروت بابلی
صدگونه ساحری بکنم تا بیارمت

شامی بدیر و مسجد وروزی بدر کهی
رفتم بسوز سینه وبا چشم تر کهی
در آه وناله آه ندیدم اثر کهی
محراب ابروان بنما تا سحر کهی
دست دعا برآرم وبرگردن آرمت

از روسیه فراق بکو ارتقاص کن
شوقم زحد گذشت طلب وقت خاص کن
کشتم چونفس خویش ای جانان قصاص کن
خونم بریز وازغم هجرم خلاص کن
منت بزیر غمزهٔ خنجر گذارمت

در زاری فراق شده دیده آبدار
از قطرهای خون دلم دشت وکوهسار
گردیده است لعل صفت رشک لاله زار
میگریم ومرا دازین چشم اشکبار
تخم محبت است که در دل بکارمت

کاهی ندیدم بجهان چون تو دلبرے
جادو نگاه عشوه گرے نازپرورے
سیمین برے شهنشهی خورشید افسرے
گردیدهٔ دلم کند آهنگ دیگرے

براه راست بجائی نگشته ام گمره　　　　زپادشاه و گدا فارغم بحمد الله

گدای خاک در دوست پادشاه من است

نظر بظاهر من عیب گر کنند بجاست　　　　که همچو اهل صفا پوشم نه دلق دردست

چو کارهای ریائی بمذهبم نه رواست　　　　غرض ز مسجد و بت خانه ام وصال شماست

جز این خیال ندارم خدا گواه من است

اگر ز مخمل کاشان دهد مرا بستر　　　　بخواب بی تو بود خواب در زهم نشتر

نظر به بخشش خاص تو ای کرم گستر　　　　مرا گدای تو بودن ز سلطنت خوشتر

که ذل جور و جفای تو عز و جاه من است

هزار بار دهد مدعی بمن طعنه　　　　شکایتم برد پیش قاضی و شحنه

منم که خوف ندارم ز خنجر و دشنه　　　　مگر به تیغ اجل خیمه برکنم ورنه

رمیدن از در دولت نه رسم و راه من است

چه حاجت است ز تخت و نگینه و افسر　　　　غلام بندهٔ من هست از ازل قیصر

بصد نیاز و گداز دل و بدیده تر　　　　ازان زمان که برین آستان نهادم سر

فراز مسند خورشید تکیه گاه من است

بداد قدرت و عقل رسا تراحافظ　　　　نداشت جمله مهمات بر قضا حافظ

امید نیست درین قول سلی نوا حافظ　　　　گناه گرچه نبود اختیار ما حافظ

تو در طریق ادب کوش گو گناه من است

مخمس

ز مستی ز ناز و عشوه و بردی قرارمت　　　　خواهم که گرد گردم و دل هم نثارمت

دور مجنون گذشت نوبت ماست
هر که را پنج روز نوبت اوست

بسر و چشم دیده نمناک — گر میسر شود ز راهش خاک
راحت دایمی است نیست هلاک — همچو پروانه ها بروی پاک

من و دل گر فدا شدیم چه باک
غرض اندر میان سلامت اوست

بر در روضه حارس است قضا — دست بسته ستاده است بقا
خادم خاص حضرت است رضا — کمترینه کنیزک است حیا

من که باشم دران حرم که صبا
پرده دار حریم حرمت اوست

گو نباشد ز زرق و برق قبا — بس بود پیرهن ز صدق و صفا
رخ پاکش آمیسه بین که چها — نور حق نازل است صبح و مسا

فقر ظاهر مبین تو حافظ را
سینه گنجینه محبت اوست

مخمس

بگو بزاهد خود بین که خیر خواه من است — چرا تلاشی بدکاری و گناه من است
گواه صادق رندی که کج کلاه من است — منم که گوشه میخانه خانقاه من است

دعای پیر مغان ورد صبحگاه من است

نه طالب زر و سیم نه ملک و جاه و سپه — نه مفلسم نه غنی ام نه خوشدلم نه تبه

فکر هر کس بقدر همت اوست

مجمع عفت و یگانه لقب
وه چه عالی نسب بلند حسب
چون کشاید دهان طرب بطرب
در حریمی بود ادب باادب

گر من آلوده دامنم چه عجب
همه عالم گواه عصمت اوست

در خیالم نگشت حرف طلب
کی رسد در دل و دهان و لب
نکشیدم ز آز رنج و تعب
نشنیدم ز هیچ لفظ غضب

مملکت عاشقی و گنج طرب
هرچه دارم همین دولت اوست

بیجمالش مباد منظر چشم
بیهلالش مباد منظر چشم
بی نهالش مباد منظر چشم
بی وصالش مباد منظر چشم

بی خیالش مباد منظر چشم
زانکه این گوشه خاص خلوت اوست

شد برین رنگ متفق آرا
که چسان گشت لعل از خارا
چیست نقش قدم حدوث آسا
ز آتش و آب و باد و گل ما را

هر گل نو که شد چمن آرا
اثر رنگ و بوی صحبت اوست

جم که دم بر گرفت فرصت ماست
چشم ضحاک بست همت ماست
جاه دارا رفت دولت ماست
فر کسری بکشت حشمت ماست

بسا سری که درین آستانه سنگ و سبوست

بتی که در دو جهان بی نظیر و تمثال است
رخش منور دلها و مهر اجلال است
سواد بخش سویدا سیاهی خال است
زبان ناطقه در وصف حسن او لال است
چه جای کلک بریده زبان بیهده گوست

فدای نرگس ساقیست جان باده پرست
که گرد در نگهی مست و بست عهد الست
بداد ساغر آمید عشق خویش بدست
نه این زمان دل حافظ در آتش طلب است
که داغ دار ازل همچو لاله خود روست

مسدس

جان برشتی لیل وحدت اوست
جامه تن بهار خلعت اوست
عقل مفتاح باب قدرت اوست
مظهر حسن و عشق جلوت اوست
دل سراپرده محبت اوست
دیده آینه دار طلعت اوست

عشق بنمود یا ورم بدو کون
وه چه یاور مجاورم بدو کون
چه مجاور دلاورم بدو کون
چه دلاور که داورم بدو کون
من که سر برنیاورم بدو کون
گردنم زیر بار منت اوست

تو و محراب و ما و ابروی یار
تو و تسبیح و ما و زلف نگار
تو و تقوی و ما و دل افگار
تو و انکار و ما و صد اقرار
تو و طوبی و ما و قامت یار

کلاه شاه دهد یا گدا که جمله نکوست / سر ارادت ما و آستان حضرت اوست

که هرچه بر سر ما میرود ارادت اوست

زمن هر آینه بشنو تو فاش و صاف بجهر / منم چو انجم سیاره زیر سطح سپهر
بسا بگشتم و دیدم هزارها خوش چهر / نظیر دوست ندیدم اگرچه از مه و مهر

نهادم آینه ها در مقابل رخ دوست

برای وصف تو پیدا زبان بهر دهن است / بشوق لعل تو خون گشته کوه در یمن است
بعشق بوی تو مشک از خطا نه در ختن است / نثار روی تو هر برگ گل که در چمن است

فدای قد تو هر سروبن که بر لب جوست

صباح بود همین ورد بو فروشان را / که هیچکس نخرد مشک و عطر و ریحان را
کند جهان معطر چه قدر انسان را / اگر تو شانه زدی زلف عنبرافشان را

که باد غالیه سا گشت و خاک عنبر بوست

دلم که در پی زهاد سالها بشتافت / کسی به پوشش جرمم ردای عفو نبافت
کنون ستارهٔ بختم به اوج جاه بتافت / رخ تو در نظر آمد مراد خواهم یافت

چرا که حال نکو در قفای فال نکوست

اگر تو خواهی که مکشوف راز ما بشود / شنو ز عاشق تفته جگر برفته خرد
نسیم را خبری از درون کس نه بود / صبا ز حال دل تنگ ما چه شرح دهد

که چون شکنج ورقهای غنچه تو بر توست

مرا ز روضهٔ بی غم کشیده آه هوس / دلم بیاد وطن میطپد نفس بنفس
میان قافله فریاد میزنم چو جرس / نه من سبوکش این دیر رندسوزم و بس

قبول خاطر و لطف سخن خدادادست

مخمس

خیال حسن بتان دولت خدادادست ازین نگار بهاری همیشه دل شادست

زفیض مغ که بسا پند با مرا یادست بروی نگار رخ خود ای واعظ این چه فریادست

مرا فتاد دل از دست ترا چه افتادست

چه دستهای نگارین نه زنگ بست از هیچ چه چشمهای خمارین نگشت مست از هیچ

دهان او که نشانش سخن نجست از هیچ میان او که خدا آفریده است از هیچ

دقیقه‌ایست که هیچ آفریده نگشادست

فدای بوی تو ریحان ماه کنعانی است نثار روی تو انوار مهر روحانی است

رحیل سوی تو فارغ ز بار جسمانی است گدای کوی تو از هشت خلد مستغنی است

اسیر بند تو از هر دو عالم آزادست

بشوق لعل لب شوخ شنگ بی بدلی مدام جام بدست و صراحی در بغلی

مرا نبود بجز می کشی دگر شغلی اگر چه مستی عشقم خراب کرد ولی

اساس هستی من زان خراب آبادست

به نوجوانی چرا کرده پشت خم حافظ بهر کلام امیدی خوری قسم حافظ

دلیل زور تو کافی است چشم نم حافظ برو فسانه مخوان و فسون مدم حافظ

کزین فسانه و افسون مرا بسی یادست

مخمس

یکیست شاهد بی عدیل و مثل نه دوست بملک حسن شهنشاه خنده رو خوشخوست

چه نسبت است ترا زین فریبگاه کثیر | ترا ز کنگرهٔ عرش میزنند صفیر

ندانمت که درین دامگه چه افتادست

اگرچه هست ترا علم و قوت گفتار | که میدهی بتلامیذ درس لیل و نهار
ولی ز رمز درونی نداری استحضار | نصیحتی کنمت یاد گیر و در عمل آر

که این حدیث ز پیر طریقتم یادست

مخور فریب ز حسن و جمال بکر نژاد | مشو فریفتهٔ لعل لب که هست جواد
مده دلت که قیامش ندید کس به وداد | مجو درستی عهد از جهان سست نهاد

که این عجوزه عروس هزار دامادست

کجاست دولت شاهان ما سبق چو قباد | کجاست قصر معلای شان که بود آباد
کجاست تاج و کجا سر زمانه داد بباد | غم جهان مخور و پند من مبر از یاد

که این لطیفهٔ عشقم ز ره روی یادست

نهاده اند چو روز ازل بصدق و صفا | گشاد و بست همه کارها بدست قضا
چرا کنی تو تدابیر برخلاف رضا | رضا بداده بقضا و ز جبین گره بگشا

که بر من و تو در اختیار نگشادست

دل بهار بجا نیست در تبسم گل | ترحمی ز صفا نیست در تبسم گل
علامتی ز بقا نیست در تبسم گل | نشان عهد و وفا نیست در تبسم گل

بنال بلبل بیدل که جای فریادست

کنند جان فدا اهل بزم بر حافظ | چه بزم بلکه به میدان رزم بر حافظ
منم امید بگو چیست عزم بر حافظ | حسد چه میبری ای سست نظم بر حافظ

که سرپوش از طبق بردارم امشب

بین امید چرخ از دور گردد / زمین لرزیده فرسش خود نوردد

نباشد جور انسان هیچ بردد / نماند خوف هر خونخوار در دد

همی ترسم که حافظ محو گردد

ازین شوری که در سر دارم امشب

مخمس

نظر بجسم و جوانی دلت چرا شاد است / بسطح آب دمی چون حباب آباد است

به نیم چشم زدن هست نیست ایجاد است / بیا که قصر امل سخت سست بنیاد است

بیار باده که بنیاد عمر بر باد است

کسیکه گوی توکل ز دست حرص ربود / نجات یافت ز نفس فرومردود

برابر است به نزدش وجود بود و نبود / غلام همت آنم که زیر چرخ کبود

ز هر چه رنگ تعلق پذیرد آزاد است

بدست جام شراب و مدام چشم پر آب / بسوزهای درونی دلیست رشک کباب

اگر چه ظاهر رندان بود خلاف کتاب / چه گویمت که بمیخانه دوش مست و خراب

سروش عالم غیبم چه مژدها داد است

که ای منور انوار روی مهر جبین / که ای نوید ده ساکنان خلد برین

که ای همای فلک آشیان و عرش قرین / که ای بلند نظر شاهباز سدره نشین

نشیمن تو نه این کنج محنت آباد است

چه الفت است ترا با کثیفه ای پیر / چه انست است ترا از قبیح بد تصویر

نوید وصل کرده دور دردم
به دیدارش فزوده شوق هردم

[illegible] زرد هجران در نوردم
شوم قربان بجان گردش بگردم

چو دیدم روی خوبش سجده کردم
بحمد الله نکو سر دارم امشب

بخواندم از کرم پیشش نشستم
ز بند هر دو عالم خوش برستم

دلم در زلف مشکینش به بستم
بگفته خوش دلی گفتم خوش مستم

برات لیلة القدر بدستم
رسید از طالع بیدار امشب

هر آن کز خاک هستی سر بر آورد
ز بی آبی چه رنگ دیگر آورد

هوای آتشی در سر در آورد
که برگ و شاخ و غنچه کمتر آورد

نهال عیشم از وصلش بر آورد
ز بخت خویش برخوردارم امشب

بجا عبرا و کردانست کردون
جهان از مفتی و ملاست مشحون

نه کم گشته است و نی از سابق افزون
چرا محزد لی و با فکر مقرون

کشد نقش انا الحق بر زمین خون
چو منصور ار کشی بر دارم امشب

ز بهر انکشاف رمزش اکثر
شمردم سالها هر چند اختر

ز رمال و منجم خوانده دفتر
چو راز اوست از ادراک برتر

بران عزمم که گر خود میسر ود سر

حدیث از مطرب و می گو و راز دهر کمتر جو
که کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را

بباغ زندگی آنان که تخم عیش میکارند — وجود خود زنادانی بخاک لعب بسپارند
بصد حسرت بوقت مرگ اشک سرخ میبارند — زهی احوال آنمردم که بیکارند و باکارند

نصیحت گوش کن جانا که از جان دوستر دارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

سوال بوسه تا کردم که عیسیم از عدو گفتی — گناه بیگناهی را چرا ای تند خو گفتی
زخم دیده شدی برهم کلام کو نکو گفتی — ترا یک حرف هم گفتم که در حقم تو دو گفتی

بدم گفتی و خورسندم عفاک الله نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخا را

بوصف و مدح اشعارت که با تاجاودان حافظ — زبانم بی زبان هست و دهانم بی دهان حافظ
زجام و باده گلگون مهیا شد مکان حافظ — دل امید میخواهد که باشی اندران جا حافظ

غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ
که بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

مسدس

زجام شکر حق سرشارم امشب — که بخت خفته شد بیدارم امشب
اگر گویم سر سردارم امشب — سزد بخشم درشهوارم امشب

تعالی الله چه دولت دارم امشب
که آمد ناگهان دلدارم امشب

بخال هندویش بخشم سمرقند و بخارا را

یکی از قلقل مینا صدای بیگناهی یافت　　یکی از گردش جامی دماغ پادشاهی یافت
یکی از نور صهبا نجات از روسیاهی یافت　　یکی از جرعهٔ بی غش طریق دین پناهی یافت

بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت
کنار آب رکنا باد و گلگشت مصلی را

به رقص زهره رویان شد دلم چون مایل و مرغوب　　شدم در مجلس انور که خوبی گفت آن خوب
به شکل سادهٔ پرکار هر یک جان ستان محبوب　　گهی چون ماه تابان و گهی در پرده محجوب

فغان کین لولیان شوخ و شیرین کار شهرآشوب
چنان بردند صبر از دل چو ترکان خوان یغما را

تو دانی شهرهٔ حسنش ز ذوق و شوق انسانی است　　معاذ الله یقین دانی خیال خام و نادانی است
رخش مهر و جبین ماه و لب او لعل رمانی ست　　مثال برق لمعانی گهی پیدا و پنهانی است

ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی است
بآب و رنگ و خال و خط چه حاجت روی زیبا را

اگرچه من زجانانه سخن گفتن توانستم　　مگر از خوف بدنامی گهی طرفش نه نگرستم
دلم را بهر پابوسش بصد اخفا که بفرستم　　نیامد باز نزد من به هجرش زار بگرستم

من از آن حسن روز افزون که یوسف داشت دانستم
که عشق از پردهٔ عصمت برون آرد زلیخا را

بگویم نکته بشنو ز عقل و نقل اے خوشخو　　یکی مصنوع می فهمد یکی داند همه خودرو
بچشم دل ببین آخر چه حیرانند این هر دو　　تو فکر هر دو عالم را ز لوح خاطر خود شو

کویم همین سخن دهدم گر سزا خوش است   چشمی ز نشه مست بود عین ما خوش است

مستی بچشم شاهد دلبند ما خوش است
زان رو سپرده اند بمستان زمام ما

هردم حضور باش تو باشان همسری   چون سلسله به زلف بداری تو سروری
اکنون زحال دل شده کان بودی مظهری   کویم بعجز و زاری ندانی چو سروری

ای باد گر به گلشن احباب بگذری
زنهار عرضه ده بر جانان پیام ما

گو رنگ سرخ ماست مبدل به اصفری   گو چشم زار ماست پر از اشک احمری
گو شاه جسم ما بسر آمد زخود سهری   گو شکل خوار ما نشناسی چو بنگری

گو نام ما ز یاد بعمدا چه می بری
خود آید انکه یاد نیاری ز نام ما

آدم چو کرد شوق مکان لامکان براند   آورده از بهشت فلک بر زمین نشاند
در انتظار یار که صبر سے بدل نماند   نالید در فراق و بامید ها بخواند

حافظ ز دیده دانه اشکی همی فشاند
باشد که مرغ وصل کند قصد دام ما

مسدس

خوشا شوخی چو بنماید دمی زلف چلیپا را   هزاران رونق تازه بود دین مسیحا را
دگر از ناز بردارد نقاب روی زیبا را   شه افلاک برگیرد حجاب روز شبها را

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را

ساقی بنور باده برافروز جام ما
مطرب بگو که کار جهان شد بکام ما

در وادی تلاش چه شبها دویده ایم
جام شراب صبح و مسا بس کشیده ایم

در میکده بدقت و محنت رسیده ایم
وصف دهان دوست زمینا شنیده ایم

ما در پیاله عکس رخ یار دیده ایم
ای بیخبر ز لذت شرب مدام ما

روی بهار زرد و گلشن شود خزان
کوکو کنان چو فاخته گردند دلبران

خوبان شوند نقش چو تصویر بی روان
حیرت کند فلک بتحیر بود جهان

چندان بود کرشمه و ناز سهی قدان
کاید بجلوه سرو صنوبر خرام ما

جان دگر و راست که سازنده شد بعشق
راه قدم شناخت که تازنده شد بعشق

روح سبک بیافت که بازنده شد بعشق
نازد بخود سزاست که نازنده شد بعشق

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق
ثبت است بر جریدهٔ عالم دوام ما

زاهد بزهد خویش و طعامش ز خلق راست
صوفی کشیده جام می از این و آن رباست

کین نعمت لذیذ بآئین او روا است
دستش بدست ساقی و در میکده بجاست

ترسم که صرفه نبرد روز بازخواست
نان حلال شیخ ز آب حرام ما

نی سبزه خوش نه نرگس و آب و هوا خوش است

نی گل خوش و نه سنبل و ابر و فضا خوش است

تا بر تو عرض دارد احوال ملک دارا

چون نظم پرمعانی دل راز جا جهاند	اعجاز خود مسیحا در شعر تر بداند
صوفی به بزم زاهد گفتن همین تواند	گر مطرب خوش الحان این پارسی بخواند

در رقص و حالت آرد پیران پارسا را

هر چند دختر رز در شیشه نهان ماند	زاهد ز خبث باطن از پرده اش بدراند
عابد پیش دوید و دست تهی برافشاند	آن تلخ وش که صوفی ام الخبائثش خواند

اشهی لنا و احلی من قبلة العذارا

چون شعله تعشق داغ دلی فروزد	پروانه سان بباید چشم خودی بدوزد
گردید هر که روشن باد حیا فروزد	سرکش مشو که چون شمع از غیرتت بسوزد

دلبر که در کف او موم است سنگ خارا

از راه حق پرستی سنگ خودی شکستی	باب طمع به بستی از فکر رنج رستی
عالی همم تو هستی ز انکسار پستی	هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی

کین کیمیای هستی قارون کند گدا را

زاهد بحال مستان چشم خودی چو بگشود	وز طرز شاعرانه برلب سخن بافزود
پیر ره امیدم خوش نکته بفرمود	حافظ بخود نپوشید این خرقه می آلود

ای شیخ پاکدامن معذور دار ما را

مسدس

مقبول نخبه مغز شده شعر خام ما	منظور اهل فضل گشته کلام ما
در جلوه گاه آمده ماه تمام ما	آنچه دلم بخواست برآمد مرام ما

بالفتح جمع عذرا بمعنی آن دوشیزه که دختر [illegible] ١٢

گرداب یاس هردم در فکر غرق تهنیر | کشتی شکستگانیم ای باد شرطه برخیز
باشد که باز بینیم آن یار آشنا را

در انتظارت ایجان چشمم شده است پرخون | در آرزوی وصلت دل گشته است محزون
نمای رخ که گردد حسنت چو ماه افزون | ده روزه مهر گردون افسانه ایست افسون
نیکی بجای یاران فرصت شمار یارا

در موسم بهاران بگشاده زلف سنبل | وز شرق نوای بر سر دگر د صلصل
در محفل بهائی چون شد صدای قلقل | در حلقهٔ گل و مل خوش خواند دوش بلبل
هات الصبوح هبوا یا ایها السکارا

هر چند بی لیاقت آمادهٔ ملامت | بی برگ از سعادت دلگیرم از مذمت
جانم فدای راهت چشمم نثار قامت | ایصاحب کرامت شکرانهٔ سلامت
روزی تفقدی کن درویش بی نوا را

از حکم روز اول اصلا خبر ندادند | وز بهر غیب بینی بالکل بصر ندادند
از راه راست و کج راهی چو در نداند | در کوی نیکنامی ما را گذر ندادند
گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

ای جان جان جانان عقلت کدام طرف است | گر نام نیک خواهی فعلت نشان ظرف است
نشنیده باشی بشنو این نکته شگرف است | آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
با دوستان مروت با دشمنان مدارا

هر هفت هفته با نور زینده هست و خوشتر | دل می برد بآنی از غمزهای اکثر
اسلوب دار فانی گر نیست بر تو اظهر | آئینهٔ سکندر جام جم است بنگر

بضمتین صاد و فاخته ۱۲

مرا در منزل جانان چه امن و عیش چون هر دم
جرس فریاد میدارد که بر بندید محملها

سواد زلف پیچان میکند دیجور را کامل
خطوط چین پیشانی بمواجی بسا مایل
عجب دریای شور افزاست بحر عشق بی ساحل
شدم بی کشتی و بی ناخدا دل در بغل راحل

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین هایل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلها

بدانستم که بی ایمای پیر مغ بود طاهر
دم انگور در مستی کشیدم ساغری باهر
چو از بنت عنب دست و بغل گشته شدم ماهر
که بیجا کرده ام اکنون بگردد برکنی ظاهر

همه کارم ز خودکامی به بدنامی کشید آخر
نهان کی ماند آن رازی کزو سازند محفلها

نصیحت میکنم از دل ز گوش جان شنو حافظ
به پیش اهل جاه و تمکنت هرگز مرو حافظ
به پای سعی بیجا صل پی فانی مدو حافظ
با امید مدامی نزد مغ کن دل گرو حافظ

حضوری گر همیخواهی از و غایب مشو حافظ
متی ما تلق من تهوی دع الدنیا و اهملها

مخمس

در معبدی گذشتم دیدم بتی قضا را
میداد چشم مستش درس حیا حیا را
جانم نثار کردم بر صورت خدا را
دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را
دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا

سرگشته زورق دل در بحر هجر انگیز
سر در هوای وصل و چشم از سرشک لبریز

همچو نوشیروان درین عالم … نام او بر زبان بود موجود
بس امید ابه حشر او صافش … اینقدر کو کز و همه خوشنود
سال رحلتش سروش با سر آه … محسن خاص و عام شد فرمود ۱۲۷۱

تضمین غزلیات خواجه حافظ علیه الرحمه

مسدس

بفکر شاهد معنی که میگشتم به محفلها … بحمد الله که دیدم صورت روشنگر دلها
دلش دادم زخود رفتم بساجستم بمنزلها … نمی یابم چها جویم به بر و بحر و ساحلها

الا یا ایها الساقی ادر کاسا وناولها
که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها

اگر گویم که موی اوست لیل قدر میشاید … که مهر روی تابانش میان شب نظر آید
شمیم کاکل او چون دم تاتار افزاید … بوصف زلف هندیش غزال عشق فرماید

به بوی نافهٔ کاخر صبا زان طره بگشاید
ز تاب جعد مشکینش چه خون افتاد در دلها

ز باده دست و روی خویش صوفی در سبو شوید … مقام خلوت و جلوت رضای دخت رز جوید
براه میکده شادان پی ساقی خود پوید … بهر حال بوی واجب کل تسلیم را بوید

به می سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید
که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلها

چه پرسی حال دل از من ببین بشکل تن زردم … بهار زعفرانم هستم زرد یاس دل سردم
رسیده از سفر اینجا گرفتار عجب دردم … که یکدم هم نیاسودم که گویندم چها کردم

خاص درحق مومنین ازدل ‌ ‌ ‌ لطف برلطف بارها افزود

قطعه

حق تعالی که درکلام مجید ‌ ‌ ‌ وصف نصرانیان چنین فرمود
آنکه خودرا نصاری میگویند ‌ ‌ ‌ بامسلمان قریب تر مودود
که دران عالمان ودرویش اند ‌ ‌ ‌ نی تکبر کنند مثل یهود
چونکه ممدوح کرده احیا نها ‌ ‌ ‌ اغلب ازخاندان آنان بود

قطعه

چون پس وعده نیست تاخیری ‌ ‌ ‌ زد داعی حق رود موعود
صبحگه دویم دسمبر بود ‌ ‌ ‌ چار وپنجاه وهژده صد معدود
در وطن پیش خویش ودلبندان ‌ ‌ ‌ اینجهان رانمود خوش پدرود
در دل دوستان صادق خود ‌ ‌ ‌ کاشته رفت تخمهای ودود

قطعه

ای که پرسی که طرف ملک بقا ‌ ‌ ‌ رخت هستی ببست وچون زود
ازگزا حسن نکوکاری ‌ ‌ ‌ راه صد سال عمر خود پیمود
قلب احباب چون نگردد سرد ‌ ‌ ‌ آتش آرزواست بس مبرود

قطعه

نی فقط عیسوی درین ماتم ‌ ‌ ‌ هم زاسلامیان وقوم هنود
وادریغ آه گفت ازته دل ‌ ‌ ‌ خبرارتحالش هرکه شنود
خوش نصیب است آنکه خلق الله ‌ ‌ ‌ درحیات وممات او بستود

ازدو جانب دبیر با تدبیر	بر قراطیس خامه ها فرسود
تا بهفتاد سال فصل نیافت	از تدابیر اهل بست و کشود
گشت چندین فساد و کشت و خون	سپه تادیب شد حضور جنود
آخر کار حسن تدبیرش	خوب فرموده انفصال حدود

قطعه

گر فتادی ز اختلاف دو رکن	در سر رشتهٔ امور عقود
بارها عقده هاے لاینحل	ناخن فکر عالیش بکشود
غم دلهاے خسته و مظلوم	صیقل عدل او بسی بزدود

قطعه

حاصل زرع سعی موفورش	بهر سر کار نیک نام و نقود
شد براے مزارع و تجار	امن و آسایش و امان بهبود
بهر هر ستمند و مظلومے	در زیان خودش نموده سود
باعث همت بلند نشد	دست صافش بگرد حرص آلود
در فضاے دکن بچالاکی	بارها گوے نیکوئی بربود
در سرشتش نبود لوث حسد	نزد حساد بیجا محسود
شاهد عادل برین دعوے	نیکوئی های اوست بس مشهود
علت غائے مشقتهاش	خوبے این دیار بد مقصود

قطعه

وعده کردن وفا نمودن چه	کارها ساخته نکرده عهود

بهر تاریخ از سر طاعت ‎ ‎ هاتفم گفت رستم ثانی
۱۲۷

قصیده متضمن شمه احوال خیر مآل رزیدنت حیدر آباد جناب دیتن صاحب بهادر

بی ثبات است ارض و چرخ کبود ‎ ‎ کین جهان است نقل نقش وجود
در مقام فناست شاه و گدا ‎ ‎ حی و قیوم هست یک معبود
دفعتا میزند درای رحیل ‎ ‎ این سرا نیست جای خواب و غنود
جد و آبا که پیشتر رفتند ‎ ‎ بهر عبرت دلایلند و شهود
اشرف و اکرم و حمیده خصال ‎ ‎ اعنی دیتن بهادر ذی جود
پدرش جنرل عظیم الشان ‎ ‎ مادرش بنت ڈاکتر مین بود
گوهر بی بهای بحر شرف ‎ ‎ در سن هجده صدی مولود

قطعه

سی و شش سال شد که از لنڈن ‎ ‎ حیدر آباد کرد جای ورود
زانکه والا نسب بلند حسب ‎ ‎ بود از علم و تجربه محمود
از صلاح سران سرکارین ‎ ‎ بهر تنظیم ملک شد معهود
بین گوداوری و کشنا رود ‎ ‎ سالها نظم و نسق هیچو نمود
که بعهد حکومتش یکسر ‎ ‎ باب جور و جفا شده مسدود
مفسد و بد نهاد و غیبت گو ‎ ‎ پیش ادنی ملازمش مردود
در همه سو بسوق نظم او ‎ ‎ یکبیک جنس زور شد مفقود

قطعه

در میان دو ملک سرکارین ‎ ‎ که نبوده نشان سنگ سدود

رنگ روی سیاه او بپرید	شد همانندم به شکل یرقانی
روشنی بخش دیدهٔ احباب	بود چون سرمهٔ صفاهانی
جمله مشکور حسن خلق او	چه ز ایرانیان و تورانی
قبل یک هفته از وفات نمود	مسکنم از قدوم نورانی
تا دم واپسین ز راقم نظم	راه و رسم قدیم ارزانی
مجمع لطف و منبع اخلاق	اینقدر بس ز خوف طولانی
یافت هشتاد و پنج سال ز عمر	با حواس برون و پنهانی
ده و دو از ربیع اول صبح	با وضو شد بملک روحانی
بهر تاریخ از سر طاعت	هاتفم گفت رستم ثانی ۱۲۷۰
تا کجا ای امید حرف زنی	همچو طفلان براه نادانی
حیف و افسوس رفتگان چه کنی	کین جهان است عالم فانی
بهر اموات خویش و بیگانه	زین چه بهتر که فاتحه خوانی
رب اغفر ذنوبه وارحم	بارگاه تو هست غفرانی
در امور جهان ترا اهم است	فکر جشن عظیم نگرانی
وقت جلوه گری شاهد حق	بر سریر جلیل رحمانی
چه بری رونما که نزد تو	نیست نقدی بجز پشیمانی
هان مگر لا اله الا هو	خاتم جوهر مسلمانی

این قطعه بر سنگ مزار مرحوم کنده شد

آه شجیع رزم میرزا محسن	با وضو شد بملک روحانی

وامانت ساعی امور خیر گلشن آغا محسن صاحب مغفور مبرور

نقش هستی چو برق لمعانی — برخی پیدا و بسکه پنهانی
نزد اهل یقین است مثل حباب — زندگانی این جهان آنی
اشجع رزم میرزا محسن — کازرونی بحکم ربانی
با وقار آمده درین بلد — شد ملازم بفضل سبحانی
چند گه ماند با مهیپت رام — کامران چون عزیز کنعانی
بعد سه سال راجه چندو لعل — امر کرد از ره قدردانی
بهر امداد راجه ستیل داس — بود کو ناظم تلنگانی
سالها بعد فوت آن حاکم — ملک را کرد خود نگهبانی
در فضای تلنگ با فرحت — خیلی ایشان نمود جولانی
در حروب تفنگها یکسر — تاخته باکشاده پیشانی
زخم خورده ولی به بشرهٔ او — یکسر مو نه بد پریشانی
مبلغ واجبی سرکاری — برگرفته زکشت دهقانی
باعث محنت و مشقت او — مال سرکار را فراوانی
زین سبب فرقهٔ زمیداران — گشته بی شبهه دشمن جانی
بهر تالیف قلب کردندی — با تکلف صلای مهمانی
یا تواضع نمودی نا کرد — بد به دل خیر خواه نی نانی
الحذر می‌نمود در هر حال — ز ارتکاب امور شیطانی
هر که بشنید نام نامی او — از زمیدار و راجه و رانی

رسیدم شب اینجا روم در مکانی اگر لطف فرمانبی انجا زمانی
دلم محرم کعبه خلق بوده که ایما برای حضوری نموده
صباحی سعیدی که خود او ستادم محمد امیر الله مفتی اول
ز تاثیر فیض توجه باطن ز ارشاد هر نکته هر بند ظاهر
که ترویج آن در دو عالم بکثرت بلا سکه و ضرب شاه و وزیر است
چو کرنل تو سالها بود باعث که غربت گزینم برای رجایی
صباح رخص فضیلت مآبم اذان داد و بنوشته لوح جبینم
زهی کوشش کرنل نیک سیرت بهمراهی کپتن صاحب
جواب عرایض بتکمیل تلقین موشح بفرموده تا استقامت
چهل سال بگذشته گر مرشد من نامه رسید و سلام پیامی
ز هجرت هزار و دو صد بود و هفتاد و شش سن شهر ربیع و جمادی ثانی
چه آیات ارشاد آن ره نمایم که مشمول اوراد بعد صلوة است
بحسن ارادت خلوص عقیدت دلم گفت اکنون بجان فاتحه خوان
بتوفیق زهد و صلاح و تصوف بتایید تقوی و اعمال حسن
زهی پارسای پسندیده حق که بر طبق ارشاد صوفی برحق
چه کوشش نموده بامرکه بوده خوشی رسول و رضای الهی
رسیده است آنچیکه در خاطر من نوشتم برین کاغذ خون افشان
بقا و ثبات و قیام و دوامی که مخصوص ذات غفور الرحیم است

شوی همچو مرد مقیمی گزینی ز فکر غریبی محق دعا شد
مه چارده یوم احرام بستم بلا مانعه طوفش بصبح و مسا شد
بر افضل الدهر بوده بگفتم قران مه و مهر خوش رو نما شد
ز اکسیر انظار آن مهر انور مس قلب قلبم چه خالص طلا شد
ورود و نزولش بهندوستانم برای من و عالمی کیمیا شد
ز برکات لفظ خوش الخلایش بحال من زار فضل خدا شد
بفرموده در هر زمان و مکانی نگهدار عالم حفیظ شما شد
مسافر شدم حیدرآباد رفته رسیدم بجائی که جایم بجا شد
مفوض به هادی مطلق نموده زیارت کنان سوی سلطان سرا شد
درین عرصه از دست فکر و تردد بجان و تن من جهانا جهانا شد
بوقت تلاوت درون دل من که این راز سربسته ناگاه وا شد
بعین قرأت چو تصویر ما کش بچشمم درآمد دل من رجا شد
که ملا محمد شریف افندی اسلام بولی بملک بقا شد
جدا گشته از مجلس شاه امجد زهی اوج در محفل مصطفی شد
باصل خودش رفت و آرام بگرفت چو قطره که در بحر افتاد ما شد
که نزدیک شاه و گدایان عالم ملقب بهادی و حاجت روا شد
ندانم چه حال است الله اعلم دلم با صواب است یا بر خطا شد
نظر بر فنای جهان و جهانی که بیند مسئول صبر و رضا شد

قصیدهٔ مخمسی متضمن حرفی از صفات خوبیهای سخایات جوهر تیغ شجاعت گوهر بحر دیانت

پس دفن صندوق مرحومه خاتون تمنای دیرینه در دل که بود
چو بر مرقد شه فتاده نگاهی کشیده ز سوز درون هر دم آهی
فزون تر شده رنج و افسوس و هم غم ز تاثیر آیات مظلومیت هم
چو بالراس والعین با استقامت همی رفت هر روز بهر زیارت
نوشته به محمود سلطان عالم همه جسم هستند و تو جان عالم
گر اینجا قریب است دریای هندی اگر امر باشد در اقصای هندی
خوشا حال سلطان صافی نژادان ز مضمون نامه چنان گشته شادان
وزیرش گورز جنل را نوشته که ملا محمد شریف ستوده
بهر حاکم شهر و قصبات و هر ده شود حکم مطلوب و مرغوب شان ده
بتعظیم و توقیر آن برگزیده بکوشند آنان بخلق حمیده
چو بر بحر بمبی سفینه رسیده گورنر فرستاده کشتی و غیره
بهر جنگل و کوه و دشت و بیابان شنیدی مزاریست میشد خرامان
ز پونا ستارا و برهان پور و زاورنگ آباد تا ناگپور تش
همین طور در حیدرآباد رفته توقف بفرموده تا چند هفته
برای ملاقات شیخی مجسم بتاریخ اولای شوال اکرم
که چشمم بافتاده بر مهر روئی فرشته وشی با زبانیک خوی
با داب شایسته شان ایشان سر عجز بردم بقربان ایشان
بپرسید نام و هم از زاد و بوم ز کسب علوم و کمال و قرا دم
بفرموده هرگز زدنیا مخور غم بعین بصر بین و چشم تامل

یعنی باعث تمکین شیخ قیام الدین حسن وکیل صدر عدالت بمدراس ۱۲

چه عزم زیارت بصدق و صفا ها بپابوس ابن علی مرتضی شد
بدل فاتحه خوانده و از جان سلامی که از بار غم راست قامت دوتا شد
ستاده بدیهه چه اشعار خوانده بحالی که مغلوب درد و بکا شد
شرف یافت ارباب علم و امامت مرخص ز دربار خیر الوری شد
بکاریکه معهود گردیده بودم بتائید قایم بخوبی وفا شد
کنم طوف اموات و احیای هندی تو گوئی مرا سیر ارض و سما شد
بارکان و اعیان اشارت نموده که خوش زاد و فرمان رخصت عطا شد
برای طواف بزرگان هندی به هندوستان عازم از اصفها شد
مکان و محافظ زر و مال و سامان چه در منزل و راه کو هر کجا شد
بدانند از روی قبض الوصولش ز شاهی خزانه ز شان ادا شد
عمل کرده بر وفق احکام شاهی بسوی هند با بدرقه رهنما شد
ز دهلی و اجمیر و لکهنو و غیره بملک دکن راه رهند آشد
بصحرا و معموره ها صبح و شامی برای زیارات اهل بجا شد
فراغت ز طوف بزرگان نموده بچینا پتن خیر و رد و قوافرا شد
هزار و دو صد سی و پنج بد ز هجرت رقیم که ناگه فتوحی مرا شد
چو شیخ مکین اندرون مکان بد بتعظیم و تکریم آن معتقد آشد
نشستم به پهلو ز فرمان ایشان که جا و زبان لم و قف آن مجتبا شد
که شیخ معز آمد و گفت حالم تصافح نموده مکرر لقا شد
بهر ماه مه را ترقی تنزل بسی دیده ام من سبب انجلا شد

قصیده فی المناجات

اگر بخیز ز رود کشن عبور کنم — هوای ملک دکن از خیال دور کنم
بسیر هند مشرف شوم ز مضجع جد — بصد نیاز زیارات کل قبور کنم
ز کاظمین به بغداد و کربلا و نجف — اگر ز بخت به مشهد رسم سرور کنم
هدایت ازلی گر شود دلیل راه — روم به مکه مدینه طواف نور کنم
پس فراغ ز حج و مطاف هر دو حرم — شده به بیت مقدس نظر بطور کنم
مقیم بلدهٔ طیب شوم بطیب قلب — برای عفو جرایم بدل نذور کنم
بقیع مدفن من کن بحق اهل بقیع — که روز حشر پس صالحین ظهور کنم
براه بر بر مصطفی ببر یارب — که خوف حادثهٔ زورق و بحور کنم
مرا چه کار ز اعمال و جنت و دوزخ — شوم بموقف و شکرانه حضور کنم
ز بند کائنات نباشم ای خالق عالم — بجز نظارهٔ تو گر نظر بجور کنم
امید جمله مرادم فقط ز رحمت تست — که در ادای فرایض بسا قصور کنم

قصیده احوال مرشدم قدس سره

سزاوار حمد و ثنا خالق ما که فرمود کن خلق ارض و سما شد — برای رسالت هدایت شفاعت ز نورش زهی ختم انبیا شد
ز مژگان قلم روشنائی ز دیده کنم سینه قرطاس سطر کشیده — نویسم سفرنامهٔ مرشد من بایجاز بابیته تا انتها شد
چو فتحعلیشاه ایران نوشته بسلطان محمود قسطنطنیه — که از دار فانی سوی جاودانی که اتم محمد علی میرزا شد
بهمراه تابوت تا مدفن آن بفرما تعین افضل الصالحین را — ز اطراف و اکناف سامی ممالک جنازه روان جانب کربلا شد
بتعمیل ایمای آن شاه والا نظر کرد سلطان بوجه وزیری — بعرضه رسانید من کل وجه محمد شریف افندی رضا شد
چو رخت سفر گشته آماده باهم ز خدام و حشام شد هم فراهم — باعزاز و اکرام حسب مناصب مرخص نمودند و با مدعا شد

وبپائین آن این عبارت فارسی مرقوم است این چند شعر غم فزا وجان گداز در روضهٔ متبرکه عرش درجه
تماس آل عبا اعنی جناب سید الشهدا روحی وروح العالمین فداه خوانده شده ومن باب تیمناً وتبرکاً
بضریح مطهر منور آنسرور مسح گردانیده شد تاآنکه باعث ضیاء دیدها وحرقت قلبها وقوت کلکاگردد
تحریر فی حادی عشر شهر شوال المکرم شهور سنه ۱۲۷۲ هجری من اطراف این قصیدهٔ موصوف قصیدهٔ نعتیه که مصراع
اول آن که «ای بایجاد خلایق توقیعی سببی است موشح کرده درخانه آینه داشته اتم ناظرین
رامعلوم شود که بسبب تحریر قصیدهٔ احوال جد در حاشیه قصیده سرگذشت نبیره در متن که مثل بطن ابیت حسبت

قصیده در مرثیهٔ امام حسین علیه السلام

زهر جهت صفتش بشنوم مدام دلا — بگو که کیست ملقب به سید الشهدا
بگفت حیف ندانی وهم مسلمانی — قتیل راه خدا شاه ملک صبر ورضا
سرور سینه ونور دوچشم وجان بتول — دل علی وجگر پارهٔ رسول خدا
زرمح ونیزه وتیر وسنان وتیغ دودم — اگرچه داشت زسر تا قدم جراحتها
بپشت اسپ اقامت بسجود برسر خاک — نمود بادل شادان نماز ظهر ادا
باآب تیغ شده حلق خشک هرگه تر — جهان زدیده غم خون گریست ارض وسما
تنش بخاک تپان سر بنوک نیزه سوار — دل وزبان او مصروف ذکر شکر وثنا
براه حق بزر ومال وجان واهل وعیال — بوفق شرط شهادت نمود عهد وفا
پدر شهید وبرادر شهید ویار شهید — برین جماعت رنگین سرم بباد فدا
رساند بعد بسی امتحان قضا وقدر — ودیعت ازلیش بروز عاشورا
چه روز بهر رسل بود اندران حسنین — یکی معافی عصیان دویم قبول دعا
شهادتیکه نصیب حسین شد امید — کسی ولی ونبی راخدا نکرد عطا

قطعه

باچنین قرب حق و قوت و قدرت شه دین — جور و ظلم و ستم ودر بخش روزی و شبی
بهر تنظیم تو بر خود که گوارا کرده — از زبان تو نه سر زد که حرف غضبی

قطعه

روز محشر که پریشان شده خواهند آمد — فرقه فرقه به پناه بر هر خاص نسبی
انبیا را بزبان ورد همین خواهد بود — که شفیع امم ماست رسول عربی
چونکه وصاف تو لاریب خدا و رسل اند — من و وصف تو فضولی است و بس نو العجبی
مقتضای بشری لشکر صبرم بشکست — عرض حاجت بجناب تو بود بی ادبی
جد من کیست کجا نیست تو خود میدانی — من نخواهم که شوم هندی و حسینی حلبی
ظاهرا گرچه فتادم بره دور و دراز — پیش لطف تو بود فاصلهٔ یک وجبی
دارد از حضرتت امیه امید اعظم — که بزودی و شتابی بحضوری طلبی

مکرمی معظمی محب قدیمی میر محبوب علیخان بهادر امام نواز جنگ نجم الدوله این قصیده سماعت کرده نقل کرفتند و بعد سالی کاغذی که بران قصیده موصوف بحروف نسخ نوشته و بر پیشانی آن عبارت هذا هو الله تعالی شانه جزاکم الله فی الدارین خیر الجزاء اکملها واجلها اشملها وازواها اطیبها وانماها اجبها واسناها اکرمها واصفاها اعظمها وازکیها فقد ورد منهم علیهم الصلوة والسلام ان لکل بیت بیت تقبل الله عنکم وهو مقبول بکرم محرره الجانی الراجی و در مهر عبده حسین الحسینی الموسوی است این عبارت محرره و مهر کلید بردار آنجاست فقط وعنه تعالی تقبل الله عنه عمله حرره خادم الشریعة المطهرة و در مهر میر حسین علی نقی طباطبائی است و این عبارت محرره و مهر قاضی آنجاست

حذف فرمودند

برای عرض غرض حاجت مترجم نیست ... که اوست موجد هر هر زبان و حرف و بیان
تنم که بارکشش منت طبیبان نیست ... که بهر دفع مرض میکند خود او درمان
عجب مدار ز هوش و قوای من ای پیر ... که حول و قوت او دارد م مدام جوان
ز طبع من به قناعت هوا و حرص ربود ... سبک نمود دلم را ز بار بار گران
چها خوشم که چها میکنم نمیگویم ... که نیست هیچ گهی حاجت بیان عیان
کمان مبر که دهد شرح از صفات او ... زبان خامه شکسته خام خامه زبان
قلم شود اگر اشجار و هفت بار بحور ... بود مداد نگردد یکی ز وصف بیان
ز هستی تو شده هستی همه موجود ... مگر وجود لطیف تو قایم و سبحان
دل مطیع امورت چو گنج و گلزار است ... وگرنه کنج غم و همّ و کلبهٔ احزان
فتاده ام ره دور از کثافت جسم ... به فضل خویش به نزد حبیب خود برسان
که تا بهر دو سرا همچو زایرین و حاج ... شوم ز حج و زیارات اکمل الایمان
هم ز نکر دو عالم مدام خوش باشم ... ز زیر ظل ظلیل لوای اشفع شان
وجود من که بخیر الامم مشخص شد ... ندیده ... به ... که چها ... احسان
همیشه شکر کنان باش ای امید دل ... چه سال و ماه و شب و روز و ساعت و آن

قصیدهٔ نعتیه

ای بایجاد خلایق تو یقینی سببی ... که به کونین عزیزی و محمد لقبی

قطعه

همه اجداد تو هستند بلاشبهه رسل ... خاتم جمله رسولی و غوالی نسبی
نه فقط اینکه بذات تو بود فخر نسب ... برده گوی تفاخر بصفات حسبی

در جواب اعتراض بعض ناس ... گرفته شد ... بلا ناس ... حکم الکل ... لا لکنا

بیا اسم تو اصفا نشود از قفس تن		حاشا که پریدن نه هم طایر دم را
امید همه کس به سخا و کرم خود	تمت	من حضرت تو عرضه دهم عجز ندم

بالای جلد شرح این قصیده که مطبوع شدین چهار مصرع قلمی گردید

مسود مبیض هم از طالعین	بسوید و تبیض و ترتیب این
نموده دل …	… ضرورت … ناظرین

قصیده حمدیه

منم ملازم آن خسروی که هر دو جهان … بدست قدرت اوهست نیم ذره سان
شه منزه وحید و فرید و خلاقی … رئوف و قاهر و رزاق و عادل و رحمان
چنان شهی که به پیش گدای خاک درش … سر نیاز بصد عجز می نهند شهان
به جاه و حشمت آنان نظر نمیدارند … دعا کنند چه سلطان دل اند درویشان
زهی قدیر و رحیمی زهی کریم و نعیم … رساند از کرمش رزق آشکار و نهان
دو فرقه اند ز مخلوق در جهان لاریب … یکی ذخیره نهد دیگرے ندارد آن
به مقسم ازلیش نظر به فیض عام … همه دواب و طیور و بشر بود یکسان
بحکم محکم خاصش تعلقی دارد … حیات و موت چرند و پرند و انس و جان
بمقتضای خداوندیش خبر دارد … ز حال ظاهری و باطنی خرد و کلان
نموده است ملک را تعین ذی روح … برای حفظ و امان از شرارت شیطان
چه التفات قدیمی است خالق ما را … که خود بلطف بهر کس قرین تر از رگ جان
زهی نشان که نشانی طلب کنی از من … بیا بیا که نمایم ترا نشان نشان
[illegible] ل و سر که بشک و بی شبهه … نشان اعظم او هست حضرت انسان

پرداخت خود ساخته است اینکه ملایک
جباری که شیطان نکشد تیغ ستم را

در ارض و سموات بتوصیف تو لاریب
هردم همه ذی روح سرایند نعم را

بی عقلی محض است که من وصف تو گویم
پیداست که حرفی به زبان نیست بکم را

از ظلمت عصیان است دلم غیرت دیجور
با صبح سعادات ده تبدیل غشم را

در دشت تواهی دادا از لطف برم ده
تا قافله سالار کنم ابراهیم را

در بادیه معرفتت گم شده گاهیم
ای هادی مطلق بنما راه لدم را

آبرس بمنزل برسیم و بشناسیم
آرام حضر رنج سفر قسمت شیم را

گردم دم توحید چنان سخت یمینی
کفارهٔ کافی نبود هیچ قسم را

تو خوب بدانی که نبود است و نیست
جائی بدل و دیدهٔ من هیچ صنم را

نشان دو علم که در سامانها شد برای نمودن راه ۱۲

قطعه

انچه که زامر تو بدل آمد دادیم
لا را نشناسیم و ندانیم الصنم را

گر جمله زر و سیم جهان هم بدو بخشند
کوتاه بود دست سخا این درم را

در معرکهٔ رزم بود یا که رزم و بزم
مغلوب ندیده است کسی اهل همم را

بی منت و احسان که دهی رزق مقدر
نشناخته ام هیچ زمان زاید و کم را

زین بیش مگردان بدر اهل حکومت
بر عتبهٔ حکم تو فرو آر سرم را

بویم ز شمیم گل و ریحان ریاضت
تقویتی از لطف بده قوت شمم را

گریم که شود دور سیاهی عملها
یارب به نگاهی اثری چشم ترم را

[illegible] تو [illegible] نتوان یافت
[illegible] را

من سوخته جانم تو سحاب کرم و رحم
دریاب بیک قطرهٔ نم تشنه دلم را

از صنعت انگشتری و آینه و جام — مشهور نمودند در آفاق تو جم را

صد حیف ندیدند ز صناع خاصت — آرایش و زیبایش این چرخ نجم را

آن مفخر آدم پی تکمیل رسالت — بر مرکز ام القری بنهاد قدم را

چون غیرت یکتائی تو جوش بدل زد — از پای در انداخته ارباب حرم را

پس سرور عالم که با فواج توکل — در هر دو جهان راست برافراخت علم را

مقصود تو بوده است بترکیب عناصر — ایجاد کند بهر هدا خیر امم را

این نعمت عظمی که عطا کردهٔ ما را — کو دست و زبانها که سزد شکر اتم را

شکرت نتوانیم که فرمودهٔ بهر — آسایش و آرامش ما خلق نعم را

بیش از عمل نیکی منوی چو دهی اجر — بنداشته ام معنی هر بیع بسلم را

از قهر تو منکر نتوان یافت معاذی — غیر دو جهان جای دگر نیست چو رم را

چون در ملل سابقه افتاد تخالف — مامور پی فصل نمودی چه حکم را

گر خنجر حکم تو سر جهل بریدی — منسوخ بفرمودهٔ هم احکام سقم را

مخصوص بذات تو چو ایصال دارائت — دخلی نه دران هیچ اخص را و اعم را

هر چند که مرسل به نمودند هدایت — ام و ولد و زوجه و اخ و اب و عم را

تقدیر نموده است به تدبیر موافق — ورنه به ره آوردی س اغیار د لدم را

گر مار گزد یا بدهد زهر هلاهل — تغییر کند قدر تو خاصیت سم را

تاثیر باشیا که تو خود میدهی ورنه — کی این خس و خاشاک بر درنج و الم را

گو خلقت انسان به تفاوت تو نمودی — تابع نشد سے گر نه بدی جوع شکم را

گر بهر صلاحی شده نقصانی به اجزا — یک قوت دیگر دهی اسعی و صمم را

بسم الله الرحمن الرحیم

قصیدهٔ حمدیه موسوم باعظم القصاید

خواهم که دهم زیب ز وصفی تو رقم را — زین بحر عطا کن در شهوار قلم را

وهمی و خیالی که لزوم بشری هست — از خاطر من دور کن این زنگ ظلم را

هر گاه که در نظم صفات تو شوم محو — راهی بدل خود ندهم شادی و غم را

(مطلع) ای جز تو کسی نیست سزاوار کرم را — یک شمهٔ جود تو وجود است عدم را

از نام حبیبت سر توقیع رقم شد — مسجود نمودند چو بر لوح قلم را

انس و ملک وارض و سما جمله حدوث اند — ذات تو که بالذات قدیم است قدم را

آنی که بیک چشم زدن کردهٔ برپا — بی میخ و ستون رسن این هفت خیم را

آنی که بانواع بشر فیض تو بخشید — شاهی فرنگ و عرب و هند و عجم را

از تاج شهنشاهی دنیاست فراز — قرآن مجید تو بسر نیک شیم را

فرعون بدریای محیط غضب تو — پنداشت مددگار خودش خیل و حشم را

گیری زیکی میدهی فی الفور بدیگر — اموال واماکین و ممالیک و خدم را

دانیم بهر کس که دهی عزت و ذلت — از باعث اعمال جزا نیست [illegible] را

شعر و سخن در میان می‌آمد گاهی ماهی غزلی و رباعی بقلم می‌آوردم و در سنه یکهزار و دوصد و پنجاه و دو
هجری که بر عهدهٔ جلیلهٔ تعلقه‌داری صدر تعلقات بست و دو لک و چند هزار روپیه مامور شده در آبادی
رسیڈنسی حیدرآباد استقامت نمودم و بدربار مهاراجه بهادر مدار المهام حاضر میشدم از اکثر صاحبان
اهل دربار خصوصاً مصاحبان و شاعران دربار نیم شبی مهاراجه بهادر ملاقات‌ها شده و رسم آمد شد
غریب‌خانه جاری گردیده چنانچه حاجی زوار میرزا عباس صاحب و میر عنایت علی صاحب عرف
آغا دونه لکهنوی و میر عباس علی صاحب کافی و میرزا صابر صاحب شیرازی و میرزا همدم صاحب وغیرهم
براه لطف و کرم بهر صباح جمعه تشریف می‌آوردند و تا قریب دو پاس روز اشعار اساتذه و تصانیف
خودها میخواندند و بر من فرمایش غزلی وغیره میفرمودند و من آنرا در مجلس جمعهٔ دیگر التماس میکردم الحاصل تا
چند سال همین طور بخوشی و خرمی گذشت و مهاراجه بهادر استفسار کیفیت این مجلس میفرمودند و مسرور
میشدند و تضمین اکثر غزلیات خواجه حافظ علیه الرحمه در همان ایام بوقوع آمده و مهاراجه بهادر که شادان
تخلص میکردند کلیات خود عنایت کرده فرمودند که از ابتدا تا انتها دیده شود من اشعار خود را که در اجزا
می‌نویسانیده بودم درینولا که یکهزار و دوصد و هفتاد و هشت هجری است از باعث شدن الطاف فرمایان
دلی من بسیاری از شاعران و ماهران این فن متوجه ترتیب اشعار خود شدم صاحبان موصوف مجلس مذکور
که کلهم ساکنان خلد برین شده اند یاد آمده اند و می‌آیند بی اختیار شعر میرزا مظهر جانجانان قدس سره خواندم
میخوانم ؎ رحم کن ای باغبان گلدسته پیش من میار * مجمع یاران رنگین یاد می‌آید مرا * اللهم اغفر لهم
وارحمهم انت خیر الراحمین میگویم از ملاحظهٔ اشعار من واضح خواهد گردید که بترتیب حروف تهجی ترتیب نیست
وجهش اینکه من ارادهٔ نوشتن دیوان نمی‌داشتم و خود را در زمرهٔ شعرا محسوب کردن نمیخواستم آنچه که در دلم آمد بقلم
آوردم و اکثر مضامین آن از آیهٔ کریمه و حدیث شریف و قول بزرگان و حکمت و حسب حال خود و دیگران تعلق
دارد و بعض سخن ظریفانه و ظرافتانه نیز هست بنابران به مجموعهٔ عظمی امید موسوم کردم و سه صد جلد طبع گردانیدم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خالق عالمین جل جلالہ و نعت سید المرسلین صلوات اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و سلم امیدوار
درگاہ لم یزلی محمد اعظم علی بوالاخدمت فیضدرجت بزرگان دین و صاحبان یقین عرض میکند
کہ در عمر بیست و یکسالگی ایام طالب العلمی طبع خود را قدری موزون یافتہ رسالہ عروض از بحر علوم
معقول و منقول حضرت مولوی محمد صادق صاحب لکھنوی المتخلص بہ زہرت و چند رسالہ این فن
بخدمت میرزا حسن علیخان بہادر حسن دہلوی خواندم و صلاح شعر نیز گرفتم چون در سن یکہزار و دو صد و
سی ہجری میرزا صاحب ممدوح بہ ارادہ حج و زیارات از چینا پتن تشریف فرما شدند و در راہ از بیماری
و با مع اکثر متعلقان و مردم قافلہ بدار البقا شتافتند من از استماع این خبر مبتلا و غم و ہم گردیدہ مسودات
اشعار خود کہ بملاحظہ استاد مرحوم در آوردہ بودم چاک کردم و بعد از ان فکر شعر نکردم و ہرگاہ کہ
سنہ یکہزار و دو صد سی و پنج ہجری در فرخندہ بنیاد حیدرآباد کہ حافظ حقیقی حافظ آن ہمیشہ باد
تعلقات سرکار عالی سرفرازی [illegible]

[illegible]

ومن یتوکل علی الله فهو حسبه

سرچشمهٔ فصاحت و بلاغت زیور گوش شنید سرمهٔ چشم مردم دیده موسوم به

۱۲۷۸